بہادرانِ
اسلام
مولانا صادق حسین صدیقی

بہادرانِ اسلام

صادق حسین صدیقی

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔ فون: 7231595

Marfat.com

98251

~~98226~~

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	:	کلائمکس کمپیوٹرز
تعداد	:	600
سن اشاعت	:	2002ء
قیمت	:	-/120 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

فون: 7231595

Marfat.com

بہادرانِ اسلام

صادق حسین صدیقی

جس میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، جنگ کربلا، حضرت حمزہؓ، حضرت بلالؓ، حضرت جعفرؓ طیار، حضرت سعد بن وقاصؓ، خالد بن ولیدؓ، حبیبؓ بن عدی انصاری، عمرؓ بن العاص، عباس بن نخم کے مفصل حالات اور ان بزرگوں کی جانبازی، جرأت، ہمت، استقلال، عبادت، ریاضت، تجربہ کاری اور اسلام پر جانثاری کے سچے حالات پر نہایت دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ سب حالات سلیس اُردو میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ ہر کم و بیش لکھا پڑھا آدمی ان کو پڑھ کر لطف حاصل کر سکے اور ان بزرگانِ دین کے عملی کارناموں سے سبق حاصل کرے۔ ان بزرگوں کی زندگی کے اصلی حالات کتابوں سے بہت عرق ریزی سے جمع کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ

نام اور لقب:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام جو اُن کے والد نے ایامِ جاہلیت میں رکھا تھا عبدالکعبہ تھا۔ ابوبکر کنیت تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ لیکن آپؓ کی کنیت اس قدر مشہور ہوئی کہ نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ آپؓ کا لقب ''عتیق'' تھا۔ مؤرخین نے اس لقب کی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آپؓ بہت زیادہ حسین اور وجیہہ تھے اس لئے یہ لقب ہوا۔ دوسری یہ کہ آپؓ کا حسب ونسب بے عیب تھا اس لئے عتیق لقب ملا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو دوزخ کی آگ سے نجات کی خوشخبری سنائی تھی اس لئے یہ لقب ہو گیا۔

بخاری میں ایک حدیث آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر تم دوزخ سے آزاد ہو''

ایک اور لقب بھی ہے ''صدیق'' یہ خطاب دربارِ رسالتؐ سے عطا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو صبح کو حضور نے امرائے مکہ کے سامنے معراج کے واقعات بیان کرنے شروع کئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی وہاں آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے ابن قحافہ! مجھے معراج ہوئی ہے۔ کیا تم اس کا یقین کرتے ہو؟''

ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا۔''

حضورؐ نے آپؓ کو ''صدیق'' کا خطاب عطا فرمایا۔ کنیت کے ساتھ یہ خطاب مل کر ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔ لوگ ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے۔

نسب:۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابوقحافہ تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ تھا وہ صخر بن کعب کی بیٹی تھیں۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح پر ہے۔

ابوبکرؓ 1 بن قحافہ 2 بن عامر 3 بن عمرو 4 بن کعب 5 بن سعد 6 بن تمیم 7 بن مرہ 8

Marfat.com

بن لوی 9 بن غالب 10 بن فہرد (قریش)

آپ خاندانِ قریش سے تھے۔ چھٹی پشت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ بنی تمیم بھی کہلاتے ہیں کیونکہ چھٹی پشت میں تمیم تک آپ کا نسب پہنچتا ہے۔

بزرگی:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خاندانِ قریش سے تھے۔ قریش کے قبائل تمام عرب میں بڑی عزت و وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ اس وقت مکہ معظّمہ میں دس قبیلے معزز و مفتخر تھے۔ ان قبیلوں کے نام یہ ہیں:۔

1- ہاشم 2- امیہ 3- نوفل 4- عبدالدار 5- اسد 6- تمیم 7- مخزوم 8- عدی 9- جمح 10- سہم۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بنو تمیم کے سردار تھے۔ زمانہ جاہلیت میں وہ دِیت اور تاوان کے مقدمات طے کیا کرتے تھے۔ یعنی فوجداری اور دیوانی کے، وہ جس مقدمہ میں جو فیصلہ دے دیتے اسے تمام قریش بے چون و چرا مان لیتے۔ کوئی عذر و اعتراض نہ کرتے۔

آپؓ بڑے متمول اور صاحب اثر تھے۔ لوگوں پر احسان کرنے والے اور بامروّت تھے آپؓ تمام قریش میں سب سے زیادہ صائب الرائے سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے ذی فہم اور دانشمند لوگ بھی اپنے معاملات میں آپؓ سے مشورے لینے آتے تھے۔ آپؓ نہایت شریف طبیعت اور سلیم الطبع تھے۔ برائیوں اور بری خصلتوں سے پاک تھے۔ آپؓ نے ایامِ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی تھی۔ حالانکہ اس وقت شراب پینا فیشن اور شرافت میں داخل تھا۔ آپؓ کی نیکی اور بزرگی کے سب قائل تھے۔

پیشہ:۔ اگرچہ آپؓ کافی مالدار تھے۔ اگر آپؓ کچھ بھی نہ کرتے تب بھی رئیسوں کی شان سے رہ سکتے تھے۔ لیکن آپ کا مشغلہ تجارت تھا۔ آپؓ بزاز تھے یعنی پارچہ فروش۔ بڑے پیمانہ پر کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔

ابوبکرؓ آغوشِ اسلام میں:۔ آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب فخر بنی آدم حضرت محمد ﷺ نبی مبعوث ہوئے اور آپؐ کو تبلیغ اسلام کا حکم ہوا تو آپؐ نے مردوں میں سب سے پہلے حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیقؓ کو دعوتِ اسلام دی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے۔ آپؓ نے بلا کسی تردد کے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں نے جسے بھی اسلام کی دعوت دی اُس نے تامل کیا۔ مگر ابوبکرؓ نے تامل نہیں کیا۔ (فوراً اسلام قبول کر لیا۔)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمان ہوتے ہی اپنے عزیزوں اور دوستوں کو دعوتِ اسلام دینی شروع کر دی۔ چنانچہ آپؓ کی کوششوں سے بنو امیہ میں سے عثمانؓ بن عفان، بنو عمر میں سے طلحہؓ بن عبید اللہ، بنی زہرہ میں سے سعدؓ بن ابی وقاص، زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمانؓ مطعون مسلمان ہوئے۔

فضیلت:۔ جب مکہ میں اسلام پھیلنے لگا تو قریش کے سرداروں کے بہت سے غلام اور کنیزیں مسلمان ہو گئیں۔ سردارانِ قریش کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ اُنہوں نے ان مظلوموں پر ایسے ایسے مظالم شروع کئے جن کو سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جس قدر سفاکیاں انسانوں کے دماغوں میں آ سکتی ہیں وہ ان بیچاروں پر کی جانے لگیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے متاثر ہوئے۔ اُنہوں نے غلاموں اور کنیزوں کو اُن کے ظالم و سفاک آقاؤں سے بھاری قیمتوں پر خرید خرید کر آزاد کر دیا۔ غلاموں میں سے قابل ذکر حضرت بلالؓ، حضرت عامرؓ اور حضرت زبیرؓ ہیں۔ اور کنیزوں میں حضرت ہندیہؓ اور حضرت ام عبسؓ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کے متعلق فرمایا:۔

''روئے زمین پر بجز نبی کے ابوبکرؓ سے کوئی شخص افضل نہیں ہے۔''

جرأت:۔ آپ بڑے نڈر اور بہادر تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر اس قدر اینٹھا کہ حضورؐ کا دم گھٹنے لگا اور آنکھیں اُبل آئیں۔ کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضورؐ کو اس سفاک کے ہاتھوں سے نجات دلاتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب خبر

Marfat.com

ہوئی تو آپؓ دوڑے ہوئے آئے اور اُس ظالم کے شر سے آپؐ کو بچایا۔ آپؓ نے قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''کیا تم ایک ایسے شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے۔''

کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پر پل پڑے۔ اگرچہ آپ تنہا تھے مگر آپ بالکل نہیں ڈرے بلکہ مکوں کا جواب گھونسوں سے دینے لگے۔ آخر قریش کے ہی چند لوگوں نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرایا۔

جب سردارانِ قریش کے مظالم عام ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر بھی سختیاں ہونے لگیں۔ چونکہ قریش کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوشش سے کئی معزز اور ذی اثر لوگ مسلمان ہوئے ہیں اس لئے اُنہوں نے اُنہیں زیادہ ستانا شروع کر دیا۔ آپؓ کو غصہ آتا تھا اور قریش سے انتقام لینے کو جی چاہتا تھا لیکن حضورؐ کی یہ مرضی نہیں تھی کہ قریش کو جواب دیا جائے اس لئے آپؓ خاموش رہ جاتے۔ جب مشرکوں کے مظالم حد سے زیادہ گزر گئے تو آپؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حبش کی طرف ہجرت کی اجازت لی اور چل کھڑے ہوئے اور برک العماد میں جو مکہ سے یمن کی طرف پانچ دن کی راہ پر ہے جا پہنچے۔ وہاں ابن دغنہ سے ملاقات ہو گئی۔ ابن دغنہ قبیلہ کارہ کا رئیس اعظم تھا۔ قریش اُس کی بڑی عزت و عظمت کرتے تھے۔ اُس نے آپؓ سے پوچھا۔ ''کہاں چلے؟'' آپؓ نے جواب دیا۔ ''میری قوم میری دشمن ہو گئی ہے۔ مجھے میرے وطن میں نہیں رہنے دیتی۔ ارادہ ہے حبش میں جا کر عبادت میں مصروف ہوں۔''

ابنِ دغنہ نے کہا۔ ''بڑی بدقسمت ہے تمہاری قوم قریش۔ تم جیسے نیک سیرت اور با مروّت شخص کو نکال رہی ہے۔ میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔''

آپؓ اُس کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ ابنِ دغنہ نے مکہ میں آ کر قریش سے کہا۔ ''کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے نیک شخص کو نکال رہے ہو جو بڑا مہمان نواز ہے۔ مفلسوں کی مدد کرتا ہے۔ مصیبت میں لوگوں کے کام آتا ہے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کی خبر گیری کرتا ہے۔ جس سے سوائے نیکی کے کبھی برائی ظاہر نہیں ہوئی۔''

قریش نے کہا۔ ''ہمیں خود افسوس ہے۔ مگر کیا کریں مجبور ہیں۔ یہ بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتے ہیں جس کا اثر ہمارے مردوں، عورتوں اور بچوں پر ہوتا ہے۔''

ابن دغنہ نے کہا۔ ''اب یہ بلند آواز سے قرآن شریف نہ پڑھا کریں گے۔''

Marfat.com

آپ مکہ میں رہنے لگے۔ چند روز تو قرآن شریف آہستہ آہستہ پڑھتے رہے لیکن کچھ عرصہ بعد پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش نے ابن دغنہ سے شکایت کی۔ ابن دغنہ نے اُن سے کہا۔ ''تم قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے ہو اس لئے میں آج سے تمہاری حفاظت کا ذمہ دار نہیں۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ ''میں نے تمہاری حفاظت پر بھروسہ کیا یہ مناسب نہیں تھا۔ مسلمان کو صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ خدا مجھے معاف کرے۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ تمہاری حفاظت سے الگ ہوتا ہوں۔ مجھے خدا کی حفاظت کافی ہے۔''

چنانچہ وہ بڑی بے خوفی سے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنے لگے۔ پھر قریش کو اُن سے کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے اور علماء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام لانے کے بعد سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ بغیر آپؐ کی اجازت کے کبھی نہیں چھوڑا۔ ہر موقع پر اور ہر معرکہ میں آپؐ کے ساتھ رہے۔ چنانچہ جب حضورؐ نے ہجرت کی تو صحابہ میں سے صرف آپ ہی ساتھ تھے۔ غارِ ثور میں پہنچ کر اُسے صاف کیا اور اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخوں کو بند کیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اُس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پیر کی ایڑی رکھ دی۔ رسول اللہ ﷺ استراحت فرمانے لگے۔ حضرت صدیقؓ کی ایڑی میں سانپ نے کاٹ لیا۔ اگرچہ آپؓ کو سخت تکلیف ہوئی لیکن ضبط کیا۔ مگر جب سوزش بڑھ گئی تو آپؓ مضطرب ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ''کیا ہے؟''

آپؓ نے عرض کیا۔ ''سانپ نے کاٹ لیا ہے۔''

حضورؐ نے ایڑی پر لعاب دہن مل دیا۔ اُسی وقت ٹھنڈک پڑ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کے ساتھ مدینہ پہنچے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک سب سے بہادر شخص کون ہے؟ سب نے عرض کیا کہ ''آپ'' آپؓ نے فرمایا۔ ''میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑے سے لڑتا رہا ہوں۔ تم شجاع ترین شخص کو بتاؤ۔'' سب نے کہا۔ ''ہمیں معلوم نہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ''سب سے زیادہ بہادر حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جب بدر کا معرکہ ہوا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

خزرج زبردست قبیلہ تھا۔ انصار نے یہ طے کیا کہ سعدؓ بن عبادہ خلیفہ مقرر کیے جائیں۔ کسی نے کہا کہ مہاجرین ان کی امارت کو تسلیم نہ کریں گے۔

ایک جوشیلے انصار نے کہا۔ ''اگر وہ ہماری امارت تسلیم نہ کریں گے تو ہم انہیں تلوار کے زور سے مدینہ سے نکال دیں گے۔''

غرض اس جھگڑے نے فتنہ کی صورت اختیار کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ وہ فوراً مسجد نبویؐ سے چل کر سقیفہ بنو ساعدہ میں آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح بھی ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''یا معاشر'' ''(اے گروہ) انصار وہ ہیں جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی۔ مصیبت میں ان کی مدد کی۔ آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ لیکن مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے دین کے لئے بڑی تکلیفیں سہیں۔ وطن چھوڑا، گھر چھوڑا، املاک چھوڑی۔ غرض اللہ کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ اس لئے امارت میں مہاجرین کا حق فائق ہے۔''

اس تقریر کا اچھا اثر ہوا۔ اُسی وقت ایک انصاری نے جن کا نام حبابؓ تھا کہا۔ ''مجھے ایک حدیث مقدسہ یاد آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ''امام قریش میں سے ہوں گے۔''

اُس زمانہ کے مسلمان ایسے بے نفس تھے کہ یا تو بڑے جوش وخروش سے جھگڑ رہے تھے یا اس حدیث کو سنتے ہی سب کے جوش ٹھنڈے پڑ گئے۔ مجمع پر سکوت چھا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ ''قریش میں سے یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔''

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ ''نہیں ہم سب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ زیادہ افضل ہیں۔ یہ غازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین رہے۔ ہجرت کے وقت رفیق سفر رہے۔ جب حضورؐ بیمار ہوئے تو نماز کی امامت کے لئے ان کو منتخب کیا۔ ان کی موجودگی میں خلافت وامارت کا کوئی مستحق نہیں ہوسکتا۔''

بیعت:۔ یہ کہتے ہی حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا۔ ''ہاتھ بڑھائیے۔ میں بیعت کرتا ہوں۔''

چونکہ انکار واصرار میں پھر کسی فتنہ کے اُٹھنے کا خوف تھا اس لئے حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیقؓ نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے، اُن کے بعد حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے بیعت کی۔ اُن کے بعد چاروں طرف سے لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ جب یہ خبر باہر پہنچی تو لوگ سنتے ہی دوڑ پڑے اور مہاجرین و انصار نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انصار میں سے سعدؓ بن عبادہ اور مہاجرین میں سے وہ لوگ رہ گئے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں لگے ہوئے تھے۔ اُس روز تینتیس ہزار صحابہ نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سعدؓ بن عبادہ نے بھی بیعت کر لی۔ البتہ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے بیعت نہیں کی۔ ایک روز ابو سفیان حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا۔ ''خلافت تمہارا حق تھا۔ ابو بکرؓ اس کے مستحق نہیں تھے۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ! میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔''

حضرت علیؓ نے اُنہیں جھڑک دیا اور کہا۔ ''تمہاری باتوں سے فتنہ کی بو آتی ہے۔''

ابن عساکر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا:۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اُس وقت میں نہ کہیں گیا ہوا تھا نہ بیمار تھا بلکہ موجود تھا۔ تو اب ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے پسند کیا ہم بھی اس کو پسند کر لیں۔''

اسی طرح دار قطنی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے (علیؓ) کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ تمہیں تینوں (ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) پر مقدم کرے۔ لیکن ابی بکرؓ کو مقدم بنایا گیا۔''

حضرت علیؓ اسی وقت اُٹھ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ ''میں نہ تمہاری فضیلت سے انکار کرتا ہوں نہ تمہاری خلافت کا منکر ہوں۔ البتہ تم سے یہ شکایت ہے کہ تم نے ہم لوگوں سے مشورہ کئے بغیر سقیفہ بنو ساعدہ میں بیعت کیوں لی۔ ہمیں بھی بلوا لیتے۔ سب سے پہلے ہم بیعت کرتے۔''[1]

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ ''میں سقیفہ بنو ساعدہ میں بیعت لینے کے لئے نہیں گیا تھا بلکہ مہاجرین اور انصار کے نزاع کو رفع کرنے کے خیال سے گیا تھا۔ اُس وقت وہاں لوگوں میں بڑا جوش پھیلا ہوا تھا۔ جھگڑے کا احتمال تھا۔ میں نے تقریر کی اور لوگوں کو سمجھایا۔ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ اگر میں توقف

[1] از تاریخ ابن خلدون

Marfat.com

کرتا تو خوف تھا کہ کہیں فتنہ پوری قوت سے نمودار نہ ہو جائے۔ مجبور ہو کر میں نے بیعت لی۔

حضرت علیؓ کو اطمینان ہو گیا۔ اُنہوں نے اپنی شکایت واپس لے لی۔ اور دوسرے روز مسجد نبویؐ میں مجمع عام کے رُوبرو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلیفہ ہونے کے چند ہی روز بعد بیعت کر لی۔ بعض لوگ چھ مہینے کا وقفہ بتاتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔

پہلا خطبہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے بعد لوگ مسجد نبویؐ میں جمع ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے حمد و ثنا کے بعد کہا۔

''میں تمہارا سردار بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں بھی تم ہی جیسا ہوں۔ تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر غلط راہ اختیار کروں تو تمہارا فرض ہے کہ مجھے سیدھے راستہ پر قائم کرو۔ راستی اور سچائی خدا کی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ میں کمزور کا حق قوی سے دلاؤں گا۔ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے اور میں اُس سے کمزور کا حق ضرور دلاؤں گا۔

تم جہاد نہ چھوڑنا۔ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے وہ ذلیل ہو جاتی ہے۔ جب تک میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کروں اُس وقت تک تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم میری فرمانبرداری نہ کرو۔ کیونکہ پھر تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے۔''

خلیفہ اوّل کی یہ پہلی تقریر تھی۔ اس تقریر سے خلیفہ کی انکساری، اولوالعزمی اور استقلال پورے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں نے اس تقریر کو بہت پسند کیا۔

استقلال:۔ جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اُس وقت فتنہ و فساد کے شعلے تمام ملک میں بھڑکنے لگے تھے۔ ایک طرف ملک شام کے عیسائی مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے تھے۔ اُن کی تادیب کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں اسامہؓ بن زید کی سرکردگی میں لشکر روانہ کرنا چاہا تھا۔ یہ لشکر مقام

Marfat.com

جُرف میں جو مدینہ کے قریب واقع ہے پہنچ گیا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے اُسی مقام پر رُکا ہوا تھا۔

دوسری طرف کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے تھے۔ اُن میں اسود، مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد مردوں میں اور سلمٰی بنت مالک اور سجاح بنت الحرث عورتوں میں زیادہ مشہور ہیں۔ اُس وقت تک اسلام کی جڑیں مضبوط نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے لیکن اسلام سے پورے طور پر واقف نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سارے ملک میں پہنچ گئی تھی۔ ان جھوٹے نبیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اب ہم نبی ہوئے ہیں۔ ہماری اطاعت کرو۔ لوگ بہک گئے۔ بہت سے لوگ مرتد ہو کر اُن کے پیرو ہو گئے۔

تیسری بلا اور نازل ہوئی۔ وہ یہ کہ عرب بڑے غیور تھے۔ وہ کسی کے محکوم نہ تھے نہ محکوم ہو کر رہنا چاہتے تھے۔ خراج ادا کرنا اپنی سخت توہین سمجھتے تھے۔ زکوٰۃ کو وہ خراج سمجھتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کی ادائیگی سے انکار نہ کر سکے۔ لیکن حضورؐ کی وفات کے بعد انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک رُکن ہے اس لئے اس کی ادائیگی سے انکار کرنے والے دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے اور مرتد کہلانے لگے۔

ان تینوں باتوں نے ملک میں فتنے کے دروازے کھول دیئے۔ مسلمان غمگین و ملول ہونے لگے۔ چند ہی روز میں ارتداد کی خبریں اس کثرت اور تسلسل سے آئیں کہ مسلمان گھبرا گئے۔ ساتھ ہی جب یہ معلوم ہوا کہ مرتد مدینہ پر چڑھ آنے والے ہیں تو مسلمانوں کی پریشانیاں اور بڑھ گئیں۔ اس فتنہ سے صرف تین مقامات مکہ، طائف اور مدینہ محفوظ تھے۔

لشکر اُسامہ کی روانگی:۔ ملک کی حالت نہایت اندیشہ ناک تھی۔ مسلمان سخت پریشان تھے۔ دیکھ رہے تھے کہ اب خلیفہ اوّل کیا کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حکم دیا کہ اسامہؓ کے لشکر میں جو لوگ تھے وہ مقام جُرف میں جمع ہو جائیں۔ اُنہیں ملک شام کی طرف بھیجا جائے گا۔

لوگوں نے حیرت کے ساتھ اس حکم کو سنا۔ صحابہ جمع ہو کر آپؓ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا۔ ''ہمارے پاس صرف وہی لشکر ہے جو اُسامہ کے ساتھ ہے۔ اگر آپؓ

Marfat.com

اسے یہاں سے دُور ملک شام میں بھیج دیں گے تو مرتدوں اور کافروں کو طمع ہوگی اور وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔''اپنی قوت پر بھروسہ نہ کرو۔ خدا پر اعتماد رکھو۔ مسلمانوں کی وہی حفاظت کرے گا۔ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ فرمانا چاہتے تھے میں اسے کیسے روک دُوں؟ یاد رکھو! اگر مجھے یہ بھی یقین ہو جائے کہ میں مدینہ میں تنہا رہ جاؤں گا اور درندے مجھے پھاڑ ڈالیں گے میں تب بھی اس لشکر کی روانگی کو ملتوی نہ کروں گا۔''

حضرت صدیقؓ کی قوتِ ایمانی، جرأت اور استقلال دیکھ کر پھر کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ جو لوگ اسامہؓ کے لشکر میں تھے وہ مقام جُرف میں جمع ہو گئے۔

حضرت اسامہؓ بن زید نے حضرت عمر فاروقؓ کو جو اُن کے لشکر میں شامل تھے یہ پیغام دے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بھیجا کہ میرے ساتھ تمام بڑے لوگ اور بہادرانِ اسلام ہیں۔ آپ ان میں سے معزز لوگوں کو اپنے پاس بلالیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کے چلے جانے سے مشرکوں اور مرتدوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کی طمع ہوگی۔''

جب حضرت عمرؓ روانہ ہونے لگے تو انصار نے کہا۔''خلیفہ سے ہماری طرف سے عرض کرنا کہ اس لشکر کا سپہ سالار کسی ایسے شخص کو مقرر فرمائیں جو شریف النسل اور اسامہؓ سے زیادہ عمر کے ہوں۔''

حضرت اسامہؓ کمسن تھے۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں آ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل سے پہلے حضرت اسامہؓ کا پیغام عرض کیا۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔''اگر تمام بستی خالی ہو جائے اور میں تنہا رہ جاؤں اور مجھے یہ احتمال ہو کہ درندے مجھے اُٹھا کر لے جائیں گے میں تب بھی اس لشکر میں سے لوگوں کو نہ روکوں گا۔''

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے انصار کا پیغام عرض کیا۔ حضرت صدیقؓ نے کہا۔ ''افسوس ہے ان کے دلوں میں ابھی تک فخر و تکبر کا اثر باقی ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک وہ زیادہ اچھا ہے جو زیادہ عبادت گزار اور پرہیزگار ہے۔''

اُسی وقت آپ اُٹھ کر مقام جُرف میں آئے۔ لشکر کو رُخصت کیا اور اسامہؓ سے باتیں کرتے ہوئے چلے۔ حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور آپؓ پیدل اُن کے ہم رکاب تھے۔ اسامہؓ نے گھوڑے سے اُترنا چاہا۔ آپؓ نے روک دیا۔ حضرت اسامہؓ

Marfat.com

نے کہا۔ ''یا خلیفۃ المسلمین! یا تو آپؓ بھی گھوڑے پر سوار ہو جایئے یا مجھے اُتر کر پیدل چلنے کی اجازت دیجئے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ ''نہ میں سوار ہوں گا نہ تمہیں سواری سے اُترنے دُوں گا۔ تم جہاد کے لئے جا رہے ہو۔ کیا میں حصولِ ثواب کے لئے تھوڑی دُور تمہارے ہمراہ نہ چلوں۔''

حضرت اسامہؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ دس نصیحتیں کیں۔ (۱) خیانت نہ کرنا (۲) جھوٹ نہ بولنا (۳) بدعہدی نہ کرنا (۴) بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۵) کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا (۶) کھانے کی ضرورت کے سوا بکری اور گائے وغیرہ کو ذبح نہ کرنا (۷) جب کسی قوم پر گزرو تو نرمی سے اُسے اسلام کی تلقین کرنا (۸) جس کسی سے ملو اُس کے حفظ مراتب کا خیال رکھنا (۹) جب کھانا تمہارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرنا (۱۰) یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں سے کوئی تعرض نہ کرنا، نہ اُن کے عبادت خانوں کو کوئی ضرر پہنچانا۔ خدا اور خدا کے رسولؐ کے احکام کی تعمیل کرنا۔

مسلمانوں کے خلیفہ اوّل نے یہ نصیحتیں اُس وقت کیں جب عرب میں کیا دنیا بھر میں تہذیب و تمدن پست حالت میں تھے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اُن کی ان نصیحتوں پر عمل کیا۔ آج جبکہ دنیا تمدن اور معاشرت میں بہت ترقی کر چکی ہے کیا کبھی کسی سپہ سالار یا حکمران نے ایسی نصیحتیں کی ہیں یا کسی مہذب قوم نے ان باتوں پر کبھی عمل کیا ہے؟ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے کہ جنگ کے وقت ہر قوم خونخوار درندہ بن جاتی ہے۔ بچوں اور بوڑھوں کا قتل عام کیا جاتا ہے اور عورتوں کی تو اس قدر بے عزتی اور ان پر اس قدر مظالم کئے جاتے ہیں کہ انسانیت کانپ کانپ کر رہ جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اسامہؓ کے ساتھ پیدل چلتے دیکھ کر تمام لشکر کو بڑا تعجب ہوا۔ انصار کو آپ نے اپنے عمل سے اُن کی بات کا جواب دے دیا۔ انصار بہت پشیمان ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نصیحتیں کر کے مقام جُرف سے واپس لوٹ آئے۔ اُنہوں نے واپس آتے وقت حضرت اسامہؓ سے کہا۔ ''اگر تم مناسب سمجھو تو عمرؓ کو مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دو تا کہ میں اُن کے مشوروں سے فائدہ اُٹھا سکوں۔''

حضرت اسامہؓ نے اجازت دے دی۔

اگرچہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہونے کی وجہ سے خود اپنے حکم سے حضرت عمر فاروقؓ کو

Marfat.com

روک سکتے تھے لیکن لشکر اسلام کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ سپہ سالار کے حکم کی اطاعت کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی آپ کے ساتھ مدینہ آ گئے۔

مرتدین کے وفود:۔ مرتدین کے وفود حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ''ہم کلمہ گو ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ مسلمان ہیں۔ لیکن زکوٰۃ کو خراج سمجھتے ہیں۔ ہماری غیرت یہ تقاضہ نہیں کرتی کہ ہم خراج دیں۔ ہمیں خراج کی ادائیگی سے معاف فرمایا جاوے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ ''زکوٰۃ دینے کا حکم خدا نے دیا ہے۔ تم خدا کے حکم کی نافرمانی کرتے ہو۔ پھر مسلمان کہاں رہے، مرتد ہو گئے۔''

بعض صحابہ نے بھی سفارش کی کہ اس وقت مصلحت یہی ہے کہ ان لوگوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی سے معاف کر دیا جائے کیونکہ ہمارا لشکر ملک سے باہر شام میں لڑنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ اگر یہ لوگ باغی ہو گئے تو اسلام اور اسلامی سلطنت کو نقصان پہنچ جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جوش میں آ کر بڑے عزم و استقلال سے کہا۔ ''خدا کی قسم میں زکوٰۃ میں سے ایک کوڑی بھی معاف نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ اُونٹ باندھنے کے لئے جو رسّی لی جاتی ہے اسے بھی لوں گا اور جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کریں گے اُن سے آخری دم تک لڑوں گا۔''

وفود واپس چلے گئے اور صوبوں کے عاملوں (گورنروں) نے اپنے اپنے صوبوں کے باغی ہو جانے اور زکوٰۃ نہ دینے کی اطلاعیں بھیجیں۔ اسلام کے لئے یہ وقت بڑا نازک آ گیا تھا۔ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ جرأت، استقلال اور بہادری سے کام نہ لیتے اور زکوٰۃ معاف کر دیتے تو اسلام میں رخنہ پڑ جاتا اور بہت ممکن تھا کہ آگے چل کر قوم نماز اور روزوں کی تخفیف کا مطالبہ کر دیتی اور سند میں زکوٰۃ کی معافی پیش کرتی۔

آفرین ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو۔ اُنہوں نے پورے عزم اور بڑی جرأت سے کام لیا۔ وہ باغیوں سے مطلق نہیں گھبرائے۔ انہوں نے ایک مدبر، بیدار مغز اور عاقبت اندیش شہنشاہ کی حیثیت سے ایک طرف عاملوں کو مناسب ہدایات جاری کیں اور دوسری طرف قبیلوں کے سرداروں کے نام تہدید آمیز خطوط لکھے۔

Marfat.com

مرتدوں کا حملہ:۔ مرتدین کے وفود کی واپسی پر تمام ملک میں نافرمانی اور بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ بہت سے قبیلوں نے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع ہوگئی۔ اس وقت مدینہ بے پناہ تھا۔ اتنے آدمی نہیں تھے کہ اس کی حفاظت کی جا سکتی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ شاید اب آپؓ باغیوں کے مطالبہ کے سامنے سر جھکا دیں گے۔ لیکن آپؓ کا عزم اور بھی پختہ ہو گیا۔ آپؓ نے ان لوگوں کو جو مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے حکم دیا کہ ہر وقت مسجد نبویؐ کے سامنے کمر بستہ موجود رہیں اور حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو مدینہ کے گرد پہرہ پر مقرر کر دیا اور اُنہیں سمجھا دیا کہ اگر مدینہ پر کوئی قبیلہ حملہ کرے تو فوراً اُنہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع دیں۔

مرتدین عرب کو یہ بات معلوم تھی کہ مدینہ منورہ میں بہت کم لوگ رہ گئے ہیں اس لئے اُنہوں نے دارالسلام کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ مقامِ ابرق میں قبیلہ عبس آ گیا اور مقام ذی القصہ میں قبیلہ ذبیان کا جماؤ ہو گیا۔ بنو اسد اور بنو کنانہ بھی اُن میں مل گئے اور اُنہوں نے متفق ہو کر مدینہ پر حملہ کر دیا۔

حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اُنہیں مدینہ کے باہر ہی روک دیا اور فوراً حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع دی۔ آپؓ نے فوراً کمک روانہ کی۔ مسلمانوں نے حملہ آوروں پر یورش کی اور اُنہیں پسپا کرتے ہوئے مقام ذی خشب تک پہنچ گئے۔ مرتد بھاگتے چلے گئے۔ مگر کچھ دُور جا کر وہ پھر جمع ہوئے اور دوسرے راستہ سے دف اور طرح طرح کے پُر شور باجے بجاتے ہوئے لوٹے۔ ان باجوں کی آواز سے مسلمانوں کے اُونٹ ایسے ڈرے کہ بھاگ کر مدینہ میں پہنچ کر رُکے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر خود مدینہ سے نکلے اور مرتدوں پر حملہ آور ہوئے۔ مرتد بھی ڈٹ گئے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ تلواریں زور و شور سے چلنے لگیں۔ مسلمان کم تھے اور مرتد زیادہ لیکن مسلمان بڑے جوش اور بڑی جرأت سے لڑنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس دلیری سے لڑ رہے تھے کہ لوگ حیرت کرتے تھے۔ پانچ چھ گھنٹے کی خونریز جنگ کے بعد مرتدوں کو شکست فاش ہوئی۔ وہ اپنی بے شمار لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اُن کے بہت سے اُونٹ اور کچھ مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نعمانؓ بن مقرن کے ہمراہ

Marfat.com

چند مسلمان کئے اور اُنہیں مالِ غنیمت دے کر مدینہ کی طرف بھیجا اور خود دشمنوں کے تعاقب میں چلے۔ یہاں تک کہ مقام ذی القصہ تک بڑھتے چلے گئے۔ دشمن اُن کے سامنے بھاگتے رہے لیکن مرتدوں کی ایک بڑی جماعت نظر بچا کر دوسرے راستہ پر مدینہ پر حملہ آور ہوئی اور نعمانؓ اور اُن کے ساتھی جو مالِ غنیمت لئے جا رہے تھے اُن پر یورش کر کے اُنہیں شہید کر ڈالا اور مالِ غنیمت چھین کر چل دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ واپس لوٹے اور اُنہیں یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت غمگین ہوئے۔ اُنہوں نے جوش میں آ کر قسم کھائی کہ جس قدر مسلمان دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں جب تک اتنے ہی مرتدوں کو قتل نہ کر لوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔

حضرت اسامہؓ کی واپسی:۔ ابھی آپ مرتدوں پر یورش کی تیاریاں ہی کر رہے تھے کہ حضرت اسامہؓ فتح وظفر کے پرچم اُڑاتے ہوئے معہ مالِ غنیمت کے واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہوئے۔

حضرت اسامہؓ سے معلوم ہوا کہ انہوں نے درون اور بلقا کی وادیوں میں پہنچ کر رُومی عیسائیوں سے جنگ شروع کر دی اور خونریز لڑائیوں کے بعد عیسائیوں کو شکست دے کر بے شمار مالِ غنیمت اور قیدی لے کر آئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ حضرت اسامہؓ چالیس دن کی قلیل مدت میں عیسائیوں کو ہزیمت دے کر اور رومیوں پر مسلمانوں کی دھاک بٹھا کر واپس آئے تھے۔

حضرت اسامہؓ کی فتوحات کا اثر:۔ اگرچہ حضرت اسامہؓ ایسے خطرناک اور نازک وقت میں ملک شام کی طرف بھیجے گئے تھے جبکہ کشتی اسلام بھنور میں پھنسی ہوئی تھی۔ تمام عرب میں بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ مسلمانوں پر نازک دور آ گیا تھا۔ دارالسلام مدینہ دشمنوں کے نرغہ میں تھا۔ مرتدوں کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن اس لشکر کشی کے نتائج اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوئے۔ ایک طرف تو رُومی عیسائیوں کو شکست ہو جانے سے عیسائیوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ اسلامی حکومت اس قدر مضبوط ہو گئی ہے کہ اسے فتح نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف اس لشکر کے مظفر و منصور آنے اور مالِ غنیمت اور قیدیوں کو ساتھ لانے سے مرتدوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ وہ فکر و تردّد میں مبتلا

Marfat.com

ہو گئے۔ اُن کی وہ اُولوالعزمی جاتی رہی کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی بیخ کنی کر ڈالیں۔ وہ سمجھ گئے کہ مسلمان اس قدر کمزور نہیں ہیں کہ انہیں دنیا سے مٹا دیا جائے۔ اور جبکہ اُنہوں نے ملک شام کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ میں فتح پائی ہے تو مرتدوں پر کیوں فتح نہیں پا سکتے؟ اس خیال نے اُنہیں پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یورش:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ اور اُن کے لشکر کو تو مدینہ کی حفاظت اور سپاہیوں کو ستانے کے لئے مدینہ میں چھوڑا اور خود مدینہ کے مسلمانوں کی مختصر جمعیت کو ساتھ لے کر ذی حشب اور ذی القصہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ابرق میں پہنچے تو وہاں عبس، ذبیان، بنوبکر، ثعلبہ وغیرہ قبائل سے مقابلہ ہو گیا۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نعمانؓ اور اُن کے ساتھیوں کے مارے جانے کا بڑا ملال تھا اس لئے انہوں نے دشمنوں کی بھاری جمعیت پر نہایت جوش سے حملہ کر دیا۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہایت دلیری سے حملے کر کے دشمنوں کے بہت سے بہادر آدمیوں کو مار ڈالا۔ مرتدوں کی لاشیں بچھا دیں۔ آخر دشمن شکست کھا کر فرار ہوا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ مقام ابرق قبیلہ بنو ذبیان کی ملکیت تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہاں کی ملکیتیں مسلمانوں کو دے دیں۔ ان کی چراگاہیں مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے وقف کر دیں۔

اس انتظام کے بعد آپ آگے بڑھے اور جہاں جہاں دشمن جمع تھے اُن پر تاخت کی۔ اُن پر نہایت سخت حملے کئے۔ ہر مقام پر اُنہیں شکست دی اور مقام ذی القصہ تک اُنہیں مارتے کاٹتے بھگاتے چلے گئے۔ مرتدوں پر ان کا خوف غالب آ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ بڑی جرأت اور ہمت کا کام کیا کہ خود دشمنوں کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے اور ہر مقام پر اُنہیں ہزیمتیں دیں۔ آپ ذی القصہ تک پہنچ کر مدینہ منورہ میں واپس آ گئے۔

صدیقی جرأت و استقلال:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں انقلاب اس تیزی کے ساتھ آیا کہ مستقل سے مستقل مزاج مسلمان بھی گھبرا گئے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استقلال میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم لوگ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سینہ نہ کھولتا تو ہم تباہ ہو گئے ہوتے۔ ہم سب لوگ اس بات پر متفق تھے کہ ہم عبادت کرتے رہیں۔ زکوٰۃ کے منکروں سے جنگ نہ کریں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ دو باتوں کے سوا کسی بات پر راضی نہ ہوئے۔ یا تو یہ کہ زکوٰۃ کے منکروں سے جنگ کریں اور یہ جان لیں کہ ان کا جو آدمی مرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور ہم میں سے جو مرے گا وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔ یا یہ کہ ان کا گھر بار چھین کر انہیں جلا وطن کر دیا جائے۔ ان کی جرأت اور ان کے استقلال نے مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلایا۔ انہوں نے اسلام میں رخنہ نہیں پڑنے دیا۔

صدیقی فرمان:۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مرتدوں کی سرکوبی کر کے واپس تشریف لائے تو آپ نے مدینہ منورہ میں آتے ہی ایک مفصل فرمان یا منشور عام لکھا۔ اس فرمان کا مضمون یہ تھا:

ابوبکرؓ[1] خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر شخص کو جو مسلمان ہے یا مرتد ہو گیا ہے معلوم ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔ وہ خوشخبری دینے والے، نافرمانوں کو خدا کے غضب سے ڈرانے والے اور بندوں کو خدا کی طرف بلانے والے تھے۔ جو شخص اسلام قبول کرتا ہے خدا اُسے ہدایت دیتا ہے۔ اور جو انکار کرتا ہے اس سے جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ احکام الٰہی بندوں تک پہنچانے، مسلمانوں کو نصیحت کرنے اور تبلیغ اسلام سر انجام دینے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کے وصال کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے ذریعہ سے پہلے ہی دے دی تھی۔ فرمایا۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ "وَجَعَلْنَا بَشَرًا مِّنْ قَبْلِکَ فَاِنْ سِتَّ فَھُمْ لُخَالِدُوْن تم سے پہلے کسی شخص کو دوامی زندگی نہیں دی گئی۔ تو کیا اگر تم مر جاؤ گے تو وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

---

1. از تاریخ عالم اسلام جلد اوّل صفحہ 547

98251

Marfat.com

''اور محمد تو اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہوئے ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اپنے پیروں پر لوٹ جاؤ گے (یعنی مرتد ہو جاؤ گے) اور جو شخص لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ اور اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔''

پس اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تھا تو وہ وفات پا گئے۔ اور جو خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے۔ نہ وہ مرا ہے نہ مر سکتا ہے۔ وہ اپنے حکم کی نگرانی کرتا ہے اور اپنے فرمانبردار بندوں کے ذریعہ سے سرکشوں اور مفسدوں سے بدلہ لینے والا ہے۔ میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ تم خدا سے ڈرو۔ اُس کی اطاعت کرو۔ اُس کے احکام پر عمل کرو۔ دین الٰہی کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو۔ یاد رکھو جسے خدا نے ہدایت نہ کی وہ گمراہ ہوا اور جو گمراہ ہوا وہ مصیبت میں مبتلا ہوا۔ خدا گمراہوں کی مدد نہیں کرتا۔ جس کی خدا مدد نہ کرے اُس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ نہ وہ سلامت رہ سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگوں نے اسلام قبول کر کے خدا کی اطاعت سے منہ موڑ کر شیطان کی پیروی شروع کر دی ہے۔ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بناتے ہو؟ اُس شیطان کو جو راندۂ درگاہ ہے۔ جو انسان کا بدترین دشمن ہے۔ تمہیں تو یہ چاہیے کہ تم اُسے اپنا دشمن سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ شیطان تمہیں دوزخی بنانے کی تدبیر کر رہا ہے۔ اُس کی اطاعت چھوڑ دو ورنہ پچھتاؤ گے۔ میں تمہاری طرف مہاجرین اور انصار کے لشکر روانہ کر رہا ہوں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں ہبہ کر دی ہیں۔ جو پرہیزگار اور نیک کار ہیں۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ اوّل تمہیں اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم تمرد اور سرکشی کرو تو تمہارا مقابلہ کریں۔ لیکن تم میں سے جو لوگ اسلام کا اقرار کریں، برائیوں سے باز رہیں، نیکی اختیار کریں وہ اُن کی مدد کریں۔ اور جو اسلام سے انکار کریں، برائی پر قائم رہیں اُن کی عزت نہ کی جائے اور ان کا مقابلہ کیا جائے۔ جو شخص ایمان لائے اسی کے لئے بہتری ہے۔ اور جو خداوند کریم سے منحرف ہو وہ خداوند کریم کو عاجز نہ کر سکے گا۔ میں نے قاصدوں کو یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ وہ میرے اس اعلان کو عام مجمع میں صاف صاف پڑھ کر سنا دیں۔ جب اسلامی لشکر تمہارے پاس پہنچے اور لشکر کا مؤذن اذان دے تو تم بھی اس کے جواب میں اذان دو۔ یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس صورت میں تم پر حملہ نہ کیا جائے گا۔ اور اگر تم نے جواب

Marfat.com

میں اذان نہ دی تو سمجھا جائے گا کہ تم مقابلہ پر آمادہ ہو۔ اور پھر تم پر حملہ کیا جائے گا۔"

اس فرمان کی گیارہ نقلیں کرائی گئیں اور گیارہ ہی علم تیار کیے گئے۔ تھوڑا تھوڑا لشکر گیارہ سرداروں کی سرکردگی میں دیا گیا اور اُنہیں گیارہ ہی مقامات پر جانے کی ہدایت کی گئی۔ جو لوگ سردار مقرر کیے گئے اور جن قبائل یا جن لوگوں کی طرف بھیجے گئے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

1- پہلا علم خالدؓ بن ولید کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ اوّل طلیحہ بن خویلد اسدی پر چڑھائی کریں۔ اور جب اس مہم سے فارغ ہو جائیں تو مقام بطاع کی طرف جا کر مالک بن نویرہ پر حملہ آور ہوں۔

2- دوسرا علم عکرمہؓ بن ابی جہل کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ یمامہ جا کر مسیلمہ کذاب پر حملہ کریں۔

3- تیسرا علم شرجیلؓ بن حسنہ کے سپرد کر کے حکم ہوا کہ عکرمہؓ کی امداد کریں اور یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر حضر موت میں جا کر بنو کندہ اور بنو قضا پر حملہ کریں۔

4- چوتھا علم خالدؓ بن سعید بن العاص کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ ملک شام کی سرحد پر جو قبائل آباد ہیں اُن پر یورش کریں۔

5- پانچواں علم عمروؓ بن العاص کے سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ بنو قصاعہ کی طرف چلے جاؤ۔

6- چھٹا علم حذیفہؓ محسن کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ ملک عمان کی طرف جاؤ۔

7- ساتواں علم عرفجہؓ بن ہرثمہ کے سپرد ہوا اور اہل مہرہ کی طرف جانے کا حکم ملا۔ اُنہیں یہ بھی حکم ہوا کہ وہ اور حذیفہؓ دونوں ساتھ رہیں۔ جب تک عمان میں رہیں تو حذیفہؓ امیر رہیں اور جب مہرہ میں پہنچیں تو عرفجہؓ امیر ہوں گے۔

8- آٹھواں علم طریفہؓ بن عاجز کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ بنو سلیم اور اُن کے شریک حال بنو ہوازن پر حملہ کریں۔

9- نوواں علم سویدؓ بن مقرن کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ یمن کی طرف جاؤ۔

10- دسواں علم علاءؓ بن حضرمی کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ بحرین پر لشکر کشی کریں۔

11- گیارہواں علم مہاجرؓ بن امیہ کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ صنعا کی طرف جائیں۔

ماہ جمادی الاول 11ھ کو یہ لشکر روانہ کیے گئے۔ ان لشکروں کی روانگی سے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تدبر اور دانشمندی کا پتہ چلتا ہے۔ اگر آپ کسی ایک شخص پر یا کسی

Marfat.com

ایک طرف لشکر کشی کرتے تو اور لوگوں کو طمع ہوتی۔ وہ مسلمانوں پر یلغار کر دیتے۔ اس سے ایک تو امن عامہ میں خلل پڑ جاتا دوسرے مسلمانوں کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا۔ ایک ہی وقت میں گیارہ سرداروں کو گیارہ طرف بھیجنے سے جھوٹے نبیوں اور مرتدوں کو فکر و خوف لاحق ہو گیا۔ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کی قوت بہت زیادہ ہے۔

طلیحہ اسدی کا انجام:۔ طلیحہ شروع میں ایک کاہن تھا، وہ مسلمان ہو گیا تھا مگر جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقتدار اور جاہ و جلال دیکھا تو شیطان نے اسے ورغلا دیا۔ اسے خود نبی بن جانے کا خیال پیدا ہوا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری زمانہ حیات میں اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، بنی اسرائیل کے بہت سے قبائل اس کے پیرو ہو گئے۔ عطفان اور ہوازن کے قبائل جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مقابلہ میں ذی القصہ اور ذی خشب میں ہزیمت اٹھا کر بھاگے تھے۔ وہ بھی طلیحہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس کی جمعیت بہت زیادہ ہو گئی بنو اسد اور بنو عامر بھی اس کے پاس آ گئے۔

طلیحہ نے نجد کے مشہور چشمہ بزاخہ پر اپنا کیمپ قائم کیا اور اپنے بھائی حبال کو تمام لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے گیارہ لشکر روانہ کیے تو عدیؓ بن حاتم قبیلہ طے کے ایک سر برآوردہ شخص مدینہ منورہ میں موجود تھے، وہ فوراً وہاں سے روانہ ہو کر اپنے قبیلہ طے میں آئے، اس قبیلہ طے کے جو لوگ طلیحہ کے ساتھ تھے، انہیں بلایا اور کہا کہ "اسلامی لشکر جھوٹے نبیوں کی گوشمالی کے لیے روانہ ہو چکے ہیں، اگر تم سلامت رہنا چاہتے ہو تو اسلام پر قائم ہو جاؤ۔"

تمام قبیلہ طے اسلام پر قائم ہو گیا اور جب حضرت خالدؓ بن الولید وہاں پہنچے تو وہ ان کے لشکر میں شریک ہو گئے، اس طرح قبیلہ طے آنے والی آفت سے بچ گیا۔

حضرت خالدؓ بن الولید نے بزاخہ کے میدان میں پہنچ کر طلیحہ کے لشکر پر حملہ کر دیا چونکہ طلیحہ کا لشکر بہت زیادہ تھا۔ اس لیے اسے اپنی فوج کا یقین تھا مگر جب مسلمانوں نے اس کے ہمراہیوں کو تلواروں کی باڑھوں پر رکھ لیا اور معرکہ جدال و قتال شروع کیا تو طلیحہ اور اس کے لشکری گھبرا گئے۔ طلیحہ جلدی سے ایک طرف چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

لوگوں کو یہ دکھانے کے لیے کہ وہ وحی کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کے لشکر کا ایک سردار عینیہ اس کے پاس آیا اور پوچھا۔ ''کیا وحی آ گئی؟'' طلیحہ نے کہا۔ ''ابھی نہیں آئی، تم جاؤ اور لڑو۔''

وہ چلا گیا اور لڑنے لگا مگر جب اس نے دیکھا کہ مسلمان طلیحہ کے سپاہیوں کو قتل و ذبح کیے ڈالتے ہیں تو وہ گھبرا کر پھر طلیحہ کے پاس آیا اور اس سے پھر وحی کے متعلق پوچھا، اس نے پھر انکار کیا اور پھر اسے لڑنے کی ہدایت کی۔ عینیہ پھر جا کر لڑنے لگا مگر وہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان طلیحہ کے لشکر کا قتلِ عام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے ہیں، وہ پھر طلیحہ کے پاس آیا اور اس سے وحی کے متعلق پوچھا۔ طلیحہ نے کہا ''جبرائیل بھائی ابھی میرے پاس آئے تھے وہ کہہ گئے ہیں کہ تیرے لیے وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے۔''

عینیہ یہ سن کر واپس لشکر میں پہنچا اور پکار کر کہا۔ ''لوگو! کیوں فضول اپنی جانیں دیتے ہو، طلیحہ جھوٹا ہے، میں تو جاتا ہوں۔''

وہ اپنے بچے کھچے آدمیوں کو لیکر چل پڑا۔ اس سے طلیحہ کے لشکر میں ابتری پیدا ہوگئی، اس کے پیرو بھاگ نکلے طلیحہ بھی معہ اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور ملک شام میں جا کر پناہ گیر ہوا، اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور اس کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا، کچھ عرصہ کے بعد طلیحہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں مدینہ آ کر مسلمان ہوا۔

سلمٰی بنت مالک:۔ سلمٰی بنت مالک نہایت حسین اور چالاک عورت تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اسیر ہو کر آئی تھی۔ اس نے مسلمان ہو کر رہائی پائی اور اپنے قبیلہ میں چلی آئی، یہاں آ کر وہ مرتد ہوگئی اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

جب بزاخہ کے میدان میں طلیحہ کے لشکر کو شکست ہوئی تو مفروروں میں سے عطفان، سلیم اور ہوازن وغیرہ قبائل کے لوگ مقام جواب میں جا کر سلمٰی بنت مالک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ سلمٰی ڈری نہیں۔ اس کے پاس بھی کافی جمعیت تھی۔ وہ اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلہ پر آ گئی اور ایک ناقہ پر سوار ہو کر خود لشکر کو لڑانے لگی۔ مسلمان جوش میں آ کر اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ خونریزی شروع ہو گئی۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ نے سلمیٰ پر حملہ کر دیا۔ اس کے فدائی اس کے ناقہ کے گرد کٹنے اور مرنے لگے، یہاں تک کہ سو آدمی صرف اسی جگہ اس کی حفاظت کرتے ہوئے مارے گئے۔ آخر سلمیٰ کا ناقہ زخمی ہو کر گرا اور وہ بھی ماری گئی۔ اس کے مارے جاتے ہی مرتدوں میں بھگدڑ پڑ گئی، سب بھاگ گئے، میدان خالی ہو گیا۔

سجاح بنت الحرث :۔ مرد تو مرد عورتوں کے دماغوں میں بھی نبی بننے کا ضبط پیدا ہو گیا تھا۔ سجاح بنت الحرث نے بھی جو قبیلہ تغلب سے تعلق رکھتی تھی۔ نبوت کا دعویٰ کیا۔ بنو تغلب کے سردار ہذیل بن عمران، بنی تمر کے سردار عقبہ بن ہلال اور بنی شیبان کے سردار سلیل بن قیس نے اس کے دعویٰ کو قبول کر لیا۔ بنو تمیم میں سے مالک بن نویرہ بھی اس کا طرفدار ہو گیا۔ اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ اس نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

سجاح کی شریعت عجیب وغریب تھی، اس نے نماز تو پانچ وقت ہی کی رکھی لیکن سؤر کا گوشت کھانا، شراب پینا اور زنا کرنا جائز قرار دے دیا۔ بہت سے عیسائی بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

سجاح ایک بستی بناج نامی میں ٹھہری ہوئی تھی کہ اس کے قبائل بنو تمیم میں سے قبیلہ بنی عمر کے ایک شخص خزینۃ الجہمی نے اس پر دھاوا کیا اور اسے شکست دیکر اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر کے لے گیا۔ اس سے اس کی جمعیت ٹوٹ گئی اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے سے مایوسی ہو گئی۔ وہ یمامہ کی طرف لوٹ گئی تا کہ مسیلمہ کذاب سے اول معاملہ طے کرے۔

مسیلمہ کذاب بھی جھوٹا نبی تھا۔ اس کی جمعیت بھی بہت کافی تھی۔ اس نے جب سجاح کے معہ لشکر کے آنے کا حال سنا تو متردد ہوا، ادھر عکرمہؓ اور شرجیلؓ بھی اپنے لشکر لیے یمامہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت خالدؓ بن ولید بھی قریب آ گئے ہیں۔ ان خبروں کو سن کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔

سجاح کو بھی عکرمہؓ، شرجیلؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید کے آنے کی اطلاع ہو گئی تھی۔ وہ بھی گھبرا گئی تھی۔ مسیلمہ سے مصالحت کرنے کی فکر میں تھی کہ ایک روز مسیلمہ کا خط اس کے پاس آیا جس میں لکھا تھا۔ ''تم کس ارادہ سے آ رہی ہو؟''

سجاح نے جواب دیا۔ ''میرا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا ہے۔ تم بھی نبی

Marfat.com

ہو۔ لہٰذا میں اور تم دونوں مل کر مدینہ پر حملہ کریں۔" مسیلمہ نے پیغام بھیجا کہ جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے میں نے آدھا ملک ان کے لیے چھوڑ دیا تھا اور آدھا ملک اپنا سمجھتا تھا، اب ان کے بعد تمام ملک میرا ہو گیا ہے لیکن تم بھی نبوت کی مدعی ہو، اب آدھا ملک تمہیں دے دوں گا، تم تنہا میرے پاس چلی آؤ۔

سجاح حسین و ماہر اور شیریں گفتار تھی۔ بے دھڑک مسیلمہ کے پاس چلی گئی۔ دونوں نے خود ہی ایجاب و قبول کر کے نکاح کر لیا، وہ تین روز تک مسیلمہ کے پاس رہی، چوتھے روز جب واپس اپنے لشکر میں آئی تو اس کے لوگوں نے کہا۔" نکاح کا مہر کہاں ہے؟" وہ پھر مسیلمہ کے پاس گئی اور مہر پوچھا۔ مسیلمہ بڑا مکار تھا اس نے کہا میں نے تیری جماعت کے لیے نمازیں عشا اور فجر کی معاف کر دی ہیں اور چونکہ نبیوں کو دولت دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، اس لیے نصف مہر مقرر کیا۔"

سجاح سمجھ گئی کہ اسے دھوکہ دیا گیا۔ مالک بن نویرہ اس سے بگڑ کر چلا گیا، اسی وقت خالدؓ بن ولید معہ لشکر کے نمودار ہوئے۔ سجاح انہیں دیکھتے ہی وہاں سے بھاگ گئی اور جزیرہ میں اپنے ماموں کے پاس پہنچ کر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔

مالک بن نویرہ:۔ حضرت خالد بنؓ الولید نے بنو تمیم کے علاقہ میں پہنچ کر ان لوگوں سے جو مسلمان تھے کوئی تعرض نہ کیا لیکن جو مرتد ہو گئے تھے انہیں گرفتار اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے صدیقی فرمان کے بموجب یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ جس بستی میں پہنچتے اول اذان دلاتے اگر بستی میں سے اذان کے جواب میں اذان ہوتی تو وہاں سے آگے بڑھ جاتے، جواب میں اذان نہ ہوتی تو بستی پر حملہ کر کے اسے تاراج کر ڈالتے، مالک بن نویرہ کی بستی میں جا کر بھی اذان دی۔ جب اذان کے جواب میں اذان کی آواز نہ آئی تو مسلمانوں نے اس بستی پر حملہ کر دیا اور مالک بن نویرہ کو گرفتار کر کے حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا، بعض مسلمانوں نے جن میں ابو قتادہ بھی تھے کہا کہ مالک بن نویرہ کی بستی سے اذان کی آواز آئی تھی۔ بعض نے کہا نہیں آئی تھی۔ حضرت خالدؓ نے خود تحقیقات کی، انہیں بھی یہی ثابت ہوا کہ جواب میں اذان کی آواز نہیں آئی۔ اس کے علاوہ جب مالک بن نویرہ سے حضرت خالدؓ نے گفتگو کی تو مالک نے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ کہا۔" تمہارے صاحب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ کہا ہے۔" ایک مرتبہ حضرت خالدؓ نے اس سے کہا۔" کیا وہ تمہارے

Marfat.com

صاحب نہیں تھے؟'' وہ خاموش رہا۔ حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ حضرت ضرارؓ نے اسے قتل کر ڈالا، چند روز کے بعد حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے نکاح کر لیا۔

ابو قتادہؓ اس بات سے ایسے ناخوش ہوئے کہ حضرت خالد سے بغیر اجازت لیے مدینہ میں چلے آئے اور یہاں آ کر حضرت خالدؓ کی یہ شکایت کی۔ وہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں، حضرت عمرؓ اور دوسرے لوگوں نے جب یہ بات سنی تو وہ حضرت خالدؓ سے بدظن ہو گئے اور انہوں نے خالدؓ کی معزولی کا مطالبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کیا اور یہ بھی کہا کہ ان سے قصاص لیا جائے چونکہ حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا، اس لیے مسلمان اور بھی ناراض ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ابو قتادہؓ کو فہمائش کی کہ وہ بغیر لشکر کے سپہ سالار حضرت خالدؓ کی اجازت لیے کیسے آ گئے۔ انہیں واپس جانے کا حکم دیا اور وہ چلے گئے، حضرت خالدؓ کو جوابدہی کے لیے طلب کیا۔ وہ آئے انہوں نے یہ کوشش کی کہ حضرت عمر فاروقؓ کا سامنا نہ ہو کیونکہ جانتے تھے کہ وہ بہت تیز مزاج ہیں۔ خفیہ طور پر آ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملے اور ان کا اطمینان کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے واپس جانے کا حکم دیا اور حضرت عمر فاروقؓ اور دوسرے لوگوں کو سمجھایا کہ خالدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے، ان سے قصاص نہیں دلایا جا سکتا، البتہ احتیاطاً مالک بن نویرہ کا خونبہا بیت المال سے ادا کر دیا۔

مسیلمہ کذاب:۔ جس عرصہ میں حضرت خالدؓ بن الولید مالک بن نویرا کی جوابدہی کے لیے مدینہ آئے اس وقت عکرمہؓ نے یمامہ میں پہنچ کر حضرت شرجیلؓ کے آنے سے پہلے ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا چونکہ انہوں نے جلدی کی اس لیے شکست کھائی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عکرمہؓ کو لکھا کہ تم مدینہ واپس نہ آؤ بلکہ حذیفہؓ اور عرفجہؓ کے پاس چلے جاؤ اور مہرہ اور اہل عمان سے لڑو اور اس مہم سے فراغت کر کے مہاجرین ابی امیہ کے پاس یمن و حضرموت کی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور شرجیلؓ بن حسنہ کو لکھا کہ قضاعہ کی طرف چلے جاؤ اور عمروؓ بن العاص کے ساتھ شریک ہو جاؤ، ادھر حضرت خالدؓ کو روانہ کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کی مدد کے لیے اور فوجی دستے بھیجنے شروع کیے۔ ان انتظامات سے حضرت خالدؓ کے تدبر اور مآل اندیشی پر کافی روشنی

Marfat.com

پڑتی ہے۔

مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار جنگجو جمع ہو گئے تھے اور جب خالدؓ بن الولید اس کے مقابلہ میں پہنچے تو ان کے ساتھ کل تیرہ ہزار مسلمان تھے۔ مسیلمہ مسلمانوں کی تعداد کم دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے حضرت خالدؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ حملہ نہایت ہی سخت ہوا۔ مسلمانوں نے بڑے استقلال سے اس حملہ کو روکا اور پھر بھوکے شیروں کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ نہایت گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسیلمہ خود بھی شریک جنگ تھا، جب اس نے مسلمانوں کی لڑائی کا ہولناک ڈھنگ دیکھا تو گھبرا گیا۔ گھوڑے سے اتر کر باغ میں جانے لگا۔ وحشی غلام نے جس نے ایام جاہلیت میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا دیکھ لیا۔ اس نے اپنا حربہ پھینک مارا، مسیلمہ دوہری زرہ پہنے تھا حربہ دونوں زرہوں کو توڑ کر پیٹ کے پار نکل گیا۔ وہ کشتہ ہو کر گرا، اس کے لشکریوں کے دل ٹوٹ گئے۔ وہ بھاگ نکلے، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اس معرکہ میں سترہ ہزار مشرکین مارے گئے۔ ایک ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان بھی شہید ہوئے۔ ان شہیدوں میں زیادہ تر حافظ قرآن تھے۔ حضرت خالدؓ نے شہر کے ان باشندوں کو جنہوں نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا، امان دے دی۔ عورتوں اور بچوں کو بھی امان دے دی حالانکہ ابوبکر صدیقؓ یہ فرمان پہنچا کہ اگر مسیلمہ مارا جائے تو شہر کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا جائے لیکن اس حکم کی تعلیم اس لیے نہ ہو سکی کہ حضرت خالدؓ انہیں امان دے چکے تھے، اس جنگ میں مسلمانوں کو کافی مال غنیمت ملا۔

بحرین کی فتح:۔ حضرت علاءؓ بن الحضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ بحرین میں بنو عبدالقیس اور بنو بکر بن وائل اور ان کی شاخیں بڑے زبردست قبائل تھے۔ بنو عبدالقیس بھی اور قبیلوں کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے۔ جارودؓ بن المعلیٰ ان کے سردار تھے، انہوں نے اپنے قبیلہ کو سمجھایا اور وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے لیکن قبیلہ بنو بکر بن وائل اور اس کی شاخیں بدستور مرتد رہے۔ انہوں نے حطم بن جنیہ کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔ وہ ان کی جمعیت لیکر مقام عطیف و ہجر کے درمیان مقیم ہو گیا اور اپنی جمعیت بڑھانے لگا۔

حضرت علاءؓ جب بحرین میں پہنچے تو انہوں نے حضرت جارودؓ کو بھیجا کہ اپنے قبیلہ کو لیکر حطم پر حملہ کر دو۔ وہ حکم پہنچتے ہی اس نواح کے تمام مسلمانوں کو لے کر آ گئے اس

Marfat.com

علاقہ کے سب مرتد حطم کے جھنڈا کے نیچے جمع ہو گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ حطم نے اپنے لشکر کے گرد خندقیں کھودی تھیں۔ ایک مہینہ تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر قیس بن عامر کے ہاتھ سے حطم مارا گیا۔ اس کے بہت سے لوگ بھی کام آئے۔ مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا۔ آخر مرتدوں نے توبہ کی۔ زکوٰۃ ادا کر دی۔ اس لڑائی میں بھی مسلمانوں کے ہاتھ بہت زیادہ مال غنیمت آیا۔

عمان کی فتح :۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حذیفہؓ بن حصن کو عمان کی طرف روانہ کیا تھا اور عرفجہؓ بن ہرثمہ کو اہل مہرہ کی طرف بھیجا تھا اور دونوں کو ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا۔ اہل عمان اور اہل مہرہ مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عکرمہؓ بن ابی جہل کو بھی حذیفہ اور عرفجہؓ کے ساتھ شریک ہونے کی ہدایت کی تھی چنانچہ یہ تینوں سردار صحرائے عمان میں پہنچ کر مل گئے تھے۔

عمان میں لقیط بن مالک نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اہل عمان اور اہل مہرہ اس کے پیرو ہو گئے تھے، جب لقیط نے اسلامی لشکر کے آنے کی خبر سنی تو اس نے لشکر فراہم کیا۔ بے شمار مرتد اس کے ہمراہ ہو گئے۔ وہ اپنا لشکر لے کر شہر دبا میں آ گیا۔ حذیفہؓ بھی وہاں آ پہنچے۔ دونوں لشکروں میں زبردست ٹکر ہوئی۔ مسلمان تھوڑے تھے مگر بڑی بہادری سے لڑے۔ آخر لقیط کو شکست ہوئی۔ دس ہزار مرتد مارے گئے اور چار ہزار گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں آئے۔ مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔ چند ہی روز میں تمام اہل عمان مسلمان ہو گئے۔

مہرہ کی فتح :۔ مہرہ میں کچھ عمان کے لوگ بھاگ کر پہنچ گئے، کچھ عبدالقیس کے لوگ موجود تھے۔ ازد اور بنی سعد وغیرہ قبائل وہاں آباد تھے، یہ سب مرتد ہو گئے تھے لیکن حکومت حاصل کرنے کے لیے ان کے دو گروہ ہو گئے تھے اور دونوں آپس میں لڑ رہے تھے۔ عکرمہؓ نے مہرہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی ایک فریق جو کمزور تھا اس نے اسلام قبول کر لیا۔ دوسرا گروہ جو قوی تھا، لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس گروہ کا سردار مصبح تھا۔ عکرمہؓ نے مرتدوں پر حملہ کر دیا۔ نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمان نہایت بہادری سے لڑے۔ اہل مہرہ کو شکست ہوئی۔ ان کا سردار مصبح مارا گیا۔ مرتدوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عکرمہؓ نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت میں روانہ کیا اور حضرت ابو بکر

Marfat.com

صدیقؓ کو وہاں کی کیفیت لکھ بھیجی۔ وہاں سے حکم آیا کہ اب تم یمن کی طرف جا کر مہاجرؓ بن ابی امیہ کے لشکر میں شریک ہو جاؤ۔

یمن کی فتح:۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ملک یمن کے علاقہ صنعا کی طرف مہاجرؓ بن ابی امیہ کو بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے اور ان مرتدوں کے دو مشہور سردار تھے، ایک قیس بن مکشوح اور دوسرا عمرو بن معدی کرب۔

یہ دونوں سردار بڑے بہادر تھے۔

یمن میں کچھ لوگ مسلمان بھی تھے۔ مرتدوں نے ان سے لڑائیاں شروع کر دی تھیں۔ وہ ہجرت کر کے یمن کی سرحد پر آ گئے تھے۔ مہاجرؓ شیران اسلام کو لے کر نجران میں پہنچے وہیں قیس بن مکشوح اور عمرو بن معدی کرب اپنی فوجیں لیے پڑے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر زبردست حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کے دونوں سرداروں قیس اور عمرو بن معدی کرب کو گرفتار کر کے معہ دوسرے قیدیوں کے مدینہ منورہ بھیج دیا، وہاں پہنچ کر یہ دونوں سردار مسلمان ہو گئے۔

مہاجرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ صنعا کے علاقہ میں اشعث بن قیس نے مرتدوں کی زبردست جمعیت فراہم کی ہے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر مقام مجر میں اشعث کا محاصرہ کر لیا۔ وہیں عکرمہؓ بھی پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے مجر کا قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا کہ مرتدین تنگ ہو گئے۔ اشعث نے درخواست پیش کی کہ صرف نو آدمیوں کی معہ ان کے اہل و عیال کے جاں بخشی کی جائے۔ حضرت مہاجرؓ نے منظور کر لی۔ قلعہ کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ اشعث نے جب نو آدمی گنائے تو حسن اتفاق دیکھو کہ اپنا نام بھول گیا۔ ان نو آدمیوں اور ان کے زن و فرزند کو چھوڑ کر باقی سب لوگ گرفتار کر لیے گئے۔ ان میں اشعث بھی تھا۔ یہ قیدی مدینہ منورہ بھیج دیئے گئے۔ سارے یمن کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ جب اشعث اور اس کے قبیلہ بنی کندہ کے لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے پیش ہوئے تو اشعث مسلمان ہو گیا۔ حضرت صدیقؓ نے اس کے قبیلہ کے لوگوں کو بھی رہا کر دیا اور ان سے کہا۔ ''جاؤ اور نیک بنو مجھے امید ہے کہ میں آئندہ تم سے سوائے بھلائی کے کچھ اور نہ دیکھوں گا۔''

حضرت صدیقؓ کے تدبر اور استقلال کا نتیجہ:۔ حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیقؓ نے جن سرداروں کو مختلف اطراف میں مرتدوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا، خدا نے انہیں سب کو فتح عطا کی۔ 11ھ میں جبکہ عنان خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں آئی، ملک کی حالت نہایت خراب تھی۔ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ جھوٹے نبیوں نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے لیے نہایت نازک وقت آ گیا تھا۔ اسلام کی کشتی منجدھار میں پڑ گئی تھی۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استقلال اور بے نظیر جرأت و ہمت نے کشتی کو منجدھار سے نکالا۔ جھوٹے نبیوں کا قلع قمع کر دیا۔ مرتدوں کی سرکوبی کر دی اور ایک سال کے قلیل عرصہ میں تمام جزیرہ نمائے عرب کو ہر قسم کے فتنوں سے پاک و صاف کر دیا اور لطف یہ کہ خود مدینہ منورہ میں بیٹھے رہے۔ آپؓ کا تدبر اس بات سے اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپؓ نے جس سردار کو جس طرف بھیجا، وہ وہاں کے لیے نہایت ہی موزوں اور مناسب ثابت ہوا، آپؓ نے یہ ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور آنحضور ﷺ کی قائم کی ہوئی سلطنت کے شہنشاہ ہونے کے آپؓ ہر طرح اہل تھے۔

ایران و روم:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو جزیرہ نما عرب کے ہمسایہ میں دو سلطنتیں نہایت زبردست اور بڑی قوی تھیں۔ ایک ایران کی سلطنت جو آتش پرستوں کی تھی اور دوسری رومی عیسائیوں کی، عرصہ دراز سے یہ سلطنتیں قائم تھیں۔ ان کی شہرت عالمگیر تھی، اور اقوام عالم پر ان کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عرب میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی اور ایران کے شاہ کسریٰ اور روم کے قیصر کو اسلام کے دعوت نامے بھیجے تو دونوں شہنشاہوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری چنانچہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے جو اس وقت بادشاہ تھا۔ یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ حضرت محمد ﷺ کو گرفتار کر کے بھیج دو۔ یہ بدبخت بادشاہ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کا یمن کا وہ گورنر باذان جسے اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا، سلمان ہو گیا۔

رومی سلطنت کا شہنشاہ ہرقل اعظم تھا۔ اس کے گورنر شرجیل نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سفیر کو جو دعوت اسلام لیکر گئے تھے، قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے قصاص لینے کے لیے سلطنت روم پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ موتہ کے مقام پر عیسائیوں اور

Marfat.com

مسلمانوں میں جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔

غرض یہ دونوں مغرور سلطنتیں مسلمانوں اور اسلامی سلطنت کو بہت ہی بری نظروں سے دیکھ رہی تھیں، دونوں سلطنتوں کا ایک ہی مقصد تھا وہ یہ کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر دیں اور اسلامی سلطنت کو مٹا ڈالیں۔

جب انہوں نے سنا کہ عرب میں خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے، بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے ہیں اور عرب اسلام چھوڑ کر مرتد ہو رہے ہیں تو خوش ہوئے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے گا، سلطنت اسلامیہ مٹ جائے گی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی یہ اندیشہ ہو رہا تھا کہ ایرانی اور رومی دونوں سلطنتیں بیک وقت عرب پر حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے انہوں نے یہ مآل اندیشی اور کی کہ ایرانی سرحد عراق کی طرف حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ کو اور حضرت خالدؓ بن سعید کو ملک شام کی سرحد پر بھیج دیا اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منشا یہ تھا کہ ان دونوں عظیم الشان سلطنتوں کو عرب پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ان کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی۔

لیکن جب تمام ملک عرب میں امن و امان ہو گیا، جھوٹے نبیوں کی گوشمالی ہو گئی اور مرتدوں کی سرکوبی کر دی گئی تو سارا ملک پھر مسلمان ہو گیا اور اسلامی سلطنت مضبوط و مستحکم ہو گئی۔

اب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اول ایران کی طرف توجہ کی کیونکہ ایرانی بادشاہ نے یہ گستاخی کی تھی کہ حضور ﷺ نے جو اسلام کا دعوت نامہ اس کے پاس بھیجا تھا، اسے چاک کر ڈالا تھا اور یمن کے گورنر باذان کو لکھا تھا کہ رسول عربی ﷺ کو گرفتار کر کے بھیج دو۔

ایران پر لشکر کشی :۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت مثنیٰؓ بن حارث شیبانی کو عراق کی طرف بھیج دیا تھا۔ انہوں نے عراق میں پہنچ کر جنگ چپاول شروع کر دی تھی۔ جب ملک عرب کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عیاضؓ بن غنم کو جو نجد میں تھے لکھا کہ اس نواح میں جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے انہیں ساتھ لے کر بالائی عراق پر حملہ کرو اور حضرت خالدؓ بن ولید کو جو یمامہ میں مقیم تھے لکھا کہ اپنا لشکر لیکر زیرین عراق پر یورش کریں۔ یہ دونوں سردار یعنی عیاضؓ بن غنم اور خالدؓ بن الولید روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

جنگ ذات السلاسل :۔ حضرت خالدؓ کے ساتھ اٹھارہ ہزار مجاہدین تھے حضرت مثنیٰؓ بن حارث بھی ان سے آ ملے تھے۔ وہ صوبہ عراق کے صوبہ حصیر کی طرف بڑھے، اس صوبہ کا گورنر ہرمز تھا جو نہایت مشہور اور بہادر تھا۔ دربار ایران میں اس کی بڑی عزت تھی۔ اسے تاج اوڑھنے کی اجازت تھی۔ حضرت خالدؓ نے اتمام حجت کے لیے اسے خط لکھا اس نے وہ خط دربار ایران کو بھیج دیا اور خود زبردست فوجیں جمع کر کے لڑائی پر تیار ہو گیا۔

حضرت خالدؓ نے اس پر حملہ کر دیا، مسلمان بڑی جرأت سے لڑے، حضرت خالدؓ نے ہرمز کو مار ڈالا۔ مسلمانوں نے ایرانیوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ ایرانی بھاگ نکلے۔

مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کی فوج کے ایک حصہ نے اپنے پیروں میں زنجیر باندھ لی تھیں تاکہ میدان جنگ سے بھاگ نہ سکیں لیکن جب مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو انہیں خود زنجیریں توڑ توڑ کر بھاگنا پڑا، ان زنجیروں کی وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ ذات السلاسل مشہور ہوا۔

حصن المراۃ کی فتح :۔ حضرت خالدؓ بن الولید نے حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ کو ایرانیوں کے تعاقب میں بھیجا حضرت مثنیٰؓ نے حصن المراۃ کا محاصرہ کر لیا اور اس قلعہ کو فتح کر کے قلعہ کے حاکم کو مار ڈالا۔ حاکم کی بیوی مسلمان ہو گئی اور اس نے حضرت مثنیٰؓ سے نکاح کر لیا۔

قارن کا قتل :۔ ہرمز نے دربار ایران سے مدد طلب کی تھی۔ وہاں سے قارن کو زبردست فوج دیکر بھیجا گیا، اسے راستہ میں معلوم ہوا کہ ہرمز مارا گیا۔ اس نے ہرمز کی ہزیمت یافتہ فوج جو اسے ملی اپنے ساتھ لی اور نہر کے کناروں پر قیام کیا۔ حضرت خالدؓ نے وہاں پہنچ کر زبردست حملہ کیا۔ قارن اور اس کے دو بڑے سردار انوشجان اور قباد مارے گئے۔ تین ہزار ایرانی کھیت رہے، بہت سے نہر میں ڈوب گئے۔ ایرانی بھاگ گئے۔

حضرت خالدؓ نے اس نواح میں امن قائم کر کے اپنا ایک عامل مقرر کر دیا۔ ایرانی رعایا بڑی مصیبت میں تھی۔ اسلامی رعایا بننے سے اس کی مصیبتیں دور ہو گئیں۔ انہوں

Marfat.com

نے یہ محسوس کیا کہ دوزخ سے نکل کر جنت میں آ گئے ہیں۔

جنگ دلجہ :۔ دربار ایران نے ایک مشہور سردار اندازگر کو جرار لشکر دیکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا بہمن جادویہ کو اس کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ ایرانی لشکر مقام دلجہ میں پہنچا تھا کہ حضرت خالدؓ نے وہاں آ کر زبردست حملہ کیا، ایرانی سردار اندازگر مارا گیا۔

ایرانی فرار ہو گئے۔ بہمن جادویہ راستہ میں تھا کہ بھاگے ہوئے ایرانی اس کے پاس پہنچے۔ بہمن نے لشکر تو مقام لیس میں بھیجا اور خود مداین دارالسلطنت ایران کی طرف چلا گیا۔

جنگ لیس :۔ حضرت خالدؓ نے آگے بڑھ کر مقام لیس کے ایرانیوں پر حملہ کیا، نہایت خونریز جنگ ہوئی، ستر ہزار ایرانی مارے گئے، باقی بھاگ نکلے۔

فتح حیرہ :۔ حضرت خالدؓ نے حیرہ کا محاصرہ کر لیا۔ حیرہ کا حاکم عمرو بن عبدالمسیح تھا۔ اس نے دو لاکھ روپے سالانہ خراج کی ادائیگی پر صلح کر لی۔

حضرت خالدؓ کا منشور :۔ حضرت خالدؓ نے ایران کے رئیسوں کے نام ایک منشور لکھ کر روانہ کیا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

''تمام تعریف کا مالک وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہاری شیخی کو کرکرا کر دیا اور تمہارے اتفاق کو توڑ دیا اور تمہاری شان و شوکت مٹا دی ۔ اب اگر تم سلامت رہنا چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو یا ہماری حفاظت میں آ کر ذمی بن جاؤ اور جزیہ ادا کرو ورنہ میں ایسی قوم تم پر لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسا تم شراب کو محبوب رکھتے ہو۔

جنگ ذات العیون :۔ ایرانیوں نے انبار میں جماؤ کیا۔ اس لشکر کا سپہ سالار شہرزادوالی ساباط تھا اس نے شہر کی فصیل کے گرد مٹی ڈال کر دمدمہ تیار کر لیا تھا اور دمدمہ کے سامنے خندق کھود لی تھی۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ نے انبار پر حملہ کیا۔ ایرانیوں نے تیروں کا مینہ برسا دیا، ان تیروں سے ایک ہزار مسلمانوں کی آنکھیں زخمی ہوگئیں۔ اسی سے اس جنگ کا نام ذات العیون ہوا۔ مسلمان پھر بھی نہ رکے۔ بڑھتے ہی رہے، حضرت خالدؓ نے کمزور اونٹوں کو ذبح کرا کر خندق میں ڈلوا دیا۔ مسلمانوں نے خندق کو عبور کر کے دمدمہ پر حملہ کر دیا یہاں پہنچ کر خون کے دریا بہا دیئے۔ بے شمار ایرانیوں کو قتل کر ڈالا۔ شہرزاد نے صلح کا پیغام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے اس کے ساتھ صرف یہ رعایت منظور کی کہ وہ اپنے ساتھ چند مخصوص لوگوں کو لے کر صرف تین دن کا سامان رسد لے اور نکل جائے۔ شہرزاد نے منظور کر لیا۔ وہ چند لوگوں کو لے کر نکل گیا، مسلمانوں نے انبار پر قبضہ کر لیا۔

حضرت خالدؓ کا منشور:۔ ابھی تک مسلمانوں کا مقابلہ ایرانیوں سے ہوتا رہا تھا لیکن اب وہ عرب بھی آنے اور لڑنے لگے جو عیسائی تھے اور ایرانی سلطنت کے علاقہ میں رہتے تھے۔

سب سے پہلے عقبہ بن عقبہ مقابلہ پر آیا۔ خالدؓ بن ولید نے اسے گرفتار کر لیا اور عین التمر پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

عیاضؓ بن غنم بالائی عراق پر حملہ آور ہوئے تھے۔ وہ دومتہ الجندل پر پہنچے، اس علاقہ میں دو رئیس تھے ایک اکیدر بن عبدالملک دوسرا جودی بن ربیعہ، دونوں عیسائی تھے۔ انہوں نے اس علاقہ کے تمام عرب عیسائیوں کو اپنے جھنڈا کے نیچے جمع کر لیا ان کی جمعیت بڑھ گئی۔ عیاضؓ بن غنم نے حضرت خالدؓ سے مدد طلب کی۔ حضرت خالدؓ کچھ تھوڑا سا لشکر لیکر ان کی مدد کو پہنچے۔ اول اکیدر سے مقابلہ ہوگیا۔ اکیدر مارا گیا، اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد جودی مقابلہ پر آیا، وہ گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ دومتہ الجندل پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

اس کے بعد حصید اور مضیخ میں مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور ان کی بھاری تعداد کو قتل کر ڈالا۔ وہاں سے بیسرا اور رضافہ کی طرف بڑھے، وہاں بھی دشمنوں کو ہزیمت دی۔

اب مسلمان ایسی جگہ پہنچ گئے جو ایران، شام اور عرب کے مقام اتصال پر واقع تھا، اس کے قریب ایک مقام فراض تھا، وہاں رومیوں کا زبردست لشکر اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے آیا ہوا تھا۔ حضرت خالدؓ فراض کے مقام پر پہنچے اور رومیوں پر سخت حملہ کر کے

Marfat.com

انہیں شکست فاش دی۔

ایرانیوں کا بہت سا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور ایرانیوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی، یہ سب کچھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بدولت ہوا، اگر چہ وہ خود مدینہ منورہ میں تھے مگر ان کی نگاہیں میدان جنگ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ جب انہیں ایران کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو انہوں نے حضرت خالدؓ کو حکم بھیجا کہ وہ کچھ لشکر لیکر ملک شام چلے جائیں اور رومیوں کی گوشمالی کریں۔

صدیقی دربار سے حکم اس لیے روانہ ہوا کہ ہرقل اعظم نے جو اس وقت قسطنطنیہ میں تھا جب سنا کہ عرب میں اسلامی سلطنت روز بروز قوی ہوتی جاتی ہے تو اس نے اپنے ایک مشہور اور بہادر سپہ سالار ہامان کو لشکر جرار دیکر عرب پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا، مگر جب ہامان کا مقابلہ مسلمانوں سے ہوا تو وہ شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ اس شکست کا حال سن کر ہرقل اعظم قسطنطنیہ سے ملک شام کے مشہور شہر انطاکیہ میں آ گیا اور نہایت تندہی سے لڑائی کی تیاریاں کرنے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ انہوں نے اب یہ ضروری سمجھا کہ ایران سے پہلے ملک شام کی طرف توجہ کی جائے چنانچہ انہوں نے جہاد کا اعلان کر دیا۔ مسلمان عرب جہاد میں شرکت کے لیے ہر طرف سے آنے لگے۔ اتفاق سے عکرمہؓ بن ابی جہل جس مہم پر گئے تھے اس سے فارغ ہو کر مدینہ میں آ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں یعنی عکرمہؓ کو خالدؓ کی امداد کے لیے روانہ کیا۔

ملک شام پر لشکر کشی:۔ جب مجاہدین مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے چار علم بنائے اور چار مشہور سرداروں کو دیئے۔ ایک علم عمروؓ بن العاص کو دیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ فلسطین کے علاقہ سے ملک شام پر حملہ آور ہوں۔ دوسرا علم یزیدؓ بن ابی سفیان کے حوالہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم دمشق کی طرف جا کر حملہ کرو، تیسرا علم حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو دیا اور انہیں ہدایت کی کہ تم حمص پر حملہ کرو چوتھا علم شرجیلؓ بن حسنہ کو دے کر کہا تم اردن کی جانب سے حملہ کرو۔

اس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے چار سرداروں کو چار مختلف راستوں سے ملک شام پر یورش کرنے کا حکم دیا۔ یہ لشکر ماہ محرم 13ھ میں روانہ کئے گئے، ہر سردار کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نصیحتیں اور وصیتیں کیں۔ آپؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب لشکر کوچ کرتا تو اس کے ساتھ ہو لیتے اور سردار کو نصیحتیں کرتے۔

Marfat.com

چنانچہ جب یزیدؓ بن ابو سفیان چلے تو حسب معمول آپؓ ان کے ساتھ ہو لیے اور انہیں نصیحتیں کرنی شروع کیں۔ آپؓ نے فرمایا:۔

''میں نے تمہیں اس لیے سردار مقرر کیا ہے کہ تمہارا امتحان کروں، اگر تم نے اچھا کام کیا، تمہارے لیے ترقی کا راستہ کھلا ہوا ہے، اگر اپنے فرائض کو انجام نہ دے سکے تو تمہیں معزول کر دیا جائے گا۔''

تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، سب سے بہتر آدمی وہی ہے جو اللہ کو اپنا مالک بنا لے، تم ایام جاہلیت کا سا فخر و تکبر نہ کرنا، خدا اسے ناپسند کرتا ہے، اپنے لشکریوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنا، انہیں نصیحت کرنا تو نرم اور مختصر الفاظ میں۔ اپنے نفس کو ٹھیک رکھنا، نماز ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ پڑھنا، جب تمہارے پاس دشمن کا سفیر آئے تو اس کی عزت کرنا۔ سفیر سے مختصر گفتگو کر کے فوراً رخصت کر دینا تاکہ وہ تمہارے لشکر کے حالات سے خبردار نہ ہونے پائے۔ رات کو مجاہدین سے باتیں کرنا تاکہ ہر قسم کی خبریں معلوم ہو سکیں، لشکر کی حفاظت کے لیے پہرہ مقرر رکھنا، پہرہ پر بدل بدل کر لوگوں کو مقرر کرنا۔ خود بھی پہرہ والوں کی نگرانی رکھنا تاکہ پہرہ والے غافل نہ ہو جائیں، مجرم کو ضرور سزا دینا لیکن اسے رسوا نہ کرنا، پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، کھیتی کو برباد نہ کرنا، جو تم سے نہ لڑیں ان سے تعرض نہ کرنا۔ امان مانگنے والوں کو امان دینا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں اور اپاہجوں کو قتل نہ کرنا۔ جو لوگ گرجوں میں رہ کر عبادت کرتے ہیں، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ گرجوں کو نہ ڈھانا، بے ایمانی اور حرص کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا۔''

جب چاروں لشکر روانہ ہو گئے، تب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کی فتح یابی کی دعائیں مانگیں

ہرقل اعظم کی تیاری:۔ ہرقل اعظم نے عرب میں جاسوسوں کا جال پھیلا دیا تھا، اسے جاسوسوں کے ذریعہ سے خبر ملی کہ عربوں نے چار طرف سے ملک شام پر یورش کی ہے، وہ بڑا سمجھدار بادشاہ تھا، اس نے سمجھ لیا تھا کہ اسلام نے عربوں کی کایا پلٹ دی ہے، انہیں بہادر اور دلیر بنا دیا ہے، ان کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ وہ ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن رومی گورنمنٹ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں مکمل کر چکی تھی۔ مجبور ہو کر ہرقل اعظم کو رومی گورنمنٹ کا شہنشاہ ہونے کی حیثیت سے جنگی اہتمام

Marfat.com

اپنے ہاتھ میں لینا پڑا۔ اس نے بھی چار علم تیار کیے اور اپنے مشہور اور بہادر چار سپہ سالاروں کو چار عظیم الشان لشکر دے کر چاروں مسلمان سرداروں کے مقابلہ پر بھیجا۔

اس نے ایک علم اپنے حقیقی بھائی تذارق کو دیا اور اس کے ساتھ نوے ہزار فوج کر کے عمروؓ بن العاص کے مقابلہ پر بھیجا۔ دوسرا علم جرجہ بن نوذر کو دیا، اس کے ساتھ چالیس ہزار فوج دے کر یزیدؓ بن سفیان کے مقابلہ میں دمشق کی طرف روانہ کیا۔ تیسرا علم راقص نامی سپہ سالار کو دیا، اس کے ساتھ پچاس ہزار فوج کی اور شرجیلؓ بن حسنہ کے مقابلہ پر اردن کی طرف بھیجا۔ چوتھا علم رفیقاء بن نسطورس کو دیا۔ اس کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج کی اور اسے ابوعبیدہؓ بن الجراح کے مقابلہ میں حمص کی طرف روانہ کیا۔

ہرقل اعظم نے اپنے چاروں سپہ سالاروں کے ساتھ دو لاکھ چالیس ہزار فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے روانہ کی، حالانکہ مسلمانوں کے چاروں لشکروں کی تعداد صرف تیس ہزار تھی، اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے استیصال کے لیے پہلے ہی سے کیسی عظیم الشان تیاریاں کر رکھی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب رومیوں کی اس یورش کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے عراق میں حضرت خالدؓ کو حکم بھیجا کہ وہ نصف فوج مثنیٰؓ بن حارثہ کے پاس چھوڑ دیں اور نصف فوج لے کر ملک شام میں پہنچ کر سپہ سالاری کا چارج لے لیں، چنانچہ حضرت خالدؓ دس ہزار فوج لیکر ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور حوران، ورتن اور بصرہ کو فتح کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہؓ سے جا ملے۔

مسلمانوں کی یلغار:۔ مسلمان ملک شام میں گھس گئے۔ وہ شام کے جنوبی حصہ پر حملہ آور ہوئے، سب سے آگے جنوب مغرب میں عمروؓ بن العاص فلسطین میں پہنچے، جنوب ومشرق میں حضرت ابوعبیدہؓ حوارن میں پہنچے۔ ان دونوں کے درمیان شرجیلؓ بن حسنہ اردن میں جا پہنچے، سب سے پیچھے یزیدؓ بن ابی سفیان راس بلقار میں رہے، اس طرح وہ علیحدہ علیحدہ مگر قریب قریب رہے تا کہ وقت پر ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ یزیدؓ بن ابوسفیان سب کی حفاظت اور رسد رسانی پر مامور ہو گئے۔

جب مسلمانوں نے اس شان سے ملک شام پر یلغار کی تو رومی سخت پریشان ہوئے، مسلمان فتوحات کے جھنڈے اڑاتے ہوئے اندرون ملک میں گھسنے لگے، اس سے ملک شام میں ایک عجیب ہلچل مچ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر اس

Marfat.com

جہت سے لشکر کشی کی کہ رومی گھبرا گئے۔

معرکہ یرموک :۔ ہرقل اعظم کو جب اس صورتحال کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے چاروں سرداروں ترارق، جرجہ، راقص اور رفقاء کو یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ چاروں رومی سردار یرموک میں جمع ہو گئے۔ ہرقل اعظم نے باہانہ رامنی کو بے شمار لشکر دیکر بھیجا، یہ سب لشکر یرموک کے مقام پر آ کر جمع ہو گئے۔ اسلامی لشکر اس میدان میں پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ ہرقل اعظم نے اپنی پوری طاقت اور رومیوں نے اپنے بہادر اور جگر گوشے اس لڑائی میں جھونک دیئے تھے۔ مسلمان کل چھیالیس ہزار کے قریب تھے عیسائی دس گیارہ لاکھ تھے۔

یرموک کے میدان میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں۔ باہان کے ساتھ جبلہ بھی آیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ ساٹھ ہزار عرب بھی تھے جو عیسائی ہو گئے تھے۔ باہان نے ان عرب عیسائیوں کو میدان جنگ میں بھیجا۔ صرف ساٹھ مسلمان ان کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی، آخر جبلہ کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی، رومی مسلمانوں کی جرأت اور دلیری دیکھ کر حیران رہ گئے۔

اس کے بعد رومیوں نے اپنے تمام لشکر کو مسلمانوں پر الٹ دیا۔ نہایت خونریز جنگ ہوئی، مسلم خواتین کو بھی اس لڑائی میں حصہ لینا پڑا۔ آخر رومیوں کو زبردست ہزیمت ہوئی۔ بے شمار رومی مارے گئے، ہزاروں گرفتار ہو گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ رومیوں کے کئی بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ باہان ارمنی اور ہرقل اعظم کا بھائی تذارق بھی کام آئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مسلمانوں کی اس فتح نے رومیوں کو ہلا دیا۔ ہرقل اعظم کو اس شکست کا بڑا صدمہ ہوا۔ عیسائیوں پر مسلمانوں کا خوف چھا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات :۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خدا نے خلافت اس لیے عطا فرمائی تھی کہ وہ مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ اسلام کی کشتی بھنور میں سے نکالیں۔ اسلامی سلطنت کو مضبوط و مستحکم کریں۔ دشمنان اسلام کے دلوں پر مسلمانوں کی ہیبت بٹھا دیں۔ انہوں نے جس عزم و استقلال اور جس جرأت و ہمت کا اظہار کیا۔ اس نے ان کی عزت و عظمت میں چار چاند لگا دیئے۔ ان کے تدبر، ان کی

Marfat.com

فراست، ان کی مآل اندیشی، ان کی جرأت، ان کی ہمت اور ان کی شجاعت کی دنیا قائل ہو گئی۔

ماہ جمادی الثانی میں آپؓ بیمار ہوئے، جب آپؓ کو یقین ہو گیا کہ یہ مرض الموت ہے تو آپؓ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے مشورہ کر کے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی وصیت کی اور 22 اور 23 جمادی الثانی کی درمیانی شب میں وفات پائی۔

آپ کی وفات سے تمام مدینہ میں کہرام و تلاطم پیدا ہو گیا جو سنتا تھا وہی رو پڑتا تھا، بچے تک زار و قطار رونے لگے۔ آپؓ کے گھر کے سامنے غمزدوں اور سوگواروں کا مجمع آ لگا، حضرت علیؓ روتے ہوئے آپؓ کے مکان پر آئے اور فرمایا۔ ''آہ اے ابوبکرؓ! تم نے ایمان کو اپنا خلق بنایا، تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت حفاظت و نگہداشت کی جب اوروں کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ تم اسلام کے سب سے زیادہ حامی اور مخلوق کے خیر خواہ رہے، خدا نے تمہیں اپنی کتاب میں صدیق کہا، تم نے اس وقت اسلام کی حمایت کی، جب وہ ڈگمگانے لگا تھا، خدا تمہیں بہترین جزا دے۔''

حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ ''اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ تم نے اپنے بعد قوم کو بڑی تکلیف دی اور انہیں مصیبت میں مبتلا کر دیا، تم نے میرے ضعیف کندھوں پر ایسا بوجھ رکھ دیا، جس کا میں متحمل نہیں ہو سکتا، تم خدا کے برگزیدہ بندے تھے، میں تمہاری برابری کہاں کر سکتا ہوں۔''

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت خلیق بڑے شفیق اسلام کے زبردست حامی، قوم کے خادم، بڑے باحوصلہ، نہایت ذہین، بڑی فراست والے، بڑے مدبر اور بہت زیادہ بہادر تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت عمر فاروقؓ

نام اور لقب :۔ آپ کا نام عمرؓ تھا۔ کنیت ابوحفص تھی۔ اسلام لانے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فاروق اعظمؓ کا خطاب دیا تھا۔

نسب :۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح پر ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل، بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن رواح بن عدی، بن کعب بن لوئی۔ کعب کے دو بیٹے تھے۔ ایک عدی دوسرے مرہ، مرہ آنحضرت ﷺ کے اجداد میں ہیں، یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ کے سلسلہ نسب سے مل جاتا ہے۔

فضائل :۔ حضرت عمرؓ کے خاندان سے سفارت متعلق تھی۔ جب قریش کے قبائل میں لڑائی ہوتی یا قریش کو کسی قبیلہ میں اپنا سفیر بھیجنا ہوتا تو حضرت عمرؓ سفیر بنا کر بھیجے جاتے۔ آپؓ بڑے بہادر اور نڈر تھے، نہایت مشہور پہلوان تھے۔ بہت اچھے شہسوار تھے، عکاظ میں سالانہ میلہ ہوتا تھا، اس میلہ میں اہل فن اپنے فنوں کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نامی پہلوان تھے۔ آپ بھی کشتی لڑتے تھے۔ شہسواری میں یہ کمال تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہو جاتے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو ذرا حرکت نہ ہوتی۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت مکہ میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ایک حضرت عمرؓ بھی تھے۔ آپؓ قریش میں ذی عزت بھی تھے اور ذی اثر بھی۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے جس روز حضرت عمرؓ ایمان لائے۔ اس روز مشرکین نے کہا۔ ''آج مسلمانوں نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا۔''

ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ جس روز حضرت عمر فاروقؓ ایمان لائے اس روز سے اسلام عزت ہی پاتا گیا۔ آپؓ کا اسلام لانا گویا فتح اسلام تھی۔ آپؓ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپؓ کی امامت رحمت تھی۔ ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب عمر فاروقؓ ایمان لائے تو آپؓ نے مشرکین سے اس قدر معرکہ

Marfat.com

آ رائیں کیں کہ مجبوراً ان کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر فاروقؓ ایمان لائے، اسلام ہر قدم پر ترقی کرتا گیا اور جب سے آپؓ نے شہادت پائی۔ اسلام کے اقبال میں کمی ہوتی گئی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی لیکن جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کا قصد کیا تو ننگی تلوار ہاتھ میں لی۔ پشت پر ترکش اور کمان لٹکائی۔ کعبہ شریف میں آئے، سات مرتبہ طواف کیا، مقام ابراہیمؑ پر دو رکعتیں پڑھیں اور پھر سرداران قریش کے حلقہ میں آ کر کہا کہ ''تمہارے منہ کالے ہوں میں ہجرت کر رہا ہوں، اگر کوئی شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو تو روکے۔'' کسی کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت میں دیکھا کہ ایک عالیشان قصر کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے اس نے کہا۔ ''عمرؓ'' کا۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''میں قصر کے اندر جانا چاہتا تھا لیکن تمہاری غیرت کا خیال آ گیا، وہیں سے لوٹ آیا۔'' حضرت عمرؓ رو پڑے اور عرض کیا۔ ''میں اور آپ سے غیرت کروں۔''

ایک مرتبہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ قمیض پہنے ہوئے ہیں، بعض کی قمیض سینے تک ہے، بعض کی اس سے زیادہ، مگر عمرؓ کی قمیض زمین پر گھسٹتی جاتی ہے۔'' لوگوں نے پوچھا۔ ''قمیض سے کیا مراد ہے۔'' آپ نے فرمایا۔ ''دین''۔

ایک بار آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ ''واللہ جس راستہ سے تم جاؤ گے، اس راستہ پر شیطان کبھی چلنے نہ پائیگا بلکہ وہ دوسرا راستہ اختیار کریگا۔''

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''میرے بعد اگر کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔'' ایک اور موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''آسمان کا ہر فرشتہ عمرؓ کا وقار کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان ان سے ڈرتا ہے۔''

حضرت جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ ''میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔''

Marfat.com

پیشہ :۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ عہد جاہلیت میں بھی ان کا یہی پیشہ تھا اور مسلمان ہونے کے بعد بھی یہی پیشہ رہا۔

ایام جاہلیت :۔ حضرت عمر فاروقؓ نہایت تند مزاج تھے اور چونکہ شہ زور اور بہادر بھی تھے۔ اس لیے سب ان سے ڈرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مبعوث ہوئے اور ان کی شہرت ہوگئی تو آپؓ کو بھی ناگوار ہوا کہ قوم میں تفرقہ ڈالا جا رہا ہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ لوگ مسلمان ہونے لگے تو آپؓ کو غصہ آ گیا آپ نے کہا۔ ''جو مسلمان ہو جائے گا میں اسے سخت سزا دوں گا۔'' آپؓ کے خاندان کی ایک کنیز زنیرہؓ مسلمان ہو گئی۔ آپ نے ان پر اس قدر سختیاں کیں کہ دیکھنے والے کانپ اٹھے مگر ان عفیفہ کے قدم نہ ڈگمگائے۔ ابوجہل نے بھی انہیں اتنا مارا کہ ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور وہ اندھی ہو گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت لبنیۃؓ بھی حضرت عمرؓ کے گھرانے کی ایک کنیز تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان پر روح فرسا سختیاں کیں اور چاہا کہ انہیں اسلام سے پھیر دیں لیکن لبنیۃؓ کے استقلال میں فرق نہیں آیا۔ وہ اسلام پر قائم رہیں، ان مظلوم اور بے کس عفیفہ کو حضرت عمرؓ اس قدر مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے، جب تھک کر بیٹھ جاتے تو کہتے لبنیۃؓ میں نے تجھے رحم کھا کر نہیں چھوڑا بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ میں تھک گیا ہوں، ذرا دم لے لوں پھر تجھے ماروں گا، اگر تو چاہتی ہے کہ میں تجھے نہ ماروں تجھے آزاد کر دوں تو تو اسلام کو چھوڑ دے۔ وہ جواب دیتیں کہ یہ ناممکن ہے کہ میں اسلام کو چھوڑ دوں، میں تو کہتی ہوں کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں اگر آپؓ مسلمان نہ ہوئے تو مجھے خوف ہے کہیں خدا آپؓ سے انتقام نہ لے۔ حضرت عمرؓ غضبناک ہو کر پھر مارنے لگتے۔

حضرت عمرؓ آغوش اسلام میں :۔ تمام قریش اس بات کو جانتے تھے کہ حضرت عمرؓ بڑے بہادر اور نڈر ہیں۔ بنو ہاشم بھی ان کا لحاظ کرتے ہیں اور مسلمانوں پر سختیاں بھی زیادہ کرتے ہیں، وہ چاہتے تھے کہ کسی روز انہیں اشتعال دلا کر ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتمہ کرا دیں چنانچہ ایک روز حضرت عمرؓ سرداران قریش کے حلقہ میں بیٹھے تھے تو ابوجہل نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کا ذکر شروع کر دیا اور کچھ ایسے اشتعال انگیز طریقہ میں کیا کہ عمرؓ کو طیش آ گیا۔

Marfat.com

انہوں نے کہا۔ ''آج میں اس فتنہ ہی کو مٹا دوں گا۔'' ابوجہل نے پوچھا۔ ''کس طرح؟'' حضرت عمرؓ نے کہا۔ ''بانی فتنہ (حضرت محمد ﷺ) کو قتل کر کے۔''

ابوجہل نے کہا۔ ''تم واقعی اس کام کو کر سکتے ہو، تمہاری بہادری کے سب قائل ہیں، تم سے سب ڈرتے ہیں، تم اس فتنہ کو مٹا دو گے تو تمہاری شہرت ہو جائے گی۔ اگر تم نے محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالا تو میں تمہیں سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔'' حضرت عمرؓ راضی ہو کر چل دیئے۔

اس وقت آنحضورﷺ ارقم کے مکان میں تھے۔ حضرت عمرؓ کو معلوم نہ تھا۔ وہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر جستجو کرنے لگے۔ اتفاق سے انہیں راستہ میں نعیمؓ بن عبداللہ مل گئے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ وہ حضرت عمرؓ کو اس ہیئت میں دیکھ کر متعجب ہوئے۔ پوچھا ''خیر ہے؟ اس شان سے کہاں جا رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا ''محمدﷺ نے قریش کو مبتلائے مصیبت کر دیا ہے، آج ان کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔'' نعیمؓ نے کہا۔ ''پہلے اپنے گھر کی توجہ لو، تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔'' حضرت عمرؓ کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا، وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جستجو چھوڑ کر اپنی بہن کی طرف چل پڑے۔

حضرت عمرؓ کی بہن کا نام فاطمہؓ تھا۔ ان کا عقد سعیدؓ بن زید کے ساتھ ہوا تھا۔ سعیدؓ مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے کہنے سے فاطمہؓ بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضرت عمرؓ کو اس کا علم نہیں تھا۔ جب حضرت عمرؓ مکان کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنی۔ مکان کے اندر حبابؓ تھے جو سعیدؓ اور فاطمہؓ کو قرآن شریف کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کی آہٹ پا کر حبابؓ اندر جا چھپے اور قرآن شریف کے اوراق چھپا دیئے۔

حضرت عمرؓ مکان کے اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر سعیدؓ اور فاطمہؓ دونوں گھبرا گئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ ''تم کیا پڑھ رہے تھے؟'' فاطمہؓ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ ''کچھ نہیں۔'' حضرت عمرؓ نے ڈپٹ کر کہا۔ ''میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔''

انہیں غصہ آ ہی رہا تھا، وہ اپنے بہنوئی سعیدؓ کی طرف جھپٹے اور انہیں نیچے گرا کر مارنا شروع کیا۔ ان کی بہن اپنے شوہر کو چھڑانے کے لیے دوڑیں اور اپنے بھائی سے لپٹ گر بولیں۔ ''آپ مجھے ماریے، مجھے قتل کر ڈالیے'' غصہ نے حضرت عمرؓ کو کچھ نہ دیکھنے

Marfat.com

دیا۔ انہوں نے بہن کو بھی مارا اور اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گئیں۔ حضرت فاطمہؓ نے دلیری سے کہا۔ ''اے بھائی! ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے فرمانبردار بن گئے ہیں جو تم سے ہو وہ کرلو۔''

ان کے ان دلیرانہ الفاظ نے حضرت عمرؓ کو حیرت میں ڈال دیا۔ انہوں نے نگاہیں اٹھا کر بہن کو دیکھا، جوں ہی انہیں خون میں تر پایا، جوش و غضب کا طوفان سرد پڑ گیا۔ قلب پر گہرا اثر ہوا۔ انہوں نے اپنی بہن کو محبت بھری نظروں سے دیکھ کر کہا۔ اچھا فاطمہؓ! تم مجھے وہ کلام سناؤ جو پڑھ رہی تھیں۔''

فاطمہؓ نے کہا۔ ''اس طرح نہیں، پہلے تم غسل کرو پھر سنایا جائے گا۔'' حضرت عمرؓ بڑی حد تک نرم ہو چکے تھے۔ انہوں نے غسل کیا، حضرت فاطمہؓ نے قرآن شریف کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو یہ سورہ تھی۔ ترجمہ۔ ''زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔''

حضرت عمرؓ پڑھتے جاتے تھے اور ہر ہر لفظ پر مرعوب ہوتے جاتے تھے۔ سعیدؓ اور فاطمہؓ دونوں دیکھ رہے تھے، جب وہ اس آیۃ پر پہنچے۔ ترجمہ ''خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ تو حضرت عمرؓ بے ساختہ پکار اٹھے۔ ''کس قدر شیریں کلام ہے؟ اور کتنا با اثر ہے؟''

ابھی وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ حبابؓ بن الارت باہر نکل آئے اور بولے۔ ''یا عمرؓ مبارک ہو۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ یاالٰہی عمر بن الخطاب یا ابوجہل ان دونوں میں سے کسی ایک کو مسلمان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعا آپؓ کے حق میں قبول ہو گئی ہے۔'' اس کے بعد حبابؓ نے سورہ طٰہ کی تلاوت شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ ادب سے بیٹھ گئے اور سنتے رہے ان کے قلب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ رونے لگے، بولے ''مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو۔''

سعیدؓ خوش اور انہیں ساتھ لیکر ارقم کے مکان کی طرف چلے۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اب بھی ننگی تلوار تھی۔ آستانہ مبارک پر جا کر دستک دی، چند صحابہؓ نے جھانک کر دیکھا، حضرت عمرؓ شمشیر ہاتھ میں لیے کھڑے نظر آئے۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''دروازہ کھول دو۔'' حضرت حمزہؓ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا۔ ''آنے دو اگر اخلاص اور دوستی کے لیے آتا ہے تو میں خوش آمدید کہوں گا اور اگر کسی بد ارادہ سے آیا ہے تو اس کا سر قلم کر

Marfat.com

ڈالوں گا۔"

دروازہ کھولا گیا۔ حضرت عمرؓ داخل ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا دامن پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا۔ "بولو عمرؓ! کس ارادہ سے آئے ہو؟" حضرت عمرؓ اس قدر مرعوب ہوئے کہ کانپنے لگے۔ آپؐ نے عرض کیا۔ "ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔" ان کی زبان سے یہ آواز سنتے ہی تمام صحابہؓ نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا پر شور نعرہ لگایا۔ اس نعرہ سے مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں، حضرت عمرؓ کو اسی وقت مسلمان کر لیا گیا۔

حضرت عمرؓ کی دلیری:۔ مسلمان ہوتے ہی حضرت عمرؓ حضور ﷺ سے رخصت ہوئے اور سیدھے ابوجہل کے گھر پہنچے۔ اسے بلایا اور اس سے کہا۔ "او دشمن خدا، سن لے میں مسلمان ہو گیا ہوں۔" اول تو ابوجہل کو یقین نہ آیا، مگر جب حضرت عمرؓ کے تیور دیکھے تو سمجھ گیا، ان سے کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بکتا جھکتا گھر کے اندر چلا گیا۔ ان سے پہلے کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ ان کی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا۔

حضرت عمرؓ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو جس قدر تقویت اور خوشی ہوئی، کفار قریش کو اسی قدر ضعف پہنچا اور صدمہ ہوا اس وقت تک مسلمان پہاڑی دروں میں یا ارقم کے مکان میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ! کفار اپنا باطل مذہب نہیں چھپاتے، اعلانیہ بت پرستی کرتے ہیں، ہمارا دین سچا ہے ہم بھی کیوں چھپائیں، کیوں نہ خانہ کعبہ میں چل کر نماز پڑھیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اب اس کا وقت آ گیا ہے، چلو خانہ کعبہ ہی میں چل کر نماز پڑھیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے حضرت عمرؓ آگے ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر میں چلے۔ باقی صحابہ پیچھے چلے، سب نے خانہ کعبہ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی، کفار قریش نے مزاحمت اور ممانعت کرنی چاہی حضرت عمرؓ نے کہا۔ "جو موت کے ساتھ کھیلنا چاہتا ہو وہ آگے آئے۔" یہ سنتے ہی سب کے جوش ٹھنڈے پڑ گئے اور کسی کو کچھ کہنے سننے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس روز سے مسلمان خانہ کعبہ میں نماز اعلانیہ ادا کرنے لگے، یہ نبوت کے چھٹے سال کا

Marfat.com

ذکر ہے، اس وقت حضرت عمرؓ کی تینتیس سال کی عمر تھی۔

جب مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت شروع کی تو کفار قریش نے انہیں روکنا شروع کر دیا۔ مسلمان چھپ چھپ کر ہجرت کرنے لگے، لیکن جب حضرت عمرؓ ہجرت کر کے چلے تو تلوار ہاتھ میں لی، ترکش اور کمان پشت پر لٹکائے خانہ کعبہ میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس جگہ پہنچے جہاں سرداران قریش حلقہ کیے بیٹھے تھے، آپؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''خدا تمہارے منہ کالے کرے، میں ہجرت کر رہا ہوں، اگر کوئی اپنی ماں کو بے فرزند اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو تو مجھے روکے۔ میں اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ کل کو کوئی شخص یہ نہ کہے، میں بھی چھپ کر چلا گیا، میں اپنا سرمایہ بھی لے جا رہا ہوں، چھین سکتے ہو تو چھین لو۔''

روکنا تو درکنار کسی کو ان سے کچھ کہنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ مگر حضرت عمرؓ جیسے چیند ہی کے ارادہ سے آئے تھے، انہوں نے پھر کہا۔ ''لعنت ہے تم پر اور تمہارے کاموں پر، تم نے ان کی عزت نہ کی جو کہتے تھے کہ خدا ایک ہے، انہیں اپنے شہر سے نکال دیا، اب تم پر ضرور قہر الٰہی نازل ہوگا۔''

لوگوں کو تاؤ تو بڑے بڑے آئے مگر حضرت عمرؓ کی صورت اور ان کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر سارے ولولے اور جوش ٹھنڈے پڑ پڑ گئے، حضرت عمرؓ وہاں سے چل پڑے اور مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔

آپؓ معرکہ بدر میں شریک ہوئے اور نہایت دلیری سے لڑے، جنگ احد میں بھی بڑی بہادری سے جنگ کی، جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہوگئے تو حضرت عمرؓ اس مقام پر پہنچ گئے اور اس جوش سے لڑے اور اس پھرتی سے دشمنوں کو قتل کیا کہ کفار ان کے سامنے آنے سے کترانے لگے۔

آنحضرتؐ کچھ مسلمانوں کو ساتھ لے کر پہاڑ پر اس لیے چڑھ گئے کہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے مسلمان آپؐ کو دیکھ لیں اور آپؐ کے گرد آ کر جمع ہو جائیں لیکن مسلمانوں سے پہلے کفار نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، کافروں کی جمعیت لیکر پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ ''دشمن کو روکو۔'' آپؓ کچھ مسلمانوں کو ساتھ لیکر بڑھے اور جو کفار پہاڑ پر آ گئے تھے، ان پر اس سختی سے حملہ کیا کہ کفار پہاڑ سے نیچے اترنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے جھپٹ کر انہیں قتل کرنا شروع کر دیا اور یہاں تک قتل کیا کہ ان میں سے ایک

Marfat.com

آدمی بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ابوسفیان اور اس کے بقیہ ہمراہی شکست کھا کر پہاڑ سے نیچے اتر گئے۔ ابوسفیان نے ایک پہاڑی ٹیلہ پر کھڑے ہو کر کہا۔ ''کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسے جواب نہ دو۔'' اس نے پھر پوچھا۔ ''کیا تم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں؟ اس کا بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم میں عمرؓ ہیں؟ اب بھی سب چپ رہے۔ اس نے کہا۔ ''معلوم ہوتا ہے سب کے سب مارے گئے۔'' حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے فرمایا۔ ''او دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں۔''

ابوسفیان نے فخر کے لہجہ میں کہا۔ ''ہبل اونچا ہے، ہبل بلند ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا جواب دو۔ ''خدا بلند اور بڑا ہے۔'' ابوسفیان نے کہا ''ہمارے پاس عزیٰ (ایک بت کا نام تھا) ہے تمہارے پاس نہیں ہے۔'' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عمر ﷺ نے جواب دیا۔ ''ہمارا آقا اللہ ہے، تمہارا کوئی آقا نہیں ہے۔'' ابوسفیان نے کہا ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔ ہم تم برابر ہو سکتے۔'' حضرت عمرؓ نے کہا ''او دشمن خدا تو جھوٹا ہے، مسلمان اور کفار کیسے برابر ہوں کتے ہیں، تمہارے مقتولین دوزخ میں پڑے جل رہے ہیں اور ہمارے شہدا جنت میں ہیں، ابوسفیان نے کہا ''اب ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگا۔'' حضرت عمرؓ نے کہا ''ہمیں تمہارا یہ وعدہ منظور ہے۔''

آنحضور ﷺ ماہ ذی قعد 6 ھ میں چودہ سو مسلمانوں کو ساتھ لے کر حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے جب وہ حدیبیہ میں پہنچ کر مقیم ہوئے تو کفار قریش نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہو کر حج کرنے کی اجازت نہیں دی، اگرچہ بہت کچھ رد و قدح ہوئی۔ قاصد بھی آئے گئے لیکن کافروں نے نہ مانا۔ آخر طے پایا کہ امسال مسلمان عمرہ نہ کریں، واپس چلے جائیں، اگلے سال البتہ عمرہ کر سکیں گے۔ قریش نے دس سال کے لیے ایک معاہدہ کر لیا۔ یہ معاہدہ بہ ظاہر مسلمانوں کے بالکل خلاف تھا، اس کی شرطیں یہ تھیں۔ 1- مسلمان اس سال عمرہ نہ کریں، واپس چلے جائیں۔ 2- اگلے سال آ کر عمرہ کریں اور صرف تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں۔ 3- عمرہ کے وقت ہتھیار لگا کر نہ آئیں، صرف تلواریں ساتھ لائیں۔ تلواریں میانوں میں ہوں اور میان جلبان (ہتھیلیوں) میں ہوں۔ 4- مکہ معظمہ میں جو مسلمان موجود ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں اور اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے نہ روکیں۔ 5- اگر

Marfat.com

مکہ سے کوئی مسلمان یا مشرک مدینہ میں چلا جائے تو اسے فوراً واپس کر دیا جائے لیکن اگر مسلمان مکہ میں آ جائے گا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔ 6- عرب کے قبائل کو اختیار ہو گا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں۔ 7- صلح کی مدت دس سال ہو گی، اس عرصہ میں ایک فریق دوسرے فریق کے جان و مال سے کوئی تعرض نہ کرے گا، باہم امن و امان کے ساتھ رہیں گے۔

یوں تو اس معاہدہ کی شرائط سے تمام ہی صحابہ کو اختلاف تھا لیکن حضرت عمرؓ کو بے حد شاق گزر رہا تھا۔ ناگواری کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر تھے لیکن خاموش تھے، ابھی صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابو جندلؓ سہیل کے صاحبزادہ جو مسلمان ہو چکے تھے اور مکہ میں تھے اور جن پر کفار نے طرح طرح کے مظالم کیے تھے اور انہیں قید کر رکھا تھا، کسی طرح چھوٹ کر بھاگ آئے، ان کے جسم پر زخموں کے تازہ نشان تھے وہ زار و نزار ہو رہے تھے اور اس قدر کمزور تھے کے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتے ہی گر پڑے۔ مسلمانوں کو ان پر بڑا ترس آیا۔ سہیل نے جو وہاں تھے، آنحضور ﷺ سے کہا۔ "یا محمد (ﷺ)! ابو جندل کو صلحنامہ کے شرائط کے مطابق ہمارے حوالہ کرو۔" ابو جندل نے دردناک لہجہ میں کہا۔ "نہیں، نہیں مجھے ان سفاکوں کے حوالہ نہ کیجیے، ان ظالموں نے مجھے بڑی اذیتیں دی ہیں۔" یہ کہہ کر انہوں نے اپنا کرتہ اٹھا کر کوڑوں کے نشان اور آگ سے داغنے کے زخم دکھائے، مسلمان دیکھ کر بے تاب ہو گئے، صحابہؓ نے عرض کیا۔ "ابھی صلح نامہ پر دستخط نہیں ہوئے ہیں۔ آپؐ جندل کو ان کے حوالہ نہ کریں۔" حضور ﷺ نے فرمایا۔ "مگر شرائط طے ہو چکی ہیں اور بد عہدی جائز نہیں" ابو جندلؓ نے کہا حضور ﷺ یہ مجھے مار ڈالیں گے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تمہاری مدد کرے گا۔"

اب حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا، انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا "یا رسول اللہ! کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں۔"

آنحضورؐ:۔ "بے شک میں نبی برحق ہوں۔"

حضرت عمرؓ:۔ "کیا ہم حق پر نہیں؟"

آنحضورؐ:۔ "بے شک ہم حق پر ہیں۔"

حضرت عمرؓ:۔ "کیا ہم مسلمان نہیں؟"

آنحضورؐ:۔ "بے شک ہم مسلمان ہیں۔"

Marfat.com

حضرت عمرؓ:۔ ''کیا قریش مشرک نہیں ہیں؟''
آنحضورؐ:۔ ''وہ ضرور مشرک ہیں۔''
حضرت عمرؓ:۔ ''پھر ہم دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟''
آنحضورؐ:۔ ''میں خدا کا رسولؐ ہوں جو کچھ کرتا ہوں، خدا کے حکم سے کرتا ہوں، خدا میری مدد کرے گا۔

حضرت عمرؓ نے جوش کے عالم میں آنحضور ﷺ سے یہ گفتگو کی جب ان کا جوش فرو ہو گیا تو جب تک زندہ رہے توبہ استغفار پڑھتے رہے۔

جس معاہدہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کفار مکہ اس پر قائم نہ رہے۔ آنحضور ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کر دی۔ مشرکین گھبرا گئے، انہیں مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاہدین اسلام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، کفار حیران و ششدر کھڑے افواج الٰہی کو مکہ میں داخل ہوتے دیکھ رہے تھے۔ آنحضور ﷺ کے جلو میں حضرت عمرؓ ننگی تلوار لیے تھے۔ جوش سے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ بلند آواز سے یہ آیۂ شریف کو پڑھتے جاتے تھے۔ ترجمہ۔ ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل مٹنے ہی والا تھا۔''

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے، آپؐ کے حکم سے بت نکال نکال کر باہر پھینکے جانے لگے۔ حضرت عمرؓ نے وہ تصویریں جو خانہ کعبہ کی دیواروں پر نقش تھیں، سب کھرچ ڈالیں، کھرچتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ ''کہاں ہیں باطل پرست، کہاں ہیں بتوں کے پجاری، اپنے جھوٹے خداؤں کی حمایت میں کیوں نہیں لڑتے۔''

حضرت خالدؓ کی معزولی:۔ حضرت خالدؓ سے کچھ فروگزاشتیں ہو گئی تھیں، مثلاً مالک بن نویرہ کا قتل۔ اس کی بیوی سے نکاح کرنا، ایسا ہی ایک واقعہ عراق میں پیش آ گیا تھا۔ بیت المال کا باقاعدہ حساب نہیں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے اپنی تعریف کرنے والے شاعر کو بڑی بھاری رقم صلہ میں دے دی، حضرت عمرؓ کو تمام باتیں معلوم تھیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان کی معزولی کا مطالبہ بھی کیا تھا لیکن حضرت صدیقؓ نے انہیں معزول نہیں کیا تھا۔

حضرت عمرؓ 23 جمادی الثانی 13 ھ کو خلیفہ ہوئے، آپؓ نے اسی روز خلافت کے لیے بیعت لی اور حضرت خالدؓ کی معزولی کے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا۔ حضرت خالدؓ

Marfat.com

نے عرب میں عراق میں، ایران میں، فلسطین میں اور شام میں فتوحات کر کے اپنی بہادری کا سکہ جما دیا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ نے خالدؓ کی معزولی کی مخالفت کی۔ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپؓ خدا کی تلوار کو نیام میں بند کر دینا چاہتے ہیں۔ حضرت خالدؓ کے دم سے فتوحات ہو رہی ہیں وہ رک جائیں گی۔ آپؓ نے فرمایا۔ ''اگر خالدؓ کی وجہ سے فتوحات ہو رہی ہیں تو ہمیں ایسی فتوحات نہیں چاہئیں اور اگر خدا کی وجہ سے فتوحات ہو رہی ہیں تو آئندہ بھی ہوں گی۔ غرض آپؓ نے حضرت خالدؓ کو معزول کر دیا، یہ حضرت خالدؓ کی بے نفسی تھی کہ انہیں اپنی معزولی کا ذرا بھی خیال نہیں ہوا۔ البتہ ایک روز ان کی زبان سے نکل گیا، کیا خدا کی شان ہے کہ بکریاں چرانے والے کا لڑکا ہم پر حکومت کرتا ہے، ایک صحابی نے اسی وقت ٹوکا اور کہا، ایسی باتیں نہ کرو، اس سے فتنہ کی بو آتی ہے۔ حضرت خالدؓ نے کہا عمرؓ کی موجودگی میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کا رعب و جلال :۔ حضرت خالدؓ نے سچ کہا تھا، حضرت عمرؓ کا ایسا رعب تھا کہ ہر شخص ڈرتا تھا اور جب انہیں جلال آ جاتا تھا تو لوگ کانپ اٹھتے تھے، وہ کاندھے پر درّہ ڈالے رہتے تھے، اس درّہ کا اس قدر دبدبہ تھا کہ کوئی شخص بے راہ یا گمراہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ وہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور اسلامی سلطنت ایک طرف وسیع ہو کر عراق سے ایران تک اور دوسری طرف فلسطین سے ملک شام تک پھیل گئی تھی۔ ایران اور شام میں لڑائیاں ہو رہی تھیں، صوبوں کے عاملوں (گورنروں) اور فوج کے سپہ سالاروں کی یہ مجال نہیں تھی کہ ذرا بھی کوئی حرکت اسلامی شرع کے خلاف یا حضرت عمرؓ کی منشا کے برعکس کر سکیں۔ حضرت عمرؓ نے سچ بولنے والے اور ثقہ لوگ پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے جس عامل یا جس سپہ سالار کی وہ کوئی غلطی دیکھتے فوراً اس کی رپورٹ کر دیتے۔ حضرت عمرؓ اپنے طور پر تصدیق کرتے اور جب غلطی ثابت ہو جاتی تو سزا دیتے۔ آپؓ نے عاملوں کو ہدایت کی تھی کہ نیا مکان بنائیں تو اس میں ڈیوڑھی نہ رکھیں تاکہ فریادیوں کو ان تک پہنچنے میں دقت نہ ہو لیکن حضرت سعدؓ بن وقاص نے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں اور ایران کے والی تھے۔ مکان کی ڈیوڑھی بنا لی۔ آپؓ کو اطلاع ہوئی، آپؓ نے حکم دیا کہ ڈیوڑھی کو آگ لگا دی جائے اور سعدؓ کو جوابدہی کے لیے طلب کر لیا۔ چنانچہ ڈیوڑھی کو آگ لگا

Marfat.com

دی گئی اور حضرت سعدؓ کو بڑی مشکل سے معافی دی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے استغاثہ کیا کہ عمروؓ بن العاص فاتح مصر نے جو مصر کے گورنر بھی تھے۔ مجھے سو کوڑے مارے ہیں، آپؓ نے فوراً عمروؓ بن العاص کو طلب کیا اور تحقیقات کے بعد جب ان کا قصور ثابت ہو گیا تو حکم دیا کہ مجمع عام میں عمروؓ بن العاص کے سو کوڑے لگائے جائیں۔ لوگوں کو خوف ہوا کہ عمروؓ بن العاص ایک زبردست صوبہ کے گورنر ہیں، کہیں باغی نہ ہو جائیں۔ عمروؓ بن العاص نے بھی کہا۔ کہ ''اس سے گورنر بددل ہو جائیں گے۔'' آپؓ نے فرمایا۔ ''کچھ بھی ہو میں ملزم کو سزا ضرور دوں گا۔'' مجبور ہو کر عمروؓ بن العاص نے مستغیث کو دو سو درہم دے کر راضی کیا، تب انہیں چھٹکارہ ملا۔

آپ عاملوں (گورنروں) اور صاحب الخراج (کلکٹروں) سے یہ حلف لیتے تھے کہ ''ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا۔ باریک کپڑا نہ پہنوں گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھاؤں گا، دروازہ پر دربان نہ رکھوں گا، اہل حاجت کی حاجت روائی کروں گا، عدل و انصاف کروں گا۔''

ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ عیاضؓ بن غنم جنہوں نے عجم فتح کیا تھا اور عجم کے عامل یعنی گورنر تھے۔ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور دربان بھی مقرر کیے ہیں، آپ نے محمدؓ بن مسلمہ کو بھیجا کہ عیاضؓ جیسے کپڑے پہنے بیٹھے ہوں، اسی لباس میں انہیں مدینہ لائیں چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ گئے اور عیاضؓ کو ساتھ لے کر آئے، وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپؓ نے ان کے کپڑے اتروا کر بالوں کا کرتہ پہنایا اور بکریاں چرانے کا حکم دیا۔ عیاضؓ کو ناگوار تو بہت ہوا لیکن رعب فاروقی کے سبب اُف بھی نہ کر سکے۔ البتہ بار بار اتنا ضرور کہتے تھے کہ اس سے تو مر جانا بہتر ہے، حضرت عمرؓ نے بھی سن لیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ ''تمہیں اس سے عار کیوں ہے تم موٹا لباس پہنتے تھے، تمہارے والد کا نام غنم اسی وجہ سے تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے، اب کیوں شرم آتی ہے۔''

فتوحات سیلاب :۔ جب عنان حکومت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں آئی تو ایک طرف عراق میں اور دوسری طرف شام میں اسلامی فوجیں مصروف پیکار تھیں، اس زمانہ میں ایرانی اور رومی دو سلطنتیں نہایت عظیم الشان اور بڑی باہیبت تھیں اور یہ دونوں ہی سلطنتیں اسلام کو مٹانے، مسلمانوں کو فنا کرنے اور اسلامی حکومت کو ختم کر ڈالنے کی

Marfat.com

دھمکیاں دے رہی تھیں، حضرت عمرؓ نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ دنیا میں یا تو یہ دونوں ہی سلطنتیں رہیں گی یا اسلامی حکومت رہے گی چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے اس جوش جہاد سے کام لینے کا عزم بالجزم کر لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان میں پیدا ہو چکا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں نشو و نما پائی تھی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ جرأت و دلیری کی کہ ایران جیسی باعظمت اور روم جیسی باہیبت سلطنتوں پر ایک ساتھ ہی یلغار کر دی۔ آپؓ نے جہاد کا اعلان کر دیا، پھر کس کی یہ مجال تھی جو جہاد کے لیے نہ دوڑتا، لوگ جوق در جوق آنے لگے لیکن یہ مجاہدین اسلام بڑے ہی بے سروسامان تھے جبکہ رومی اور ایرانی فوجیں آہن پوش تھیں۔ ان کا ہر سپاہی پورے ہتھیاروں سے مسلح تھا، اس وقت مسلمانوں کی بے سروسامانی کی یہ کیفیت تھی کہ ان کے پاس نہ خود تھے، نہ زرہیں تھیں، نہ جوشن تھے، نہ چار آئینے تھے، نہ بکتر تھے، غرض کچھ بھی نہ تھا۔ ہتھیاروں کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس نیزہ تھا تو تلوار نہ تھی، تلوار تھی تو نیزہ نہ تھا، کمان اور تیر تھے تو کوئی اور ہتھیار نہ تھا حتیٰ کہ سب کے پاس خنجر اور حربے بھی نہ تھے، آپؓ نے اسی بے سروسامانی کی حالت میں مسلمانوں کو لڑائی کی آگ میں جھونک دیا۔ پھر شاید ہی ایسا کوئی معرکہ ہوا ہو جس میں مسلمان اور دشمن برابر کی تعداد میں ہوں، ورنہ دشمن مسلمانوں سے پانچ گنا سے لے کر دس دس اور بارہ بارہ گنا زیادہ ہوتے تھے، لیکن مسلمان اپنے جوش ایمانی کی بدولت فتوحات کے پرچم اڑاتے چلے گئے۔ عراق کو فتح کر کے ایران پر تسلط کر لیا اور کسریٰ کی حکومت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر ڈالا، فلسطین، عجم، مصر اور شام پر قبضہ کر کے رومی سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس قدر فتوحات ہوئیں کہ اگر ان قصبوں اور شہروں ہی کے نام لکھے جائیں جو فتح ہوئے تو کئی صفحوں میں ان کی فہرست سمائے، بس یہ سمجھ لیجیے کہ فتوحات فاروقی کا رقبہ بائیس لاکھ اکیاون ہزار تیس مربع میل تھا۔ اتنا زبردست رقبہ صرف دس سال کی قلیل مدت خلافت میں فتح ہوا اور لطف یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کبھی کسی لڑائی پر نہیں گئے۔

دارالسلطنت مدینہ ہی میں رہے لیکن ان کی نگاہیں ہر محاذ جنگ پر رہیں، ان کا یہ قاعدہ تھا کہ جس ملک یا جس علاقہ میں اسلامی فوجیں بڑھتیں، وہاں کے نقشے منگواتے اور سپہ سالاروں کو آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کی ہدایتیں کرتے رہتے، کوئی سپہ سالار ان کی ہدایتوں کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔

Marfat.com

جو علاقہ فتح ہو جاتا تھا، اس میں ایسے عاملوں (گورنروں) اور حاکموں (کلکٹروں) کو مقرر کر کے بھیجتے جو اس جگہ کے لیے موزوں ثابت ہوتے، انہیں ہدایت ہوتی کہ عدل و انصاف سے حکومت کریں، یہی وجہ ہے کہ مجوسیوں اور رومیوں نے اسلامی حکومت کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور اسلامی حکومت کے ہمیشہ وفادار رہے۔

فاروقی اولیات:۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جو نئے قانون وضع کیے اور جو جو نئی باتیں اپنے عہد خلافت میں کیں، ان سب کا بالتفصیل بیان کرنا نہایت دشوار ہے، جب عراق، فارس (ایران) شام، مصر اور فلسطین وغیرہ فتح ہوئے تو آپؓ نے ان تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جو وہاں کسریٰ اور قیصر کے زمانے سے رائج تھے اور نئے قانون ایسے بنائے جو ان تمام ملکوں نے بڑی خوشی سے منظور کر لیے، سابقہ تمام ٹیکس منسوخ کر دیئے گئے اور صرف جزیہ قائم کیا گیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا، جیل خانے بنائے، پبلک ورکس یعنی نظارت ناقعہ کا محکمہ قائم کیا۔ اس محکمہ میں سرکاری عمارتوں، نہروں، سڑکوں، پلوں، مہمان خانوں اور کنوؤں کی تعمیر اور شفاخانوں کا قیام تھا۔ فوجی دفتر قائم کیے، جن میں سپاہیوں اور افسروں کے نام لکھے جاتے تھے۔ فوج کے لیے قانون بنائے۔ سپاہیوں کی تنخواہیں مقرر کیں، چھاؤنیاں بنائیں۔ رسد کی فراہمی کا انتظام کیا۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا، جاسوسی صیغہ بھی قائم کیا۔ جاسوسوں کو پرچہ نویس کہتے تھے۔ مذہبی تعلیم کے لیے مدرسے قائم کیے، اشاعت اسلام کے لیے مبلغ رکھے۔ قرآن شریف کی نقلیں کرائیں۔ حافظوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ حدیث اور فقہ کی تعلیم کا انتظام کیا، تمام مفتوحہ ممالک کے ہر شہر اور ہر بستی میں مسجدیں تعمیر کرائیں، مسجد نبویؐ کو گرا کر وسیع کیا۔ تقریباً ڈیوڑھا کر دیا، بیت المال کی آمدنی و خرچ کا باقاعدہ حساب رجسٹروں میں لکھایا، عام مسلمانوں کے وظیفے مقرر کیے۔ مفلوک الحال یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی روزینے مقرر کیے۔ نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کیا، امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ سنہ ہجری قائم کیا۔ زمین کی پیمائش کرائی۔ مردم شماری کرائی۔ صبح کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا اضافہ کیا۔ مسجدوں میں رات کو روشنی کیے جانے کا انتظام کیا دُرّوں کا استعمال، شراب کی حد اسی کوڑے مقرر کیے ہجو گوئی پر سزا مقرر کی۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت:۔ فیروز جس کی کنیت ابولولو تھی ایک مجوسی غلام تھا، وہ معرکہ نہاوند میں قید ہو کر آیا تھا اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بطور غلام کے دیا گیا تھا۔ وہ لوہار اور بڑھئی کا کام اچھا جانتا تھا، نقاشی بھی کرتا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس پر دو درہم (تقریباً سات آنے) یومیہ محصول مقرر کر دیا تھا، وہ اس محصول کو زیادہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت آپ کو جب معلوم ہوا کہ وہ نقاشی، نجاری اور آہن گری کا کام جانتا ہے تو فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ "یہ محصول کچھ زیادہ نہیں ہے۔" فیروز اسی وقت سے آپؓ کا دشمن ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی چکی بنا سکتے ہو جو ہوا سے چلے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس چکی کو جلد بنا ڈالو۔" اس نے کہا میں ایسی چکی بناؤں گا جس کی آواز مشرق سے مغرب تک گونج جائے گی۔"

اس گفتگو کے اگلے ہی روز صبح کے وقت جب امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے صبح کی نماز پڑھانی شروع کی تو فیروز نے ان پر خنجر سے چھ وار کیے جن میں سے ایک ناف سے نیچے پڑا، خنجر زہر میں بجھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ بے ہوش ہو گئے، فیروز نے کئی اور آدمیوں کو بھی زخمی کیا اور آخر اس نے خودکشی کر لی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اسی صدمہ سے وفات پائی، آپ کی وفات سے نہ صرف مدینہ میں بلکہ تمام عالم اسلام میں کہرام مچ گیا، لوگ رو رو کر کہتے تھے۔ "آج شیر اسلام اٹھ گیا" قوم و ملت کا آفتاب غروب ہو گیا۔"

فاروقی آرزوئیں:۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو جو آرزو ہوتی تھی۔ اس کے مطابق قرآن شریف کی آیت نازل ہو جاتی تھی، ابن مردویہ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ "عمرؓ جو رائے دیتے تھے قرآن اسی کے موافق ہو جاتا تھا۔" ب ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ "بے شک قرآن میں بہت سی رائیں عمرؓ کی رائے ہیں۔"

حضرت عمرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ کاش میں نے مقام ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بنائی ہوتی۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ "مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔"

ایک مرتبہ آپؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ امہات المومنین کو پردہ کا حکم ہو جاتا تو اچھا تھا۔" چنانچہ پردہ کے متعلق آیت نازل ہوگئی۔

بدر کے قیدیوں کے متعلق جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کیا تو حضرت

Marfat.com

عمر فاروقؓ نے رائے دی کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے لیکن حضور ﷺ نے اور صحابہؓ کے مشورے سے انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا اس پر آیت نازل ہوئی کہ ”فدیہ لینا مناسب نہیں تھا۔“

حضرت عمرؓ کو شراب سے نفرت تھی لیکن اس وقت تک شراب کی ممانعت کا حکم نہیں ہوا تھا، حضرت عمرؓ کی خواہش تھی کہ شراب کے متعلق صاف صاف حکم نازل ہو چنانچہ اس کے متعلق آیت نازل ہوگئی اور شراب حرام کر دی گئی۔

عبداللہ بن ابی جو بڑا منافق تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا حضرت عمرؓ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوا کہ ایک مناق کے جنازے کی نماز آپؐ پڑھائیں چنانچہ اس کے متعلق بھی آیت نازل ہوگئی، خدا نے فرمایا۔ ”اے نبیؐ اگر ان میں سے (منافقوں میں سے) کوئی مر جائے تو ہرگز اس پر نماز نہ پڑھنا“

جب افک کا واقعہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ ”خدا کی قسم یہ تو بہتان ہے۔“ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگایا تھا چنانچہ اس کے متعلق آیت نازت ہوئی کہ ”یہ بہتان عظیم ہے۔“

ایک مرتبہ دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا وہ فیصلہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپؐ نے فیصلہ سنا دیا جس شخص کے خلاف یہ فیصلہ ہوا، اس نے کہا کہ ”چلو عمرؓ کے پاس اپیل کریں۔“ دونوں نے حضرت عمرؓ سے واقعات بیان کیے اور جس شخص کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ دیا تھا، اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ رسول اللہ؟ نے فیصلہ کر دیا تھا لیکن اس نے نہیں مانا۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے شخص سے تصدیق کی، اس نے اقرار کیا آپؓ اندر مکان میں چلے گئے اور تلوار لا کر اس شخص کا سر اڑا دیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو نہیں مانا تھا اور کہا۔ ”یہ منافق تھا اور منافق کی سزا یہی ہے جب آنحضور ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ ”یہ بات تو گمان میں بھی نہ تھی۔ کہ عمرؓ ایک مومن کو اس طرح بے دھڑک قتل کر ڈالیں گے۔“ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اے پیغمبر جب تک یہ اپنے جھگڑے تم ہی سے فیصلے نہ کرائیں اور تم جو فیصلہ کرو، اس سے دلگیر بھی نہ ہوں اور اس کو کامل طریقہ پر نہ مان لیں، اس وقت تک ان کو ایمان سے بہرہ نہیں ہے۔“

علماء نے اس قسم کی بیس باتیں لکھی ہیں کہ آپ کی آرزوؤں کے مطابق آیتیں نازل ہوئیں ہم نے ان میں سے چند یہاں لکھ دی ہیں۔

Marfat.com

کرامتیں:۔ ایک روز جمعہ کے دن حضرت عمر فاروقؓ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپؓ نے فرمایا۔ ترجمہ ''اے ساریہ پہاڑ پر پہاڑ'' لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آپ نے یہ کیا کہا۔

حضرت عمرؓ نے فارس کے مشہور شہر نہاوند پر فوج بھیجی تھی۔ اس فوج کے سردار ساریہ تھے۔ آپؓ کو کشف کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ساریہ کی فوج کو شکست ہو رہی ہے، آپؓ نے ان کو پہاڑ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی۔ ایک ماہ بعد اس لشکر سے ایک خبر رساں آیا، اس نے بتایا کہ ہمیں شکست ہونے لگی تھی ہم نے آواز سنی کہ ''ساریہ پہاڑ پر'' ہم نے پہاڑ اپنی پشت کی طرف لیا اور جم کر لڑے خدا نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

اس روایت کو ابن حجر نے حضرت حسنؓ کی سند سے بیان کیا ہے۔

جب مصر فتح ہو گیا تو عمروؓ بن العاص کے پاس مصر کے چند معزز لوگ ماہ بونہ[1] میں آئے ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ ''دریائے نیل کی یہ عادت ہے کہ اگر اسے مہینہ کی گیارہویں تاریخ کی رات کو ایک حسین باکرہ لڑکی بھینٹ نہ دی جاتی تو وہ خشک ہو جاتا ہے چنانچہ اب بھی اس کا پانی کم ہونے لگا ہے، اگر آپؓ حکم دیں تو لڑکی بھینٹ کر دی جائے۔''

حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا۔ ''ہرگز ایسا نہ کرنا، ہمارے خلیفہ ان باتوں سے ناراض ہوتے ہیں، میں انہیں لکھتا ہوں۔''

چنانچہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا، حضرت عمرؓ نے لکھا کہ ''میں تمہارے خط کے ساتھ ایک پرچہ بھیج رہا ہوں۔ اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔'' عمروؓ بن العاص نے پرچہ کھول کر پڑھا، اس میں لکھا تھا، ''اللہ کے بندہ عمرؓ کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔ اگر تو اپنی طاقت سے بہا کرتا تھا تو مت بہنا اور اگر اللہ تجھے جاری کیا کرتا تھا تو میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔''

حضرت عمروؓ بن العاص نے معزز عیسائیوں کو ساتھ لے کر وہ پرچہ دریا میں ڈال دیا، بعض کہتے ہیں کہ اسی روز بعض کہتے ہیں اگلے روز دریا میں طغیانی آ گئی۔ سولہ گز اونچا پانی جاری ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

---

[1] رومیوں کا یہ مہینہ بونہ انگریزی مہینہ ماہ جون کے مطابق ہوتا تھا۔ صادق صدیقی سردھنوی

Marfat.com

حضرت عثمان غنیؓ

نام نسب:۔ آپؓ کا نام عثمانؓ تھا۔ آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح پر ہے۔
عثمانؓ بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔
عبد مناب پر آ کر آپؓ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔
آپؓ کی نانی حضرت رسول اللہ ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن تھیں۔ جو حضرت عبداللہ کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ اس طرح آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔

حضرت عثمانؓ بنو امیہ میں سے تھے، آپؓ کے دادا کے باپ امیہ تھے، ان کی وجہ سے آپ بنوامیہ کہلاتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو ہاشم تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے والد ہاشم تھے، اس لیے آپ ہاشمی کہلاتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا شرف:۔ یہ شرف حضرت عثمانؓ کو ہی حاصل ہوا ہے کہ آپ کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرآئیں، جس سے آپ کا لقب ''ذی النورین'' ہوا۔

بعثت نبوت سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا عقد ان سے کر دیا تھا، جب بدر کے روز حضرت رقیہؓ نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا اور جب 5ھ میں حضرت ام کلثومؓ نے بھی وفات پائی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر کوئی اور لڑکی بھی میرے پاس ہوتی تو میں اس کا عقد بھی عثمانؓ کے ساتھ کر دیتا۔''

آپ ذوہجرتین بھی ہیں، یعنی آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں، ایک حبش میں اور دسری مدینہ منورہ میں۔

آپ کافی مالدار تھے۔ لوگ آپؓ کو غنی کہا کرتے تھے، آپؓ متمول تو تھے ہی لیکن دل کے بھی غنی تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کا کنواں تھا، وہ مسلمانوں کو نہایت گراں

Marfat.com

قیمت پر پانی دیا کرتا تھا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی، آپ نے پینتیس ہزار درہم میں وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

ایک مرتبہ جب عرب میں قحط پڑا تو آپؓ کا تجارتی قافلہ ملک شام سے غلہ لے کر آیا، کئی سو من غلہ تھا، لوگوں نے اسے دوگنی اور سہ گنی قیمت پر خریدنا چاہا لیکن آپؓ نے فروخت نہیں کیا اور سارا غلہ مستحقین میں خیرات کر دیا۔

مسلمان ہونے کے بعد آپ ہر جمعہ کو ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ایسے غلاموں کی خاصی پلٹن جمع ہو گئی تھی۔ وہ حضرت عثمانؓ کے بڑے شکر گزار اور بہت زیادہ ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی عسرت کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس نہ ہتھیار تھے، نہ سواریاں تھیں، اس لیے اس وقت جو لشکر فراہم ہوا تھا۔ اسے ''جیش العسرۃ'' مفلوک الحال لشکر'' کہا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس لشکر کی امداد کے لیے اپیل کی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ میں ایک سو اونٹ معہ زین اور پالان کے اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔'' حضور ﷺ نے کوئی توجہ نہ کی اور اپیل کرتے رہے، حضرت عثمانؓ نے دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ میں دو سو اونٹ معہ زین اور پالان کے اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بھی کوئی توجہ نہ کی اور اپیل جاری رکھی۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ میں تین سو اونٹ معہ زین اور پالان کے اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً ممبر سے نیچے اتر آئے اور آپؐ نے فرمایا۔ ''اس کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کریگا، اس سے حساب نہ لیا جائے گا۔''

آپؓ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ تنہائی میں بھی کپڑے اتارتے شرمایا کرتے تھے، آپؓ کی حیا اس قدر مشہور ہو گئی تھی کہ ایک مرتبہ جب حضرت عثمانؓ آنحضور کے پاس تشریف لائے تو حضور ﷺ کپڑے بے ترتیبی سے پھیلائے بیٹھے تھے، آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو دیکھتے ہی کپڑے سمیٹے اور فرمایا۔ ''کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

حضرت عثمانؓ کی جرأت:۔ ہجرت سے پہلے جب تک مسلمان

Marfat.com

مکہ میں رہے، سخت مصیبتوں میں مبتلا رہے، اس وقت ہر مسلمان کی جرأت و ہمت یہی سمجھی جاتی تھی کہ سختیوں اور تکلیفوں کا مقابلہ صبر و استقلال سے کریں چنانچہ حضرت عثمانؓ جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے انہیں رسیوں میں جکڑ جکڑ کر خوب مارا، آپ پٹتے تھے اور اف نہ کرتے تھے، آپ کا چچا آپ کو مارتا تھا اور کہتا تھا، تجھے اس وقت تک مارتا رہوں گا، جب تک تو اسلام چھوڑ کر یا تو اپنے آبائی مذہب میں واپس نہ آجائے گا یا مر نہ جائے گا، آپؓ فرماتے۔ ''یا عم! اگر آپ مجھے قتل بھی کر ڈالیں میں جب بھی اسلام نہ چھوڑوں گا۔''

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کے قصد سے مکہ معظّمہ میں گئے اور کافروں نے آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو کفار قریش کو سمجھانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عثمانؓ نے اس بات کا ذرا بھی خوف نہ کیا کہ مشرکین انہیں قتل نہ کر ڈالیں۔ آپؓ مکہ میں گئے، وہاں آپؓ کا قبیلہ بنو امیہ اگرچہ با اثر اور طاقتور تھا لیکن اس کے تمام لوگ بھی مشرک تھے، اتفاق سے آپؓ کے ایک عزیز بان بن سعید مل گئے۔ انہوں نے آپؓ کو اپنی حمایت میں لے لیا، آپؓ نے قریش کے سرداروں سے کہا کہ ''رسول اللہ؟ عمرہ کرنے کے قصد سے آئے ہیں، انہیں خانہ کعبہ کی زیارت کرنے دو۔'' مشرکوں نے کہا '' ہم انہیں زیارت کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ البتہ تم طواف کر سکتے ہو۔'' آپؓ نے فرمایا۔ ''میں تنہا طواف نہیں کر سکتا۔'' قریش نے برہم ہو کر آپؓ کو روک لیا۔

جب حضرت عثمانؓ کے واپس آنے میں توقف ہوا تو مسلمانوں میں مشہور ہو گیا کہ قریش نے آپؓ کو شہید کر دیا۔ اس سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اعلان کر دیا کہ جب تک عثمانؓ کا قصاص نہ لے لیں گے یہاں سے واپس نہ جائیں گے اور حضور ﷺ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لینی شروع کی۔ یہ بیعت ''بیعت رضوان'' کے نام سے مشہور ہے۔ قریش کو بھی اس بات کا علم ہو گیا، انہوں نے حضرت عثمانؓ کو فوراً بھیج دیا۔

فتوحات:۔ آپؓ کے زمانہ میں بھی فتوحات ہوئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد فوراً ہی ایران کے مشہور شہر ہمدان میں بغاوت ہو گئی۔ آپؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا، انہوں نے اس شہر کو پھر فتح کر لیا۔ رے میں بھی بغاوت ہو گئی تھی، مگر اس

Marfat.com

پر بھی مسلمانوں کا تسلط ہو گیا۔ آرمینیہ کا کچھ علاقہ تو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا، بقیہ آرمینیہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتح ہوا۔ افریقہ بھی آپؓ کے ہی زمانہ میں فتح ہوا۔ اس زمانہ میں تو افریقہ اس براعظم کو کہتے ہیں جس میں حبش، مصر، مراکو اور سوڈان وغیرہ بہت سے ممالک شامل ہیں، لیکن اس زمانہ میں افریقہ اس حصہ کو کہتے تھے جو اسکندریہ کے مغرب کی جانب واقع تھا، یہ ایک چھوٹی سی سلطنت تھی، اس کا صدر مقام طرابلس تھا۔ ان کے علاوہ قبرص، روڈس، اصطخر اور جور بھی فتح ہوئے۔ نیشا پور اور ہرات پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ ایرانی بادشاہ یزدجرد اس وقت تک زندہ تھا، اسی کی وجہ سے ایران میں بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں وہ مارا گیا اور پھر ایران میں بغاوت نہیں ہوئی، حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں بھی اسلامی سلطنت میں بہت کچھ اضافہ ہوا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت :۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے عزیزوں اور قرابتداروں کو عہدے دینے شروع کر دیئے تھے۔ اس سے لوگوں میں ناراضگی پھیل گئی تھی اور رفتہ رفتہ یہ ناراضگی اس قدر بڑھی کہ لوگوں نے آپؓ کی معزولی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو منافق تھا، وہ مسلمانوں میں نفاق و افتراق ڈالنا چاہتا تھا۔ اس نے فتنہ کو اور ہوا دی اور اس بات کی تبلیغ شروع کر دی کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی تھے۔ خلافت ان کا حق تھا، دونوں شخصیتیں یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے خلافت غصب کر لی تھی۔ حضرت عثمان غنیؓ بھی غاصب ہیں۔ انہیں معزول کر کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا جائے، جب حضرت علیؓ سے بھی اس نے یہی باتیں کیں تو انہوں نے اسے جھڑک دیا۔

مروان بن الحکم ایک نہایت متفنی شخص تھا، اس کا باپ الحکم اس سے بھی زیادہ چالاک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں باپ بیٹا یعنی الحکم اور مروان کو مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔ مروان حضرت عثمانؓ کا چچیرا بھائی تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے بلا کر اپنا مشیر بنا لیا تھا۔ اس نے بھی فتنوں کو ہوا دی۔ اس نے شرارتیں کر کر کے لوگوں کو اور بھڑکا دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ شورش عام ہو گئیں اور آپؓ 18 ذی الحجہ 35ھ جمعہ کے روز شہید کر دیئے گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت علیؓ

نام ونسب:۔ آپ کا نام علیؓ تھا، کنیت ابوالحسن تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوتراب فرمایا تھا، آپؓ کی کنیت ابوتراب بھی ہوگئی، آپؓ کا نسب اس طرح پر ہے۔ علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، آپ ہاشمی تھے، آپؓ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے، آپؓ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا، فاطمہ اسد کی بیٹی تھیں، وہ بھی مسلمان ہوگئی تھیں اور انہوں نے ہجرت کی تھی۔

شرف خصوصی:۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، آپؓ نے کبھی بت پرستی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت کی تو حضور ﷺ کے پاس لوگوں کی جو امانتیں تھیں وہ انہیں دے کر ہدایت کی کہ جن کی امانتیں ہیں انہیں پہنچا دیں۔ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں، اس کے علیؓ بھی دوست ہیں پھر دعائیہ لہجہ میں فرمایا۔ اے اللہ! جو علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔'' ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اگر میں علم کا شہر ہوں تو علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔'' اسی روز سے حضرت علیؓ کا لقب ''باب العلم'' مشہور ہوگیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا عقد ہوا اور ان سے حضور ﷺ کی نسل چلی۔

حضرت علیؓ کی جرأت:۔ مشرکین قریش نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا مشورہ کیا۔ طے یہ پایا کہ رات کو جب حضور ﷺ سو جائیں تو اچانک حملہ کر کے شہید کر دیا جائے، خدا نے ان کے مشورہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دے دی اور ہجرت کا حکم دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع دی۔ دونوں نے ہجرت کی تیاری کی۔ رات کو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا۔ ''فرزند! قریش نے میرے قتل کی تدبیر کی ہے۔ آج کی رات قتل کے لیے

Marfat.com

مقرر کی ہے، مجھے ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے میں چلا جاؤں گا آج تم میرے بستر پر سونا۔''

نہایت خطرہ کی بات تھی۔ بڑا نازک وقت تھا، رسول اللہ ﷺ کا بستر خواب، قتل گاہ تھا، لیکن حضرت علیؓ نے مطلق بھی پرواہ نہ کی۔ آپ آنحضور ﷺ کے بستر پر آرام فرمانے لگے۔ قریش نے شروع ہی رات میں آ کر مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر نکل گئے اور حضرت علیؓ چادر اوڑھ کر سو گئے، قریش تاک جھانک کرنے لگے۔ وہ حضرت علیؓ کو سوتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ استراحت فرما رہے ہیں۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ جب صبح کو آپ اٹھ کر نماز کے لیے چلیں گے تب آپؐ کو قتل کر ڈالیں گے، وہ بد بخت ساری رات پہرہ دیتے اور دیکھ بھال کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو شیر خدا اٹھے، کفار آپؓ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے آپؓ کو پکڑ کر پوچھا بتاؤ محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟'' حضرت علیؓ نے جواب دیا ''مجھے کیا معلوم میں تو رات بھر سوتا رہا۔''

قریش نے حضرت علیؓ کو پکڑ کر مارا اور حرم میں قید کر دیا، مگر فوراً ہی چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ کے سپرد امانتیں کر گئے تھے، آپؓ نے وہ امانتیں لوگوں کو پہنچائیں اور آپ بھی ہجرت کر گئے۔

حضرت علیؓ کی شجاعت:۔ جنگ بدر میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو قریش کے تین مشہور بہادر میدان میں آئے، ان میں ایک عتبہ تھا، دوسرا اس کا بھائی شیبہ تھا اور تیسرا اس کا بیٹا ولید تھا۔ تینوں نے جنگ کا نعرہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مقابلہ کے لیے انصار میں سے تین آدمیوں کو بھیجا، ان میں عوفؓ اور معوذؓ دونوں بھائی تھے جو عفراء کے بیٹے تھے اور عبداللہؓ بن رواحہ تھے۔ قریش نے ان سے پوچھا۔ ''تم کون ہو؟'' انہوں نے جواب دیا۔ ''ہم انصار ہیں۔'' انہوں نے کہا ''ہم تم سے نہیں لڑیں گے۔'' پھر چلا کر کہا۔ ''اے محمد (ﷺ) ہمارے مقابلہ کے لیے ہماری قوم میں سے بھیجو۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ بن الحرث کو بھیجا۔

حضرت علیؓ نے ولید پر حملہ کیا۔ ولید نہایت بہادر اور بڑا جنگجو تھا، اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے بڑی دلیری اور استقلال سے اس کا حملہ روکا۔ پھر خود بھی

Marfat.com

حملہ کیا، کچھ دیر تک دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے، آخر حضرت علیؓ نے ''اللہ اکبر'' کہہ کر پوری قوت سے حملہ کیا، تلوار زرہ پھاڑ کر شانہ کو کاٹتی پسلیوں تک جا پہنچی، ولید مردہ ہو کر گرا۔

شیبہ پر عبیدہؓ نے حملہ کیا تھا، شیبہ نے انہیں مجروح کر دیا، حضرت علیؓ شیبہ کے مقابلہ پر آ گئے اور اس سے لڑنے لگے، انہوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور عبیدہؓ کو کندھے پر اٹھا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو مار ڈالا۔

جب بدر میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی تو حضرت علیؓ بڑی بہادری سے لڑے، آپؓ رجز کے طور پر کہتے جاتے تھے۔ ''میں شیر خدا ہوں، ابی طالب کا بیٹا ہوں، میری رگوں میں ہاشمی خون ہے۔'' آپؓ نے بہت سے کافروں کو قتل کیا، یہاں تک کہ خدا نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

جب جنگ احد میں لڑائی پورے زور وشور سے شروع ہوئی تو حضرت علیؓ ایسی بہادری سے لڑے کہ دشمنوں کو آپؓ کے مقابلہ میں ٹھہرنا دشوار ہو گیا، آپؓ جھپٹ کر حملہ کرتے اور اپنے مقابل کو مار ڈالتے۔ اس معرکہ میں آپؓ نے قریش کے نو علمبرداروں کو قتل کیا، آپؓ کی شجاعت دیکھ کر کافر حیران رہ گئے اور سب مسلمان بھی نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے، آخر کفار شکست کھا کر بھاگے، مسلمانوں نے یہ غلطی کہ ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ ان کے کیمپ کو لوٹنے لگے۔ قریش کے ساتھ عورتیں بھی آئی تھیں، ان عورتوں نے مردوں کو غیرت دلائی وہ جوش میں آ کر واپس لوٹے اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اب نقشہ جنگ بدل گیا۔ کفار قریش نے مسلمانوں کو نرغہ میں لے لیا اور نہایت سخت حملے شروع کر دیئے۔ اس وقت کسی نے غل مچا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے۔ اس خبر کو سن کر مسلمانوں کے دل ٹوٹنے لگے لیکن حضرت علیؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت سعدؓ بن وقاص، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت طلحہؓ برابر جنگ کر رہے تھے، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد کھڑے ہو کر موت کی لڑائی لڑ رہے تھے

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے بلند آواز سے کہا۔ ''مسلمانو! میری طرف آؤ، میں خدا کا رسولؐ ہوں۔'' اس آواز کو سنتے ہی مسلمان آپؐ کی طرف دوڑے، مگر کافروں نے بھی آپؐ کی آواز سن لی۔ وہ بھی آپؐ پر ٹوٹ پڑے، وہ جگہ

Marfat.com

لڑائی کا مرکز بن گئی، گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ سروں پر سر اور دھڑوں پر دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے، خون کی بارش ہونے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ دونوں شانہ بہ شانہ مل کر نہایت جوش اور بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ دونوں جس طرف حملہ کرتے تھے، دشمن کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے، مگر کفار کی یورش سخت ہوتی جاتی تھی، وہ حضرت علیؓ سے بچ کر دوسری طرف سے حملہ آور ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو زخمی کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے، وہاں مسلمانوں نے قدم جما کر دلیری سے لڑنا شروع کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی ہونے کی خبر مدینہ منورہ پہنچ گئی تھی، وہاں سے بہت سی خواتین دوڑی چلی آئی تھیں۔ ان میں حضرت فاطمہ زہراؓ بھی تھیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ پانی لائے اور حضرت فاطمہؓ نے آنحضور ﷺ کے زخموں کو دھویا اور ریشمی کپڑا جلا کر زخموں میں بھر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ پھر لڑنے لگے اور مسلمان بھی لڑ رہے تھے، اب کافروں کے حوصلے پست ہو گئے، ابوسفیان اگلے سال لڑنے کا وعدہ کر کے مشرکوں کو واپس لوٹا لے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ دیکھ کر آئیں کہ کافر واپس جا رہے ہیں یا دم لے رہے ہیں، حضرت علیؓ خبر لائے کہ کفار مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، یہ واقعہ 3ھ ہجری کا ہے۔

غزوہ احزاب جو جنگ خندق کے نام سے بھی مشہور ہے۔ قریش مل کر عظیم الشان لشکر کے ساتھ آئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور مدینہ کے ایک طرف کا حصہ جو غیر محفوظ تھا، اس طرف خندق کھودی۔ قریش نے آ کر خندق کے سامنے قیام کیا اور جنگ کی طرح ڈالی۔ روزانہ حملے کرنے لگے لیکن مسلمان انہیں پسپا کر دیتے تھے ایک روز عمر بن عبدود اور نوفل بن عبداللہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ گھوڑے کودا کر خندق کے پار پہنچے اور گرج کر بولے کہ لڑنے والوں کو بھیجو۔''

سب سے پہلے دشمن کی طرف سے عمرو بن عبدود لڑائی کے لیے تیار ہوا۔ وہ بڑا شجاع تھا، اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ تنہا کر سکتا ہے وہ بڑا جنگجو اور تجربہ کار تھا، حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کے لیے چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے پاس بلایا، انہیں اپنی زرہ پہنائی، اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھا، اپنی تلوار ان کی کمر میں لٹکائی اور دعا فرمائی، پروردگار! میں تیرے بھروسہ پر علی مرتضیٰؓ کو میدان

Marfat.com

جنگ میں بھیجتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھوں۔

حضرت علیؓ عمر بن عبدود کے مقابلہ میں پہنچے، اس نے دریافت کیا۔ ''نوجوان، تم کون ہو؟''

حضرت علیؓ نے جواب دیا، میں علیؓ بن ابی طالب ہوں۔'' پھر عمرو بن عبدود سے مخاطب ہو کر کہا۔ یا عمرو، میں نے سنا ہے کہ اگر تم سے تین باتیں کہی جائیں تو تم ان میں سے ایک ضرور قبول کر لیتے ہو، کیا یہ سچ ہے؟''

عمرو:۔ ''ہاں سچ ہے۔''

حضرت علی:۔ ''اچھا میں تم سے تین باتیں عرض کروں گا، میری پہلی درخواست تو یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔''

عمرو:۔ ''یہ نہیں ہو سکتا۔''

حضرت علی:۔ اچھا مت لڑو اور واپس چلے جاؤ۔''

''عمر:۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے، میں قریش کی عورتوں کے طعنے نہیں سن سکتا۔

حضرت علیؓ:۔ ''تب مجھ سے لڑو۔''

عمر:۔ ''یا علیؓ! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ تنہا کر سکتا ہوں۔''

حضرت علیؓ:۔ سنی ہوئی بات کا کیا اعتبار، مرد میدان بنو تو جانوں۔''

عمرو پہلے تو کچھ متعجب ہوا، پھر ہنس کر کہنے لگا۔ ''مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ آسمان کے نیچے کوئی مجھ سے لڑنے کی درخواست کرے گا، اچھا تیار ہو جاؤ۔''

حضرت علیؓ پیدل تھے اور عمرو گھوڑے پر سوار تھا، عمرو کو اپنی قوت پر ناز تھا، اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ سوار ہو کر لڑے، گھوڑے سے نیچے اتر آیا، اور پرتلہ سے تلوار نکال کر ہاتھ میں لی۔ اس کے ایک دو وار نکالے اور حضرت علیؓ سے کہا۔ ''اے ابن ابی طالب سنبھل جاؤ۔''

حضرت علیؓ ہوشیار ہو گئے۔ عمرو نے اپنی پوری قوت سے حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے وار سپر پر روکا، تلوار سپر پر چھا گئی اور حضرت علیؓ کی پیشانی مبارک پر چرکا لگا گئی آپؓ کی پیشانی سے خون جاری ہو گیا۔

حضرت علیؓ کو ذوالقرنین کہتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی پر دو زخموں کے نشان تھے، ایک تو عمرو بن عبدود کی تلوار کا اور دوسرا ابن ملجم کی شمشیر کا۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے جوش میں آ کر تلوار اٹھائی اور نہایت زور وقوت سے ہاتھ مارا تلوار شانہ کاٹ کر سینہ کھولتی چلی گئی، آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، عمرو قتل ہو کر گرا یہ کیفیت دیکھ کر ضرار اور جبیرہ جو عمرو بن عبدود کے ساتھ خندق پھلانگ کر آئے تھے دونوں حضرت علیؓ پر حملہ آور ہوئے حضرت عمر فاروقؓ جھپٹ کر علیؓ کی مدد کو پہنچ گئے، وہ بڑھ کر ضرار کے مقابلہ میں آ گئے، حضرت علیؓ نے جبیرہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا، ضرار گھبرا کر حضرت عمرؓ کے سامنے سے بھاگا۔ نوفل بھی بھاگ پڑا مگر اس کا گھوڑا اسے لے کر خندق میں جا گرا، مسلمانوں نے تیر مار مار کر اسے مار ڈالا ضرار کا گھوڑا خندق کود گیا اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

مشرکین قریش کو عمرو بن عبدود اور نوفل کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا، انہوں نے ان دونوں کی لاشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خریدنی چاہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''ہم مردوں کو نہیں بیچا کرتے۔'' چنانچہ ان دونوں کی لاشیں کفار کو اٹھوا دیں۔

اس جنگ کا خاتمہ اس طرح پر ہوا کہ ایک روز بارش اور ہوا کا طوفان آ گیا، نہایت سخت ہوا چلی اور بہت زور شور سے بارش ہوئی، خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں اور خیمے گر پڑے۔ دیگچے جو چولہوں پر رکھے تھے وہ الٹ گئے، کافروں میں پریشانی اور ابتری پھیل گئی۔ طوفان فرو ہوتے ہی کافر بھاگ کھڑے ہوئے۔

6ھ میں آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنو بکر خیبر کے یہودیوں سے سازش کر کے مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو سو مجاہدین کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا، بنو بکر کو اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے اپنا ایک جاسوس مسلمانوں کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اتفاق سے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کافروں کو دریافت کیا، اس نے کہا۔ ''مجھے امان دی جائے تو میں کافروں کے سروں پر لے جا کر کھڑا کر دوں۔'' آپؓ نے وعدہ کر لیا۔ وہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر چلا اور دشمنوں کے سامنے لے گیا۔ حضرت علیؓ نے جاسوس کو چھوڑ دیا اور نعرہ لگایا۔ '' میں علی بن ابی طالب ہوں شیر خدا ہوں، کافروں کو قتل کرنے والا ہوں۔'' یہ کہہ کر آپؓ نے دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ تمام مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔ مفسدوں نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا خونریزی شروع ہو گئی، تلواروں پر تلواریں پڑنے لگیں۔ خون کی بارش ہونے لگی سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ تھوڑی دیر تو دشمنوں نے مقابلہ کیا، آخر شکست کھا کر بھاگ نکلے اور ایسے بے

Marfat.com

اوسان ہو کر بھاگے کہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جا سکے۔ مسلمانوں نے ان کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں ہاتھ آئیں، مسلمان مال غنیمت لے کر واپس لوٹے۔

خیبر میں یہود رہتے تھے، انہیں مسلمانوں سے بڑی عداوت تھی، وہ مسلمانوں کے ہر مخالف کی مدد کرتے تھے، انہوں نے مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا آپ ماہ محرم 7 ھ میں پندرہ سو صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ ان پندرہ سو صحابہؓ میں دو سو سوار بھی تھے۔

خیبر مدینہ سے اٹھ منزل کے فاصلہ پر ملک شام کی طرف واقع تھا اور اس علاقہ میں یہودیوں کے چند زبردست قلعے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ناعم، نطاط، قصارۃ، شق، مربط اور قموص۔ ان میں سب سے پہلا قلعہ ناعم تھا اور سب سے آخری قلہ قموص تھا۔ قموص نہایت مضبوط اور بڑا شاندار قلعہ تھا، ان چھ قلعوں میں یہودیوں کی بیس ہزار سپاہ رہتی تھی۔ قلعہ قموص کا رئیس اور حکمران ایک شخص مرحب نامی تھا جو نہایت بہادر اور عرب کا مشہور پہلوان تھا، عمرو بن عیدود کی طرح وہ بھی ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا، ایک اور پہلوان بھی تھا، اس کا نام یاسر تھا، یہودی اُسے پیلتن کہتے تھے، وہ بھی ایک قلعہ کا حاکم تھا

آنحضورﷺ نے خیبر کے علاقہ میں پہنچ کر تین چادریں لیں، ان میں ایک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی چادر تھی۔ ان تینوں چادروں سے تین بڑے علم تیار کیے۔ ایک علم حبابؓ بن منذر کو دوسرا سعدؓ بن عبادہ کو اور تیسرا جو حضرت عائشہؓ کی چادر سے تیار کیا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کو دیئے۔ اس سے پہلے عرب میں چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہوتی تھیں۔ بڑے علم نہیں ہوتے تھے۔ مسلمان صف آراء ہو گئے، یہود بھی بے شمار فوجیں لیکر مقابلہ میں آ گئے، سب سے پہلے مرحب اور یاسر میدان جنگ میں نکلے، ان دونوں کے مقابلہ میں محمدؓ بن سلمہ اور زبیرؓ بن العوام نکلے۔ محمدؓ نے مرحب پر حملہ کیا مرحب نے سپر پر روکا، تلوار نے ڈھال کو کاٹ ڈالا، مرحب پر ہیبت چھا گئی، وہ گھبرا کر بھاگ گیا۔ زبیرؓ بن العوام نے یاسر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ یہودی یہ کیفیت دیکھ کر بغیر لڑے بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعوں میں جا گھسے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدوں کو ساتھ لے کر قلعوں پر یورش کی اور یکے بعد دیگرے چھ قلعے فتح کر لیے لیکن ساتواں قلعہ قموص اس قدر مضبوط تھا کہ مسلمان

Marfat.com

اسے فتح نہ کر سکے، کئی حملے کیے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ حملہ آور ہوئے تمام دن لڑتے رہے، شام کو واپس آ گئے، دوسرے روز حضرت عمر فاروقؓ نے حملہ کیا، وہ بھی قلعہ فتح نہ کر سکے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''کل میں اسے علم دوں گا جو خیبر فتح کرے گا۔'' رات بھر مسلمان اس خیال میں رہے کہ دیکھیں کس خوش قسمت کو علم ملتا ہے۔

صبح کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''علیؓ کہاں ہیں؟'' مسلمان سمجھ گئے کہ علم حضرت علیؓ کو دیا جائے گا۔ اس وقت حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور وہ جنگ کرنے سے معذور تھے مگر وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں کو لگا دیا، اسی وقت آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پھر میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

حضرت علیؓ علم ہاتھ میں لیکر مجاہدین کے ساتھ چلے۔ مرحب بھی اپنی فوج گراں لیکر مقابلہ میں آ گیا، سب سے پہلے مرحب ہی صفیں چیر کر میدان میں آیا، وہ سر سے زرد رنگ کی یمنی چادر باندھے تھا اور اس پر خود اوڑھے تھا، خود لوہے کا نہیں تھا بلکہ پتھر کا تھا، اس نے فخر کے لہجہ میں یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ:۔

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
دلیر ہوں، تجربہ کار ہوں اور سلاح پوش ہوں

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ:۔

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا
میں شیر نیستان کی طرح بہادر بد منظر ہوں

مرحب نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا۔ آپؓ نے اس کا حملہ روک کر اس زور سے تلوار ماری کہ خود کو پھوڑ کر سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک پہنچی، دانتوں کے کرکرانے کی آواز آئی۔ اس ضربت حیدری کی آواز فوج تک پہنچی، مرحب کشتہ ہو کر گرا۔

مرحب کے مارے جاتے ہی یہود بھاگ کر قلعہ میں گھس گئے۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور درِ خیبر کو طاقت خداوندی سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ کئی آدمیوں سے بھی نہ اٹھا، دروازہ اکھڑتے ہی مسلمان قلعہ کے اندر گھس گئے اور

Marfat.com

قلعہ فتح کرلیا۔

بیت خلافت :۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے 25 ذی الحجہ 35ھ کو خلافت کے لیے بیعت لی۔ بہت سے مقتدر صحابہ نے جن میں طلحہؓ، زبیرؓ، عبداللہؓ بن عمر سعدؓ بن وقاص، مغیرہؓ بن شعبہ وغیرہ تھے۔ بیعت نہیں کی، ان میں سے طلحہؓ اور زبیرؓ نے اس شرط پر بیعت کر لی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے گا لیکن بنی امیہ میں سے کسی نے بیعت نہیں کی۔

حضرت علیؓ کی مصلحت :۔ حضرت علیؓ کے خلیفہ ہوتے ہی قاتلان عثمانؓ سے قصاص لینے کا مطالبہ شروع ہو گیا۔ آپؓ نے یہ سوچا کہ ابھی بلوائیوں کا زور ہے، جب ان کا ،ور کم ہو جائے گا۔ تب قصاص لیں گے۔ یہ مصلحت ہی عظیم فتنہ کی بنیاد بن گئی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے عاملوں ہیں تغیر و تبدل شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس نے انہیں اس سے روکا، حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کو بھی جو ملک شام میں عامل تھے معزول کر دیا۔ عبداللہؓ بن عباس نے کہا۔ ''امیر معاویہؓ کی قوت بڑھی ہوئی ہے۔ وہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار بھی ہیں۔ انہیں معزول نہ کیجئے۔'' حضرت علیؓ نے کہا۔ ''معزولی اور برطرفی کے جو احکام صادر ہو گئے ہیں۔ اب انہیں واپس نہیں لیا جا سکتا۔'' انہوں نے حضرت عمرؓ فاروقؓ کی تقلید کرنی چاہی لیکن حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کا حکم نہیں مانا۔ حضرت علیؓ نے اعلان جنگ کر دیا۔ یہ بات مدینہ کے سنجیدہ لوگوں کو بری معلوم ہوئی چنانچہ صحابہؓ نے آپؓ سے عرض کیا کہ ''مسلمانوں پر تلوار نہ اٹھایئے۔'' آپؓ نے فرمایا۔ ''باغیوں کو سزا دینا ضروری ہے۔''

جنگ جمل :۔ حضرت عائشہؓ کو اس بات کا ملال ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیا۔ وہ خود بلوائیوں سے قصاص لینے کیلئے فوج لیکر بڑھیں اور بصرہ میں جا پہنچیں۔ حضرت علیؓ بھی لشکر لیکر بصرہ کے قریب ''قصر عبداللہ'' کے مقام پر جا کر فروکش ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ بھی اپنا لشکر لیکر وہیں آ گئیں صلح کی سلسلہ جنبانی ہوئی لیکن واقعہ پسند لوگوں نے جن میں عبداللہ بن سبا کے پیرو زیادہ تھے۔ صلح نہ ہونے دی اور سبائیوں نے حضرت عائشہؓ کے لشکر پر شب خون مارا۔ اس

Marfat.com

سے جنگ کی ابتدا ہو گئی لیکن حضرت علیؓ نے اپنے لشکر میں اور طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کے لشکر میں یہ منادی کرا دی کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے، جنگ رات سے صبح تک جاری رہی۔ حضرت عائشہؓ جنگ کرنا بالکل نہ چاہتی تھیں۔ انہیں افسوس تھا کہ حضرت علیؓ نے شب خون مارا۔ حالانکہ حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع تک نہیں تھی۔ وہ اس خیال سے اونٹ پر سوار ہو کر چلیں کہ اگر ممکن ہو سکے تو لوگوں کو سمجھا بجھا کر لڑائی سے باز رکھیں لیکن جب وہ جنگ گاہ میں پہنچیں تو ان کی سپاہ کا جوش و خروش بہت بڑھ گیا اور لڑائی اور بھی تیزی سے ہونے لگی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں اس معرکہ میں شہید ہو گئے۔ بڑی خونریزی کے بعد حضرت عائشہؓ تک حضرت علیؓ کی فوج پہنچ گئی اور حضرت عائشہؓ کے جمل کو گھیرا ڈالا، حضرت علیؓ نے حضرت محمدؓ بن ابی بکر سے کہا کہ جا کر اپنی بہن (حضرت عائشہؓ) کی حفاظت کرو چنانچہ انہوں نے کئی آدمیوں کو لے جا کر کجاوہ اونٹ کے اوپر سے اتروا کر علیحدہ رکھ دیا۔ حضرت عائشہؓ کے لشکر کو شکست ہوئی، حضرت علیؓ نے پکار کر کہا کہ کوئی سپاہی ان کا تعاقب نہ کرے، نہ ان کا اسباب لوٹے۔'' چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ نہ تعاقب کیا گیا نہ سامان لوٹا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ کے فوجی آ آ کر اپنا سامان لے گئے، اور ایسے گھل مل گئے جیسے ان میں جنگ ہی نہ ہوئی تھی۔

حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور سلام عرض کیا۔ کہا۔ ''ام المومنین اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔'' آپؓ نے جواب دیا۔ ''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔''

حضرت علیؓ:۔ ''امی مزاج تو بخیر ہیں۔''

حضرت عائشہؓ۔ خدا کا شکر ہے اچھی ہوں، علیؓ یہ تم نے کیا کیا۔ شب خون کیوں مارا۔

علیؓ:۔ میں نے شب خون نہیں مارا، میں نے تو سنا ہے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے شب خون مارا تھا۔''

سبائیوں نے خود حضرت عائشہؓ کے لشکر میں شب خون مارا تھا اور حضرت علیؓ سے یہی کہہ دیا تھا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے شب خون مارا ہے۔ حضرت عائشہؓ کو اس لڑائی کا سخت رنج تھا، انہوں نے کہا۔'' کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتی۔'' حضرت علیؓ کو بھی اس جنگ کا ملال تھا۔ انہوں نے کہا۔'' کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر جاتا۔''

Marfat.com

حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں بصرہ میں آ گئے اور حضرت علیؓ نے یہاں آ کر حضرت عائشہؓ سے امیر معاویہؓ پر لشکر کشی کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ''امیر معاویہؓ بڑے مدبر ہیں اور اس وقت طاقت ان کے ساتھ ہے، بہتر ہے کہ آپؓ ان سے صلح کر لیں اور اگر یہ ممکن نہیں تو مجھے اپنے ہمراہ لے چلیے، مجھے اور آپؓ کو ساتھ دیکھ کر مسلمان معاویہؓ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔''

حضرت علیؓ نے کہا آپ کا مشورہ نہایت مناسب ہے لیکن آپ کو ساتھ لے چلنا مصلحت نہیں ہے۔''

دارالخلافہ کی تبدیلی :۔ حضرت عائشہؓ مدینہ تشریف لے گئیں، حضرت علیؓ نے اس خوف سے کہ کہیں امیر معاویہؓ ایران پر قبضہ نہ کر لیں۔ مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو دارالخلافہ بنا لیا۔ دارالخلافہ کی تبدیلی نہایت ہی نامناسب رہی کیونکہ مدینہ مرکز اسلام تھا اسے چھوڑنا کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔

جنگ صفین :۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں صلح نہ ہو سکی۔ جنگ وہیں ٹھہر گئی۔ دونوں کے لشکر مقام صفین میں آ گئے، کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی، اس معرکہ میں فریقین کی طرف سے ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ امیر معاویہؓ کے آدمی زیادہ مارے گئے۔ انہیں اپنی شکست کا خوف ہو گیا۔ عمروؓ بن العاص امیر معاویہؓ کے لشکر میں تھے۔ انہوں نے ہوا کا رخ بدل لیا۔ انہوں نے قرآن شریف نیزوں پر بلند کر کے کہا۔ ''ہمارے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (قرآن شریف) ہے۔ میں تمہیں دین کی طرف بلاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علیؓ کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا۔ ''لڑائی ختم ہو گئی اور مکر شروع ہو گیا۔'' حضرت علیؓ خوش تھے، سمجھ رہے تھے کہ اب لڑائی کا فیصلہ ہوا مگر انہوں نے دیکھا کہ شیعان علیؓ تلواریں میانوں میں ڈال رہے ہیں، انہیں تعجب ہوا، انہوں نے پکار کر کہا۔ ''یہ دھوکہ ہے، جمع رہو، لڑائی کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔''

حضرت علیؓ کے ساتھ جو لوگ تھے۔ انہیں شیعان علیؓ کہتے تھے، ان میں سے مسعودؓ تیمی اور زیدؓ بن حصین نے کہا۔ ''یا علیؓ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ ہمیں کتاب اللہ کی

Marfat.com

طرف بلاتے ہیں اور تم ہمیں جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہو۔'' حضرت علیؓ نے ہر چند انہیں سمجھایا اور کہا۔ ''یہ فریب ہے، جنگی مکر ہے تم پچھتاؤ گے۔'' لیکن کسی نہ بھی نہ سنا۔ جنگ بند کر دی، مالک اشترؒ ابھی تک اپنا دستہ لیے لڑ رہے تھے۔ شیعان علیؓ نے حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ انہیں بھی بلا لو اور جنگ بند کر دو۔ آخر حضرت علیؓ نے مالک اشترؒ کو بھی بلا لیا اور جنگ بندی کر دی۔

حکمین کا تقرر:۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ نے حکمین کا تقرر منظور کر لیا۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ اور امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن العاص حاکم مقرر ہوئے۔ ان سے حلف لیا گیا کہ وہ کتاب اللہ کے بموجب فیصلہ کریں گے۔

خارجی:۔ جب حکمین مقرر ہو چکے اور اقرار نامہ لکھا جا چکا۔ تب شیعان علیؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا۔ ''آپؓ واپس نہ جائیں، اقرار نامہ فسخ کرنے کا اعلان کر دیں۔ اور لڑیں۔'' حضرت علیؓ نے کہا۔ ''میں نے تمہارے مجبور کرنے پر لڑائی بند کی ہے، اب تم صلح فسخ کرنے کو کہتے ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔'' ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ حضرت علیؓ کو برا کہنے لگے۔ ان لوگوں کو خارجی یا خوارج کہتے ہیں یا تو وہ حضرت علیؓ کے دوست تھے یا دشمن ہو گئے۔ حضرت علیؓ کوفہ چلے گئے اور خارجی مقام حرداء میں مقیم ہو گئے۔

حکمین کا فیصلہ:۔ چھ مہینہ بعد چار سو آدمی حضرت علیؓ کی طرف سے اور چار سو آدمی حضرت معاویہؓ کی طرف سے مقام ''اوزج'' میں حکمین کا فیصلہ سننے کے لیے جمع ہوئے۔ ابو موسیٰؓ اشعریٰ اور عمروؓ بن العاص بھی آ گئے۔ عمروؓ بن العاص نے ابو موسیٰ اشعریٰؓ سے کہا۔ ''حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی باہمی مخالفت نے مسلمانوں کو مبتلائے مصیبت کر رکھا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا۔ ''بات یہی ہے، ہم ان دونوں کو معزول کر دیں اور آٹھ سو آدمی جو جمع ہوئے ہیں انہیں اختیار دیں کہ وہ کثرت رائے سے کسی تیسرے شخص کو خلیفہ مقرر کر لیں۔'' عمروؓ بن العاص نے کہا۔ ''یہی میری رائے ہے، اول آپ اعلان کریں۔''

Marfat.com

چنانچہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے اعلان کر دیا۔ ''ہم نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کیا۔'' حضرت عمروؓ بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا۔'' ابو موسیٰ اشعریؓ نے دونوں کو معزول کر دیا ہے مگر وہ حضرت علیؓ کی طرف سے حکم تھے، انہیں حضرت علیؓ کو معزول کرنے کا اختیار تھا۔ حضرت معاویہؓ کو نہیں۔ میں بھی حضرت علیؓ کو معزول کرتا ہوں اور امیر معاویہؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔'' ابو موسیٰؓ بہت بگڑے، انہوں نے کہا۔
''تم جھوٹے ہو، مکار ہو، میرے تمہارے درمیان یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔''
مگر اب اسے کون سنتا تھا، شیعان علیؓ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو برا بھلا کہنے لگے۔
یہ فیصلہ نہایت ہی نا مناسب اور غلط ہوا، اس نے بے شمار فتنوں کے دروازے کھول دیئے۔

کفر کا فتویٰ:۔ اب خارجی اور بھی حضرت علیؓ کے خلاف ہو گئے، مجبور ہو کر حضرت علیؓ کو ان کی گوشمالی کے لیے ان پر لشکر کشی کرنی پڑی۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ اور شیعان علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اعلان کر دیا کہ ان کا قتل کرنا عین ثواب ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خارجی شیعان علی کو قتل کرنے لگے۔

حضرت علیؓ کی شہادت:۔ تین خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ علیؓ، معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص کی وجہ سے عالم اسلام پریشان ہے، ان تینوں کو قتل کر ڈالنا چاہیے چنانچہ انہوں نے یہ بھی طے کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم حضرت علیؓ کو برک بن عبداللہ تمیمی حضرت معاویہؓ اور عمرو بن بکر تمیمی عمروؓ بن العاص کو ایک تاریخ میں اور ایک ہی دن قتل کر ڈالیں۔
16 رمضان المبارک 40ھ جمعہ کا دن اور صبح کا وقت مقرر ہوا، تینوں چل پڑے۔
ابن ملجم کوفہ میں آیا، اس نے ایک حسین و جمیل لڑکی کی ''قطام'' کو دیکھ لیا وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اسے شادی کا پیام دیا۔ قطام کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ یہ لڑائی حضرت علیؓ اور خارجیوں کے درمیان ہوئی تھی۔ قطام نے مہر میں حضرت علیؓ کا سر طلب کیا وہ خود اسی کام کے لیے آیا تھا۔ بڑی خوشی سے تیار ہو گیا، قطام نے اپنے ایک رشتہ دار وردان کو عبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ اس کی مدد کے لیے کر دیا۔ ابن ملجم نے اپنے ایک دوست شبیب بن شجرہ کو بھی ساتھ لیا، تینوں پچھلی رات کو

Marfat.com

مسجد میں جا کر کمین گاہ میں بیٹھ گئے۔

حضرت علیؓ صبح صادق کے وقت حسب عادت لوگوں کو آوازیں دیتے اور جگاتے مسجد میں داخل ہوئے، عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا، تلوار سر کو کاٹ کر پیشانی تک اتر آئی، لوگ دوڑ پڑے، قاتل بھاگ گیا۔ وردان اپنے گھر تک بھاگ کر پہنچ گیا تھا۔ لوگوں نے اسے وہاں مار ڈالا۔ ابن ملجم گرفتار کر لیا گیا۔ زخم کاری آیا تھا، اگلے روز حضرت علیؓ اس کے صدمے سے شہید ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت امام حسنؓ

نام ونسب :۔ آپ کا نام حسنؓ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ کا یہ نام رکھا تھا، ایام جاہلیت میں یہ نام کسی کا نہ تھا، آپؓ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے۔ آنحضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرہؓ کے بطن سے تھے۔

خلفائے راشدین :۔ عام طور پر مسلمان چار خلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ ہی کو خلفائے راشدین سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ بھی خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ آپؓ پانچویں اور سب سے آخری خلیفہ ہیں۔

شرف خصوصی :۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شبیہ تھے۔ آنحضور ﷺ کو آپؓ سے بہت زیادہ محبت تھی، آپؓ کو اکثر اپنے کندھوں پر سوار کر لیتے تھے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؓ کو اپنے کندھے پر سوار کر کے لے جا رہے تھے، ایک صحابیؓ راستہ میں ملے۔ انہوں نے کہا ''میاں صاحبزادے تم نے کیا اچھی سواری پائی ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ ''سوار بھی تو کیا اچھا ہے۔''

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت حسنؓ آپؐ کے برابر بیٹھے تھے کبھی آپؐ حضرت حسنؓ کو دیکھ لیتے تھے کبھی لوگوں کو۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''میرا یہ بیٹا سردار ہے، یہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں مصالحت کرائے گا۔''

Marfat.com

خصائل حمیدہ :۔ حضرت امام حسنؓ نہایت ہی حلیم، بردبار اور متحمل مزاج تھے، آپؓ بڑے دور اندیش، ذی فہم اور مدبر تھے۔ بڑے سخی اور بڑے ذی وقار تھے، آپؓ کے اطوار شائستہ اور دل پسند تھے، خوش کلام اور خوش بیان ایسے تھے کہ جب آپؓ کچھ کہنے لگتے تو لوگوں کی خواہش ہوتی کہ آپؓ کہے جائیں، خاموش نہ ہوں، آپ خونریزی کو بالکل پسند نہ کرتے تھے۔

بیعت خلافت :۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپؓ کے ہاتھ پر خلافت کے لیے بیعت کر لی۔ آپؓ نے بیعت لیتے وقت لوگوں سے یہ اقرار لیا کہ "میرے کہنے پر عمل کرنا، جس سے میں لڑوں اس سے لڑنا، جس سے میں صلح کروں اس سے صلح کرنا۔"

اگرچہ شیعان علیؓ کے ساتھ ہی خارجیوں نے بھی آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، لیکن بیعت کے فوراً ہی بعد بدبخت خارجیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ "حضرت حسنؓ کمزور طبیعت کے ہیں، ان کا ارادہ امیر معاویہؓ سے صلح کر لینے کا ہے۔"

بہادری :۔ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ پر یورش کر کے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ ان کی موجودگی میں بلوائیوں کو مکان کے اندر گھسنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

امیر معاویہؓ کا پیغام :۔ جب امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اہل شام سے اپنی خلافت کے لیے بیعت لی اور ساٹھ ہزار لشکر کے ساتھ دمشق سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، انہوں نے حضرت امام حسنؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ:۔ "صلح جنگ سے بہتر ہے، اگر آپؓ میرے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو نزاع دور ہو جائے۔"

حضرت امام حسنؓ نے قاصد کو واپس کر دیا اور چالیس ہزار سپاہ لیکر کوفہ سے چلے اور مقام دیر عبدالرحمن میں فروکش ہوئے، آپؓ نے یہاں سے قیسؓ بن سعد کو بارہ ہزار کی جمعیت دیکر بطور مقدمتہ الجیش کے آگے روانہ کیا، ان کے پیچھے خود بھی چلے اور مقام

Marfat.com

ساباط میں جا کر مقیم ہو گئے۔

خارجیوں کی فتنہ انگیزی :۔ حضرت امام حسنؓ ساباط ہی میں مقیم تھے کہ آپ کو یہ غلط اطلاع ملی کہ قیسؓ بن سعد مارے گئے، آپؓ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک مختصر تقریر کی، آپؓ نے فرمایا۔

''مسلمانو! تم نے میرے ہاتھ پر اس شرط پر بیعت کی ہے کہ جنگ اور صلح میں میری پیروی کرو گے، میں خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مجھے کسی سے بغض و خصومت نہیں ہے، میں امن اور اتفاق کو اچھا سمجھتا ہوں، مسلمان آپس میں لڑ کر تباہ ہو رہے ہیں، میں ہرگز مسلمانوں میں خونریزی نہ ہونے دوں گا۔

خارجی اور سبائی اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے تھے، لیکن حقیت میں انہیں اہل بیت سے نہ کوئی ہمدردی تھی نہ محبت بلکہ عداوت اور مخالفت کرتے رہتے تھے، ان کے ساتھ شیعان علیؓ بھی ہو جاتے تھے چنانچہ سبائیوں اور خارجیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت حسنؓ امیر معاویہؓ سے لڑنا نہیں چاہتے چونکہ وہ حق و انصاف کی جنگ کرنے سے گریز کر رہے ہیں، اس لیے وہ کافر ہو گئے۔''

ان بدبختوں نے پہلے حضرت علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، اب حضرت امام حسنؓ پر بھی لگا دیا۔ دراصل وہ یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں نا اتفاقی رہے، خونریزی ہوتی رہے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ اسلامی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کمزور ہو جائے۔

حضرت حسنؓ پر زیادتیاں :۔ چونکہ حضرت امام حسنؓ کے ساتھ سبائی اور خارجی زیادہ تھے اور وہ آپؓ کو کافر کہتے تھے۔ اس لیے ان کا زور ہو گیا، جو لوگ حقیقت میں مسلمان تھے وہ آپؓ کو کافر نہیں کہتے تھے، ان لوگوں کو سبائی اور خارجی برا کہتے اور مارتے تھے، ان مفسدوں کی جرأت اور سرکشی اس قدر بڑھی کہ ایک مرتبہ بہت سے متفنی آپؓ کو کافر کافر کہتے آپؓ کے خیمے میں آ گھسے اور آپؓ کا لباس کھینچ کھینچ کر تار تار کر ڈالا۔ آپؓ میں اس قدر حلم و مروت تھی کہ آپؓ نے ان سے کچھ نہ کہا، قبیلہ ربیعہ اور ہمدان کے لوگوں نے آ کر آپؓ کو ان کافر نما مسلمانوں کے ہاتھ سے بچایا۔

حضرت امام حسنؓ ساباط سے مداین کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں جراح بن قبیصہ خارجی نے آپؓ کے نیزہ مارا جس سے آپؓ کی ران میں زخم آیا، آپؓ کو اٹھا کر

Marfat.com

مداین کے قصر ابیض میں لے گئے، وہاں آپؓ کا علاج شروع ہوا۔ آپؓ کی لاعلمی میں عبداللہ بن حنظل اور عبداللہ بن طیبان نے جراح بن قبیضہ خارجی کو قتل کر ڈالا، جب آپؓ کو خبر ہوئی تو آپؓ نے فرمایا۔ ''یہ اچھا نہ ہوا، مجھے اس سے کوئی عداوت نہ تھی۔ '' خارجیوں کی ان زیادتیوں کو دیکھ کر حضرت امام حسنؓ دلبرداشتہ ہو گئے۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لیں چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن الحارث کو جو امیر معاویہ کے بھانجے تھے اور حضرت امام حسنؓ کے لشکر میں تھے، صلح کا پیغام دیکر امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔

امیر معاویہؓ کی صلح جوئی :۔

حضرت امام حسنؓ کا مقدمتہ الجیش قیسؓ بن سعد کی سرکردگی میں جب مقام انبار میں پہنچا تو امیر معاویہؓ اپنا ساٹھ ہزار لشکر لے کر وہاں آ گئے۔ انہوں نے قیسؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں حضرت حسنؓ کے پاس قاصد روانہ کر رہا ہوں، اس کی واپسی تک جنگ ملتوی رکھی جائے۔ قیسؓ بن سعد نے منظور کر لیا۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو کچھ لشکر کے ساتھ حضرت حسنؓ کی خدمت میں صلح کا پیغام دے کر روانہ کیا، جب عبداللہ بن عامر لشکر لے کر مداین میں پہنچے تو حضرت حسنؓ یہ سمجھ کر کہ وہ لڑنے کے لیے آئے ہیں، مع اپنے لشکر کے میدان میں نکل آئے، عبداللہ بن عامر نے صفوں سے آگے نکل کر کہا۔ ''میں قاصد ہوں، صلح کا پیغام لے کر آیا ہوں۔''

حضرت حسنؓ نے انہیں اپنے روبرو طلب کیا اور فرمایا۔ ''اگر امیر معاویہؓ میری تین شرطیں قبول کر لیں تو میں خلافت سے دستبردار ہونے کو تیار ہوں۔'' عبداللہ بن عامر نے دریافت کیا۔ ''وہ شرطیں کیا ہیں؟'' حضرت حسنؓ نے فرمایا۔ ''وہ شرطیں یہ ہیں۔ 1- امیر معاویہؓ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کریں گے۔ 2- سابقہ مخالفتوں کو فراموش کر دیں گے۔ 3- ہمارے طرفداروں کو امان دیکر سب کی حفاظت کریں گے۔

عبداللہ بن عامر کو یہ شرطیں سن کر بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے کہا ''بس یہی شرطیں ہیں؟'' حضرت حسنؓ نے فرمایا۔ ''ہاں''

عبداللہ بن عامر وہاں سے لوٹ کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں آئے اور کہا ۔''حضرت امام حسنؓ چند شرائط کے ساتھ خلافت سے دستبردار ہونے کو تیار ہیں۔'' امیر معاویہؓ نے پوچھا۔ کیا شرائط ہیں؟ عبداللہ بن عامر نے کہا۔ ''ان کی یہ شرطیں ہیں۔

Marfat.com

1۔ تم انہیں ہر سال پانچ لاکھ درم بیت المال سے دیا کرو۔ 2۔ تمہاری وفات کے بعد خلافت حضرت حسنؓ کو ملے۔ 3۔ اہواز اور فارس کے صوبوں کا خراج امام حسنؓ کو ملا کرے۔'' یہ شرطیں حضرت حسنؓ نے پیش نہیں کی تھیں۔ عبداللہ بن عامر نے اپنی طرف سے پیش کی۔ ان کے بعد جو تین شرطیں حضرت امام حسنؓ نے پیش کی تھیں وہ پیش کیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا۔ ''حضرت حسنؓ کی نیت نیک ہے، میں سادہ کاغذ پر دستخط کر کے اور مہر لگا کر دیتا ہوں جو شرطیں وہ چاہیں لکھ لیں، مجھے منظور ہیں۔''

مصالحت:۔ عبداللہ بن عامر نے حضرت حسنؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر جب تمام شرطیں بیان کیں اور سادہ کاغذ جس پر امیر معاویہؓ کے دستخط تھے اور ان کی مہر لگی ہوئی تھی پیش کیا تو حضرت امام حسنؓ پر بڑا اثر ہوا، آپؓ نے خلافت کے متعلق فرمایا۔ ''اگر مجھے خلافت کی خواہش ہوتی تو اس وقت جبکہ میرے ساتھ چالیس ہزار لشکر ہے میں خلافت کیوں چھوڑتا پانچ لاکھ درم سالانہ کے متعلق فرمایا۔ ''میں اس قدر دولت کیا کروں گا۔'' آپ نے صلح نامہ ان الفاظ میں لکھایا۔

''یہ صلح نامہ حسنؓ بن علی مرتضیٰؓ اور معاویہؓ بن ابی سفیان کے درمیان لکھا جاتا ہے، ہم دونوں ذیل کی باتوں پر متفق ہو گئے ہیں، ان کے پابند رہیں گے۔ 1۔ امر خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان کے سپرد کیا گیا ہے۔ 2۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد مسلمان جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ 3۔ معاویہؓ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کریں گے۔ 4۔ معاویہؓ کسی کے جان و مال کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ 5۔ حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے دوسرے متعلقین اور ان کے طرفداروں کو امیر معاویہؓ کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے نہ ان سے کوئی تعرض کریں گے، وہ جس شہر اور جس بستی میں چاہیں گے رہیں گے، ان کی مرضی کے خلاف انہیں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ 6۔ صوبہ اہواز کا خراج حسنؓ کو ہر سال معاویہؓ بھیجتے رہیں گے۔ 7۔ کوفہ کے بیت المال میں جو روپیہ ہے اس کے صرف کرنے کا امام حسنؓ کو اختیار ہو گا۔ 8۔ امیر معاویہؓ بنی ہاشم کا احترام کریں گے اور انہیں انعام و عطیہ میں دوسروں پر مقدم رکھیں گے۔''

یہ صلح نامہ 41ھ میں لکھا گیا، امیر معاویہؓ کے پاس جب یہ صلح نامہ پہنچا تو وہ خوش ہوئے اور کوفہ کی طرف چلے۔ حضرت حسنؓ بھی کوفہ پہنچ گئے اور انہوں نے امیر معاویہؓ

Marfat.com

کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

کوفہ اور خارجیوں سے بیزاری:۔ حضرت امام حسنؓ کو کوفیوں اور خارجیوں نے اس قدر تنگ کیا کہ وہ کوفہ سے مدینہ منورہ میں چلے آئے اور وہاں امن اور اطمینان سے رہنے لگے۔

حضرت حسنؓ کی شہادت:۔ حضرت حسنؓ مدینہ میں رہتے تھے کہ کسی شقی نے انہیں 51ھ میں زہر دیدیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی بیوی جعدہؓ بنت اشعث نے آپ کو زہر دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ امیر معاویہؓ نے زہر دلایا۔ بعض کہتے ہیں کہ خارجیوں نے یہ حرکت کی، پہلی دو کے متعلق شاید کوئی جاہل فسانہ نگار اپنے افسانہ کو غلط طور پر مکمل کرنے کے لیے باور کرلے ورنہ ان میں کوئی واقعیت نظر نہیں آتی، جعدہؓ یا امیر معاویہؓ کیوں زہر دیتے یا دلاتے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ خارجیوں میں سے کسی نے زہر دیا۔ خود حضرت حسنؓ کو معلوم نہیں تھا کہ زہر کس نے دیا ہے چنانچہ جب حضرت حسینؓ نے آپؓ سے دریافت کیا کہ ''زہر کس نے دیا ہے؟'' تو آپؓ نے فرمایا۔ ''اگر اسی نے زہر دیا ہے جس پر مجھے شبہ ہے تو خدا اسے سزا دیگا اور اگر اس نے نہیں دیا تو میں کسی پر کیوں جھوٹا الزام لگاؤں۔'' آپؓ اڑتالیس سال کے سن میں شہید ہوگئے، آپؓ صرف چھ مہینے خلیفہ رہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت امام حسینؓ

نام ونسب :۔ آپ کا نام حسینؓ تھا، کنیت ابوعبداللہ اور لقب زکی اور شہید تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے بطن سے تھے، آپ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؓ سے بڑی محبت تھی۔

شرف خصوصی :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسینؓ سے بڑی محبت تھی۔ ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حضرت امام حسینؓ آ گئے، اس وقت آپؓ بہت چھوٹے تھے۔ نازک پیر چلنے میں لڑکھڑا رہے تھے، حضور ﷺ کو خوف ہوا کہ کہیں آپ گر نہ جائیں۔ آپؐ نے خطبہ بند کیا اور لپک کر آپؓ کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبویؐ میں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت حسینؓ بھی آ گئے، جب حضور ﷺ سجدہ میں گئے تو حضرت حسینؓ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے سجدہ سے سر نہ اٹھایا کہ کہیں آپؓ گر نہ پڑیں، یہاں تک کہ حضرت حسینؓ خود ہی پشت مبارک سے اتر آئے۔ تب حضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''خدا اسے دوست رکھتا ہے جو حسینؓ کا دوست ہے۔''

امیر معاویہؓ کی وصیت :۔ امیر معاویہؓ بھی حضرت امام حسینؓ کی بڑی عزت وعظمت کرتے تھے، انہوں نے اپنی مدت خلافت میں حضرت حسینؓ کا خیال خاص طور پر کیا، حضرت امام حسینؓ ان سے خوش رہے، جب امیر معاویہؓ کا آخری

Marfat.com

وقت آیا تو انہوں نے یزید کو بلا کر یہ وصیت کی کہ:۔
''حسینؓ بن علی مرتضیٰؓ کو اہل عراق تیرے مقابلہ میں ضرور لائیں گے اگر تو ان پر فتح پائے تو انہیں ہرگز قتل نہ کرنا۔ وہ اپنے باپ علی مرتضیٰ کی طرح سیدھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسہ ہیں۔ انہیں قتل کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کرنا۔''

حضرت امام حسینؓ کا نکاح:۔ جب مسلمانوں نے فارس کے مشہور شہر حلوان پر یورش کی تو ایرانیوں پر ہراس طاری ہو گیا۔ حلوان میں شاہ ایران یزدجرد موجود تھا، وہ بڑی بدحواسی سے رے کی طرف بھاگ گیا۔ جلدی میں اپنی بیوی کو تو اپنے ساتھ لے جاسکا لیکن اپنی بیٹی شاہران کو نہ لے جاسکا۔ وہ ایک مرزبان ساقر بن ہرمز کو حکم دے گیا کہ وہ شاہزادی شاہران کو لیکر رے میں آ جائے۔ ساقر شاہران کو لیکر چلا، راستہ میں مسلمانوں سے مقابلہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے ایرانیوں کو شکست دی۔ شاہزادی شاہران کو معہ اس کی سہیلیوں اور کنیزوں کے گرفتار کر کے مدینہ منورہ حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوئم کی خدمت میں بھیج دیا۔

شاہران نہایت خوبصورت تھی، جب وہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوئی تو فاروق اعظمؓ نے اس کے زیورات جو وہ پہنے تھی اتارنے کا حکم دیا۔ وہ بیش قیمت زیورات پہنے تھی، بڑی بھاری قیمت کے تھے، جب اس کے زیورات اتارنے کے لیے عرب بڑھے تو اسے جوش آ گیا۔ آخر شاہزادی تھی، اس نے کہا۔ ''خبردار! کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے، میں بنت کسریٰ ہوں۔''

شاہران دزدیدہ نظروں سے حضرت حسینؓ کو دیکھ لیتی تھی، حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے اسے یعنی شاہزادی شاہران کو مع ان تمام زیورات کے جو وہ پہنے تھی۔ حضرت حسینؓ کو دیدیا۔ شاہران مسلمان ہو گئی اور اس کا عقد حضرت حسینؓ سے کر دیا گیا۔ شاہران، شہر بانو کے نام سے مشہور ہوئیں۔

بہادری:۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں جب افریقہ پر چڑھائی ہوئی تو حضرت امام حسینؓ بھی جہاد کرنے کے لیے اس لشکر میں شامل ہو گئے جو افریقہ پر حملہ آور ہوا، آپؓ اس ملک میں ہر لڑائی میں بڑی بہادری سے لڑے۔ آپؓ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ کے بہادر بیٹے اور صاحب سیف ہیں۔

Marfat.com

جب حضرت عثمان غنیؓ پر بلوائیوں نے یورش کی اور آپؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علیؓ نے آپ کو یعنی حضرت امام حسینؓ کو اور حضرت حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ ان دونوں بہادروں کی وجہ سے بلوائیوں کو حضرت عثمانؓ کے مکان کے پاس تک آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

یزید کی بیعت سے تردد:۔ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ تمام مسلمانوں سے اس کی خلافت کے لیے بیعت لیں۔ اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ گورنر تھے۔ یزید نے حکم بھیجا تھا کہ عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور حسینؓ بن علیؓ سے خاص طور پر بیعت لو۔ ان میں سے اگر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کچھ حجت کریں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو، لیکن عبداللہ بن زبیرؓ اور حسینؓ بن علیؓ سے ضرور بیعت لو۔

یزید کے اطوار اچھے نہیں تھے، حقیقت یہ ہے کہ وہ خلافت کے لائق نہ تھا۔ ولید بن عتبہ گورنر مدینہ نے حضرت حسینؓ کو بلا کر امیر معاویہؓ کی وفات اور یزید کے خلیفہ ہونے کی اطلاع دی۔ حضرت حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی وفات پر اظہار افسوس کر کے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ جب ولید نے ان سے یزید کی بیعت کے لیے کہا تو انہوں نے فرمایا۔ ''ابھی جلدی نہ کیجئے پہلے اور لوگوں سے بیعت لے لیجیے۔'' آپؓ وہاں سے چلے آئے۔ اس وقت ولید کے پاس مروان بن الحکم بھی تھا، وہی مروان جس نے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں فتنہ اٹھایا تھا، اس نے ولید سے کہا۔ ''کیا غضب کرتے ہو، تم حسینؓ کو جانے مت دو یا تو ابھی ان سے بیعت لو یا انہیں قتل کر ڈالو۔'' ولید نے کہا۔ ''مروان! میں جانتا ہوں حسینؓ بیعت نہ کریں گے۔ اگر تمام دنیا کی دولت اور سارے زمانہ کی حکومت بھی مجھے مل جائے میں تب بھی امام حسینؓ کو شہید کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کروں گا، کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے جگر گوشہ ہیں۔''

مکہ کو روانگی:۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیر ایک رات کو چھپ کر مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ حضرت حسینؓ اس فکر میں ہوئے کہ کہاں جائیں۔ اتفاقاً آپ کے بھائی

Marfat.com

محمد بن الحنفیہ آپ کے پاس آئے اور کہا، اگر تم یزید کی بیعت کرنا نہیں چاہتے تو کسی ایسے شہر میں چلے جاؤ جہاں امن سے رہ سکو، مجھے خوف ہے کہ کہیں تم کسی ایسے شہر میں نہ چلے جاؤ، جہاں کے لوگ تمہیں دھوکہ دیں جس سے بدی کی ابتدا تم سے ہی ہو۔''

حضرت حسینؓ نے کہا۔''میں یزید کی بیعت ہرگز نہیں کرسکتا لیکن جاؤں کہاں؟'' محمد بن الحنفیہ نے کہا۔''مکہ چلے جاؤ۔'' حضرت حسینؓ نے اسی وقت سے مکہ جانے کی تیاری شروع کر دی، حضرت عمرؓ بن عبداللہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت حسینؓ کے پاس آ کر کہا۔''مسلمانوں کی جماعت کو متفرق کر کے نہ جاؤ۔'' حضرت حسینؓ نے کوئی جواب نہ دیا اور رات کو معہ اہل و عیال کے وہاں سے مکہ روانہ ہو گئے، صبح کو جب آپ کی روانگی کا حال ولید کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا۔''حسینؓ چلے گئے، جانے دو، میں ان کا تعاقب نہ کروں گا، کہیں وہ مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہو جائیں۔''

کوفیوں کی خط و کتابت:۔

حضرت حسینؓ مکہ میں پہنچ گئے، آپؓ کے مکہ میں پہنچنے کے چند ہی روز بعد وہاں کی حکومت میں رد و بدل ہو گیا۔ ہوا یہ کہ عبداللہ بن زبیر مکہ میں آ گئے تھے، اہل مکہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور یزید کی طرف سے وہاں جو گورنر حارث بن حر تھا، اسے گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن عبداللہ بن زبیر نے نہ حضرت حسینؓ سے بیعت کے لیے کہا، نہ حضرت حسینؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ گوشہ نشین ہو گئے۔

کوفہ میں دونوں گروہ شیعان علیؓ اور شیعان معاویہؓ موجود تھے لیکن اکثریت شیعان علیؓ کی تھی، جب وہاں امیر معاویہؓ کی خبر پہنچی تو شیعان معاویہؓ نے کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی، لیکن شیعان علیؓ نے بیعت نہیں کی، نعمان بن بشیر بہت نیک دل تھے۔ انہوں نے بھی شیعان علیؓ کو بیعت کے لیے مجبور نہیں کیا۔

شیعان علیؓ میں سلیمان بن حرد، حسیب بن محمد، رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر بڑے با اثر اور ذی عزت لوگ تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسینؓ کو خط لکھا۔ ان سے درخواست کی کہ وہ کوفہ میں آ جائیں، ایک لاکھ آدمی ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ اس خط کے بعد ایک اور خط آیا۔ اس میں ڈیڑھ سو آدمیوں کے دستخط تھے، اس کے بعد خطوں کا تانتا لگ گیا، یہاں تک کہ ڈیڑھ سو خطوط حضرت حسینؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی مسلمؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ انہیں ہدایت کی کہ کوفیوں

Marfat.com

کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر اطلاع دیں۔ حضرت مسلمؓ مکہ سے مدینہ آئے اور وہاں سے دو راہبر ساتھ لے کر کوفہ کی طرف چلے۔ اثنائے راہ میں دونوں راہبر پیاس کی تشنگی سے ہلاک ہو گئے۔ حضرت مسلمؓ بڑی تکلیفیں اٹھا کر چشمہ آب پر پہنچے۔ انہوں نے وہاں سے حضرت امام حسینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس میں راستہ کی تکلیفوں اور راہبروں کے مرنے کے حالات لکھ کر درخواست کی کہ میں ان باتوں کو بد فالی سمجھتا ہوں، مجھے آپ معاف فرمائیں اور کسی اور کو کوفہ بھیجیں۔''

حضرت حسینؓ نے انہیں جواب میں لکھا کہ ''بزدلی نہ کرو، تمہیں ہی کوفہ جانا ہوگا۔'' مجبوراً حضرت مسلمؓ روانہ ہوئے اور پہلی ذی الحجہ 60ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے، مختار بن عبیدہ کے مکان پر جا کر اترے۔ شیعان علیؓ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے، اگلے روز صبح ہی سے وہ جوق در جوق مسلمؓ کے پاس آنے اور بیعت ہونے لگے۔ ایک ہی دن میں بارہ ہزار شیعوں نے بیعت کی۔ حضرت مسلمؓ نے حضرت حسینؓ کو ان حالات سے اطلاع دی۔ خط میں یہ بھی لکھا کہ سلیمان بن حرد، حسیب بن محمد، رفاعہ بن شداد، عروہ بن ہانی اور حبیب بن مظاہر جیسے معزز اور باثر لوگوں نے بھی بیعت کر لی ہے، آپؓ فوراً آ جائیے۔ کوفیوں کو آپ کے آنے کا بڑا اشتیاق ہے، لاکھوں آدمی آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔

شیعان معاویہؓ کو بھی حضرت مسلمؓ کے آنے اور شیعان علیؓ کے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حال معلوم ہو گیا۔ ان میں سے عمرو بن سعد بن ابی وقاص اور عمارہ بن الولید نے یزید کو اطلاع دی کہ مسلمؓ کوفہ میں آ گئے ہیں اور شیعوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ عنقریب حسینؓ یہاں آنے والے ہیں، نعمان بن بشیر یہاں کے گورنر بہت نرم دل واقعہ ہوئے ہیں۔ یہاں کا حاکم کسی ایسے شخص کو مقرر کرو جو سخت گیر ہو، ورنہ یہ صوبہ باغی ہو جائیگا۔

جب یزید کے پاس یہ درخواست پہنچی تو اپنے باپ معاویہؓ کے سیکرٹری سرجون سے جو ایک عیسائی تھا، مشورہ کیا۔ سرجون نے رائے دی کہ عبیداللہ بن زیاد کو جو بصرہ کا گورنر ہے کوفہ کی حکومت بھی دیدو۔ وہ بڑا سخت گیر آدمی ہے، کوفہ کو جا کر سنبھال لے گا چنانچہ یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو حکم بھیجا کہ کوفی فتنہ و فساد پر آمادہ ہیں۔ مسلمؓ وہاں پہنچ گئے ہیں اور حضرت حسینؓ کے لیے بیعت لے رہے ہیں، تمہیں کوفہ کی گورنری بھی دی جاتی ہے، تم وہاں جا کر سرکشوں کو سیدھا کرو، مسلمؓ کو نکال دو یا قتل کر ڈالو۔''

Marfat.com

عبیداللہ بن زیاد کے پاس جب یہ فرمان پہنچا تو اس نے بصرہ میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا نائب مقرر کیا اور کچھ فوج ساتھ لے کر کوفہ روانہ ہوا، مقام قادسیہ میں پہنچ کر رکابی فوج کو پیچھے آنے کا حکم دیا اور خود حجازیوں جیسا بھیس بدل کر اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام کو ساتھ لے کر اونٹ پر سوار ہو کر تیزی سے کوفہ کی جانب چلا۔

ابن زیاد کی کوفہ میں آمد:۔ شیعان علیؓ کے پاس حضرت حسینؓ کے آنے کی اطلاع آ گئی تھی، وہ ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ شیعان علیؓ کا زور اس قدر بڑھ گیا تھا کہ نعمانؓ ان سے ڈر کر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے مکان پر پہرہ قائم کر کے یہ حکم دے دیا تھا کہ بغیر ان کی اجازت کے کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔

عبیدہ بن زیاد کوفہ میں اس دروازہ سے داخل ہوا جس سے اہل حجاز آیا کرتے تھے، اسے دیکھتے ہی شیعوں نے یہ سمجھا کہ حضرت حسینؓ آ گئے۔ لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے جلو میں شامل ہونے لگے۔ گروہ کے گروہ آتے اور ''السلام علیک یا ابن رسول اللہ'' اور ''مرحبا یا ابن رسول اللہ'' کہہ کر ساتھ ہو لیتے۔ ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہمرکاب ہو گیا۔ ابن زیاد نعمانؓ کے دیوان خانہ پر جا کر رکا۔ نعمانؓ بھی یہی سمجھے کہ حضرت حسینؓ تشریف لے آئے۔ انہوں نے دیوان خانہ کی چھت پر آ کر کہا۔ ''یا ابن رسول اللہؐ آپ واپس چلے جائیے، فتنہ برپا نہ کیجئے۔''

نعمانؓ کے مشیروں نے کہا۔ ''رسول اللہؐ کے نواسہ سے اس قدر بے مروتی نہ کیجئے، وہ مہمان ہیں۔'' نعمان نے کہا۔ ''یہ کوفی بڑے ہی مکار، ابن الوقت اور دغاباز ہیں، آج یہ حضرت امام حسینؓ کی محبت کا دم بھر رہے ہیں، کل کو انہیں دغا دیں گے، مجھے یہ گوارا نہیں کہ امام حسینؓ میری موجودگی میں شہید ہوں۔''

عبیداللہ نے بلند آواز سے کہا۔ ''دروازہ کھولو۔'' نعمان چونک پڑے۔ انہوں نے کہا۔ ''خدا خیر کرے۔ یہ آواز تو ابن زیاد کی ہے۔'' ابن زیاد ایسا سخت گیر اور سفاک تھا کہ اس کا نام سنتے ہی شیعوں کے حواس جاتے رہے یا تو اسے گھیرے کھڑے تھے یا ایک دم چڑیوں کی طرح اڑ گئے، عبیداللہ دارالامارت میں داخل ہوا اس نے اگلے روز لوگوں کو جمع کر کے کہا۔

''لوگو! تم خوب جانتے ہو میرا نام عبیداللہ ہے، میں زیاد کا بیٹا ہوں، میں مجرم کو کبھی

Marfat.com

معاف نہیں کرتا۔ یزید نے مجھے یہاں کا حاکم مقرر کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حسینؓ کے لیے مسلمؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ کوفہ میں خون کی ندیاں بہیں، تمہیں اس شرط پر معاف کردوں گا کہ تم مسلمؓ کی بیعت فسخ کر کے یزید کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ مسلمؓ کو میرے حوالہ کردو۔''

اس تقریر کے سنتے ہی شیعوں کا سارا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ حضرت مسلم نے بھی ابن زیاد کے آنے کی خبر سنی۔ وہ مختار کے گھر سے نکل کر ہانی کے مکان پر پناہ لینے آئے۔ ہانی کو ناگوار تو بہت ہوا، لیکن اس نے پناہ دی۔ ابن زیاد نے ایک آزاد کردہ غلام معقل کو حضرت مسلمؓ کی سراغ رسی پر مامور کیا، اس نے آکر بتایا کہ حضرت مسلمؓ ہانی کے مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر مطالبہ کیا کہ وہ مسلمؓ کو اس کے حوالہ کردے۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اسے اتنا پٹوایا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے اسے قید کردیا، لیکن شہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ابن زیاد نے ہانی کو قتل کردیا۔ عمرو بن الحجاج جو کوفہ کا ایک سربرآوردہ شخص تھا یہ سن کر جوش میں آگیا اور اس نے قبیلہ مذحج کو لے کر دارالامارت پر چڑھائی کردی اور پکارا کہ ''میں ہانی کا قصاص لینے آیا ہوں۔''

ابن زیاد نے جب لوگوں کا جم غفیر دیکھا تو گھبرا گیا۔ اس نے قاضی شریح سے کہا کہ تم لوگوں کو اطمینان دلاؤ کہ ہانی زندہ ہے۔ قاضی شریح نے لوگوں کو یقین دلا دیا سب لوگ واپس لوٹ گئے، ہانی کے مارے جانے کی خبر حضرت مسلمؓ نے بھی سن لی۔ اٹھارہ ہزار کوفی ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے، وہ جوش میں آکر ہانی کے مکان سے باہر نکل آئے اور یا منصور امتہ کا نعرہ لگایا، اسی وقت چار ہزار محبان اہل بیت ان کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت مسلمؓ نے ان سب لوگوں کو بھی بلایا جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے یہ اقرار کیا تھا کہ حضرت حسینؓ کے آنے پر جنگ کریں گے، ابھی وہ نہیں آئے، ان کے آنے تک صبر کرو، غرض اور لوگ نہ آئے مگر حضرت مسلمؓ ظاہر ہو چکے تھے، اب ان کا چھپنا محال تھا، اس لیے وہ ان چار ہزار لوگوں کو لیکر ہی دارالامارت کی طرف چلے۔ راستہ میں کچھ تماشائی بھی شامل ہوگئے۔ انہوں نے دارالامارت کا محاصرہ کرلیا۔

کوفیوں کی دغا بازی:۔ عبیداللہ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر ڈر گیا۔ اس

Marfat.com

نے دارالامارت کا دروازہ بند کرا لیا، اس وقت اس کے پاس تیس آدمی پولیس کے اور بیس شرفاء کوفہ بیٹھے تھے، باہر ہلڑ مچا ہوا تھا۔ لوگ عبیداللہ اور اس کے باپ زیاد کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبیداللہ نے رؤسائے کوفہ سے کہا کہ قصر کی چھت پر چڑھ کر اعلان کر دو کہ جو شخص مسلمؓ کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائیگا۔ اسے امان دی جائے گی اور جو ان کا ساتھ دیگا اسے قتل کر کے اس کا گھر جلا دیا جائے گا۔''

رئیسوں نے چھت پر آ کر یہ اعلان کر دیا لوگوں نے جونہی اس اعلان کو سنا دس بیس بیس کی ٹولیوں میں بھاگنے لگے جو لوگ باقی رہ گئے، انہیں ان کے باپ، بھائی، بیٹے، بہنیں، مائیں اور بیویاں ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے گئے، یہاں تک کہ حضرت مسلمؓ کے ساتھ مسجد میں صرف تیس آدمی رہ گئے، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت مسلمؓ بھی بھاگے۔

حضرت مسلمؓ کی شہادت:۔ حضرت مسلمؓ بھاگے جا رہے تھے، انہیں پیاس معلوم ہوئی۔ طوعہ نام عورت کے مکان پر پہنچ کر پانی پیا اور اس سے کہا۔ ''میں مسلمؓ ہوں، کوفہ والوں نے مجھے دھوکہ دیا، کیا تم پناہ دے سکتی ہو۔''

طوعہ محبّ اہل بیعت سے تھی۔ اس نے انہیں مکان کے دوسرے احاطہ میں ٹھہرا دیا۔ اس عورت کا ایک لڑکا تھا۔ اس کا نام بلال تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آیا، اس نے اپنی ماں کو دوسرے احاطہ میں جاتے دیکھ کر اس سے سبب پوچھا۔ نیک دل عورت نے اخفائے راز کا عہد لیکر مسلمؓ کو پناہ لینے کا حال ظاہر کیا، بلال خاموش ہو گیا۔

ابن زیاد نے منادی کرائی کہ جو شخص مسلمؓ کو گرفتار کر کے لائے گا یا ان کا پتہ بتائے گا، اسے انعام دیا جائے گا۔ بلال نے ابن زیاد سے جا کر کہہ دیا کہ مسلم اس کے گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو ستر آدمی دیکر مسلمؓ کو گرفتار کرانے کے لیے بھیجا، جب ان لوگوں نے طوعہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت مسلمؓ دلیرانہ باہر نکل آئے۔ انہوں نے جنگ شروع کر دی، بکیر بن حمران احمری نے آپؓ پر تلوار چلائی، جس کے صدمہ سے آپ کا اوپر کا ہونٹ کٹ گیا اور دو دانت ٹوٹ گئے، آپؓ نے جوش میں آ کر بکیر پر حملہ کیا وہ اوندھے منہ گرا، اس کے بعد حضرت مسلمؓ نے کئی آدمیوں کو مار ڈالا، محمد بن اشعث نے چلا کر کہا۔ ''مسلمؓ تم مت لڑو، میں تمہیں امان دیتا ہوں۔''

حضرت مسلمؓ نے جنگ بند کر دی۔ محمد بن اشعث انہیں ساتھ لیکر ابن زیاد کے روبرو

Marfat.com

آیا۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم دیدیا۔ محمد بن اشعث نے کہا۔ ''میں مسلمؓ کو پناہ دے چکا ہوں۔'' عبیداللہ بن زیاد نے بگڑ کر کہا۔ ''تو کیا اور تیری پناہ کیا۔'' محمد بن اشعث دم بخود ہو کر چپ ہو گیا۔ حضرت مسلمؓ نے ابن اشعث سے کہا۔ ''میں نے تمہاری مجبوری دیکھ لی، تم یہ احسان کرنا کہ میرے قتل کے بعد حضرت امام حسینؓ کو میرے قتل کی اطلاع بھیج دینا اور لکھ دینا کہ کوفیوں پر بالکل بھروسہ نہ کریں۔ یہ بڑے ہی بزدل، مکار اور دغا باز ہیں۔ انہوں نے تمہارے باپ حضرت علیؓ کو دھوکہ دیا، تمہارے بھائی حضرت حسنؓ کو فریب دیا اور مجھ سے بھی بے وفائی کی، یہ بے وفا اور بد عہد ہیں۔ محبان اہل بیت کہلاتے ہیں لیکن خدا کی قسم اہل بیت کے دشمن ہیں، ان کے کہنے میں نہ آئیں۔ واپس مکہ لوٹ جائیں۔''

محمد بن اشعث نے اقرار کیا۔ اس نے اس اقرار کو پورا بھی کیا۔ یہ تمام حالات لکھ کر حضرت حسینؓ کے پاس بھیج دیئے۔ ابن زیاد نے حضرت مسلمؓ کے قتل کا حکم دیا۔ بکیر بن حمران نے انہیں قصر کی چھت پر لے جا کر شہید کیا اور لاش نیچے زمین پر پھینک دی۔ محمد بن اشعث نے ہانی کی سفارش کی، لیکن عبید اللہ نہ مانا، اس نے ہانی کو سر بازار پھانسی دینے کا حکم دیا، چنانچہ ابن زیاد کے ایک ترکی غلام نے ہانی کو بازار میں لے جا کر پھانسی دے دی۔ اس سے کئی اور بھی ڈر گئے۔ عبید اللہ نے حضرت مسلمؓ اور ہانی دونوں کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے۔

کوفہ کا قصد:۔ حضرت امام حسینؓ نے کوفہ روانہ ہونے کی تیاریاں شروع کیں۔ آپؓ کے پاس حضرت مسلمؓ کا وہ خط آ چکا تھا جس میں ایک دن میں بارہ ہزار کوفیوں کے بیعت کرنے کا ذکر تھا۔ جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آپؓ کوفہ جانے کی تیاری کر رہے ہیں تو معزز اور مقتدر لوگ سمجھانے لگے، سب سے پہلے عمروؓ بن عبدالرحمن نے آپؓ کو اس ارادہ سے باز رہنے کی درخواست کی، اس کے بعد عبداللہ بن عباس آئے اور کہا۔ ''آپؓ کوفہ کے شیعان علیؓ کا بالکل اعتبار نہ کریں۔ وہ دوستی کے پردہ میں دشمنی کرتے رہے ہیں۔'' حضرت حسینؓ نے کہا۔ ''اس مرتبہ وہ ایسا نہ کریں گے۔'' عبداللہ بن زبیر نے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ''آپؓ کوفہ نہ جائیں، نہ کوفیوں کا اعتبار کریں۔ اگر آپؓ کو خلافت کی خواہش ہے تو ہاتھ بڑھائیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔''

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ کے حاکم ہو گئے تھے، اگر حضرت حسینؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تو مکہ کے حاکم ہو جاتے ہیں لیکن قضا و قدر تو کچھ اور چاہتے تھے، آپؓ نے فرمایا۔ ''نہیں مجھے کوفہ ہی جانے دو۔''

حضرت عبداللہؓ بن عمر نے عرض کیا، آپؓ امارت حاصل کرنے کے لیے کوفہ نہ جائیں۔ کوفی ضرور آپؓ کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہ نہایت مکار اور بڑے دغا باز ہیں۔ آپؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی وصیت یاد کریں، انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے خاندان میں نبوت اور امارت یکجا نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی تھی، آپؓ بھی دنیا طلب نہ کریں۔'' حضرت عبداللہؓ بن عمر یہ کہہ کر رو پڑے۔ حضرت امام حسینؓ بھی آبدیدہ ہو گئے۔ لیکن کوفہ جانے کا قصد ملتوی نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مشیت ایزدی ہی یہ تھی کہ آپ کوفہ جائیں اور شہید ہوں۔

حضرت حسینؓ کی روانگی:۔ حضرت امام حسینؓ 3 ذی الحجہ 60 کو معہ اپنے اہل عیال کے کوفہ کی جانب چلے۔ اسی تاریخ کو یعنی 3 ذی الحجہ 60ھ کو مسلمؓ بن عقیل کوفہ میں شہید کیے گئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس روانگی کے وقت بھی آپؓ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ ''یا اخی! اگر آپؓ کوفہ جانا ہی چاہتے ہیں تو تنہا چلے جائیں، اپنے اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپؓ بھی حضرت عثمان غنیؓ کی طرح اپنے زن و فرزند کے سامنے شہید ہوں۔'' آپؓ نے فرمایا۔ ''اطمینان رکھو۔ ایسی بات نہ ہو گی۔ چنانچہ آپؓ رخصت ہوئے، لوگوں کو آپؓ کے جانے کا بڑا ہی رنج و ملال ہوا۔

جب حضرت امام حسینؓ مقام صفاح میں پہنچے تو عرب کے مشہور شاعر فرزوقؒ سے ملاقات ہوئی۔ وہ کوفہ سے آ رہے تھے، آپؓ نے ان سے کوفیوں کے متعلق دریافت کیا۔ ان کے کوفہ سے روانگی کے وقت تک عبید اللہ بن زیاد وہاں نہیں پہنچا تھا۔ انہوں نے کہا آپ کوفہ نہ جائیں کوفیوں کے دل تو آپؓ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں، قضا آسمان سے اتر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' حضرت حسینؓ نے کہا۔ ''تم نے سچ کہا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

اسی مقام صفاح پر عبداللہؓ بن جعفرؓ طیار کا خط لیکر ان کے بیٹے عونؓ اور محمدؓ آئے۔ خط میں لکھا تھا۔ ''پیارے بھائی تم خط دیکھتے ہی واپس لوٹ آؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ تم

Marfat.com

ضرور قتل کیے جاؤ گے اور تمہارے اہل وعیال نیست و نابود ہو جائیں گے، اگر تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی جاتی رہے گی۔'' آپؓ نے اس خط کا بھی کوئی خیال نہ کیا اور عونؓ اور محمدؓ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

آپؓ صفاح سے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ مدینہ والوں کا قاصد آیا۔ اہل مدینہ نے لکھا تھا کہ '' آپ کوفہ نہ جائیں، مدینہ آ جائیں، ہم سب آپؓ کے ساتھ ہیں۔'' لیکن حضرت حسینؓ نے واپس ہونے سے انکار کر دیا، جب حضرت حسینؓ مقام حاجر سے آگے بڑھ کر ایک چشمہ پر پہنچے تو عبداللہ بن مطیع ملے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ ''یا ابن رسول اللہ کہاں کا قصد ہے؟'' آپؓ نے فرمایا۔ ''کوفہ کا۔'' اس کے بعد آپؓ نے کوفیوں کے وہ ڈیڑھ سو خطوط دکھائے جو انہوں نے آپؓ بلانے کے متعلق لکھے تھے، عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ '' آپؓ ہرگز کوفہ نہ جائیں وہ بڑے مکار اور وعدہ خلاف ہیں۔'' لیکن آپؓ نے کچھ خیال نہ کیا۔

لشکر اعداء :۔ یزید کو حضرت امام حسینؓ کے مکہ سے روانہ ہونے کی اطلاع پہنچ گئی۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا کہ ''حسینؓ کوفہ پہنچنے والے ہیں، انہیں راستہ ہی میں روکو۔'' ابن زیاد نے حصین بن نمیر کو جو کوفہ کی پولیس کا افسر تھا، کچھ فوج دیکر حضرت حسینؓ کو روکنے کے لیے بھیجا۔ حصین بن نمیر نے قادسیہ میں پہنچ کر فوجوں کو اس طرح پھیلا دیا کہ حضرت حسینؓ اس کے لشکر سے بچ کر کوفہ نہ جا سکیں۔

حسینی قاصدوں کی شہادت :۔ حضرت حسینؓ نے مقام حاجر سے کوفیوں کے نام خط لکھ کر قیسؓ بن مسہر صیدادی کے ہاتھ روانہ کیا۔ جب قیسؓ قادسیہ میں پہنچے تو حصین بن نمیر نے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ سفاک ابن زیاد نے انہیں قصر امارت کی چھت سے نیچے گرا دیا، وہ شہید ہو گئے۔

مقام حاجر سے کچھ آگے بڑھ کر حضرت حسینؓ نے کوفیوں کے نام ایک اور خط لکھا اور اپنے رضاعی بھائی عبداللہؓ بن بقطر کو دیکر روانہ کیا۔ حصین بن نمیر نے انہیں بھی گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور سنگ دل ابن زیاد نے انہیں بھی قصر امارت کی چھت سے گرا کر مار ڈالا۔

Marfat.com

حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر:۔ حضرت امام حسینؓ جب مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر ملی، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعان علیؓ نے بے وفائی کی۔ کوفہ میں ایک شخص بھی حضرت حسینؓ کا حامی نہیں رہا۔ آپؓ نے اس خبر وحشت اثر کو سن کر واپسی کا قصد کیا لیکن آپؓ کے ساتھ حضرت مسلمؓ کے بیٹے بھی تھے۔ انہوں نے کہا۔ ''ہمارے باپ شہید ہو گئے، اب لطف زندگی کیا رہا، ہم اپنے باپ کا قصاص لیں گے۔'' حضرت امام حسینؓ مجبور ہو کر آگے بڑھے، جب مقام زبار میں پہنچے تو اپنے رضاعی بھائی عبداللہؓ بن بقطر کے مارے جانے کی خبر آئی، آپؓ کو بڑا صدمہ ہوا۔ آپؓ نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''صاحبو! واقعات کا رخ پلٹ گیا ہے جو شخص واپس جانا چاہتا ہے خوشی سے لوٹ جائے۔

اس وقت آپؓ کے قافلہ میں کئی سو آدمی تھے، جو راستہ میں شامل ہوتے رہے تھے چونکہ یہ لوگ لڑائی کے ارادہ سے نہ آئے تھے، اس لیے واپس لوٹ گئے اور آپؓ کے ساتھ آپؓ کے خاندان والے اور وہ لوگ جو مکہ سے آئے تھے رہ گئے ان کی تعداد بہتر یا اسی بیان کی جاتی ہے۔

فوجوں کی آمد:۔ حضرت امام حسینؓ کے آنے کی اطلاع عبید اللہ بن زیاد کو بھی ہو گئی، اس نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کو (یہ عمرو، حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران کا بیٹا تھا، حضرت سعدؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں تھے، اس طرح عمرو حضرت حسینؓ کا قریبی رشتہ دار تھا) رے کا گورنر مقرر کر کے چار ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ عمرو لالچ میں آکر اپنے عزیزوں کا خون بہانے پر تیار ہو گیا۔ ادھر ابن زیاد نے حصین بن نمیر کو لکھا کہ حسینؓ قادسیہ کے قریب پہنچ گئے ہیں، کسی افسر کو کچھ فوج دیکر بھیجو تاکہ وہ انہیں وہیں روک دے۔

حسین بن نمیر نے حر بن یزید تمیمی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کی تلاش میں روانہ کیا۔ حضرت حسینؓ مقام شرف میں پہنچے تھے کہ حر بن یزید تمیمی کا سامنا ہو گیا، حضرت حسینؓ نے دریافت کیا، کس ارادہ سے آئے ہو؟'' حر نے جواب دیا۔ ''ابن زیاد کے پاس لے جانے کے لیے۔''

حضرت حسینؓ نے حر کے سواروں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے محبان اہل بیت اے شیعان علیؓ! تمہیں یہ بات خوب معلوم ہے کہ میں از خود نہیں آیا، مجھے تم نے بلایا ہے،

Marfat.com

اب اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر میں چلوں اور اگر تم مجھ سے نفرت کرنے لگے ہو تو اجازت دو کہ میں جس شہر سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔" اگرچہ اس لشکر میں کئی ایسے آدمی موجود تھے جنہوں نے خطوط بھیجے تھے، مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا، حر نے کہا۔ "مجھے معلوم نہیں کس نے آپؓ کو بلایا ہے، میں آپؓ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا۔" حضرت امام حسینؓ نے کہا۔ "اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔" آپؓ نے کوشش کی کہ اپنے ہمراہیوں اور زن و فرزند کو وہاں سے بھیج دیں لیکن حر نے مزاحمت کی اور کسی کو نہ جانے دیا، لیکن جنگ کی بھی کوشش نہیں کی، حکمت عملی سے انہیں روکتا رہا، جب حضرت حسینؓ مقام عذیب میں پہنچے تو کوفہ سے چار آدمی آتے ہوئے ملے، ان میں طرماح بن عدی بھی تھا۔ اس نے کہا۔ "یا ابن رسول اللہؐ کوفی آپ کے خلاف ہو گئے ہیں آپؓ نے اچھا نہ کیا کہ ان پر اعتماد کیا۔" آپؓ خاموش ہو گئے۔

مشیت ایزدی:۔ حر اور حر کے لشکری اکثر حضرت حسینؓ کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے، حضرت کے پیچھے نماز بھی پڑھتے تھے۔ اس وقت تک نماز کا یہ اہتمام تھا کہ کوئی مسلمان کسی وقت کی بھی نماز قضا نہ کرتا تھا۔ نماز نہ پڑھنا اور داڑھی منڈانا یہ دونوں باتیں بڑے عیب میں داخل تھیں۔

حر کو معلوم ہو گیا تھا کہ ابن زیاد نے عمر سعد (عمرو بن سعد) کو لشکر دے کر بھیجا ہے، انہوں نے حضرت حسینؓ سے کہا کہ میرے پیچھے ایک بڑا سخت گیر شخص آ رہا ہے آپؓ رات میں کسی طرف چلے جائیں، حضرت حسینؓ آدمی رات کے وقت قافلہ کو لیکر چلے، صبح وہ ایک بے آب و گیاہ میدان میں پہنچ گئے۔ آپؓ نے پوچھا۔ "اس مقام کا کیا نام ہے۔؟" کسی نے کہا۔ "اس کا نام ماریہ ہے اور اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔" آپؓ نے فرمایا۔ "مشیت مجھے جس جگہ لانا چاہتی تھی لے آئی۔" آپؓ وہیں فروکش ہو گئے۔

کربلا میں محاصرہ:۔ کربلا کے مقام پر آج ایک زبردست شہر آباد ہے، باغ ہیں، باغیچے ہیں، نزہت گاہیں ہیں لیکن 60ھ میں وہ ایک ایسا دشت تھا جو اس قدر ویران تھا کہ پرند بھی وہاں پرواز کرتے گھبراتے تھے، آپؓ دوسری محرم 61ھ کو کربلا کے مقام پر پہنچے۔ آپؓ کے آنے کے دوسرے ہی روز عمرو بن سعد بھی چار ہزار

Marfat.com

لشکر لیکر آ پہنچا۔ اس نے حضرت امام حسینؓ کے خیموں سے کچھ فاصلہ پر اپنا کیمپ ڈالا اور مغرب کی نماز حضرت حسینؓ کے پیچھے پڑھی، نماز پڑھ کر اس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اور سب مسلمان اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یزید کے مقابلہ میں آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن واقعات اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ خاندان نبوت میں حکومت و خلافت نہیں آ سکتی، حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے ایک دم کے لیے انہیں چین نہ ملا، آخر شہید ہو گئے، حضرت حسنؓ نے خلافت چھوڑ دی اور صاف طور پر کہہ دیا کہ ہمارے خاندان میں نبوت اور خلافت جمع نہیں ہوسکتیں۔ آپؓ بھی خلافت سے دست کش ہو جائیں، ورنہ آپؓ کی جان کا خطرہ ہے۔''

حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ ''میں خود نہیں آیا، کوفیوں نے ڈیڑھ سو خط بھیج کر مجھے بلایا ہے، جب میں یہاں آ گیا تو مجھے دھوکہ دیا۔ مجھ سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے مگر مجھے اب بھی کوئی شکایت نہیں، میں تین باتیں پیش کرتا ہوں، ان میں سے جسے چاہو قبول کرلو، پہلی تو یہ ہے کہ جس طرف سے آیا ہوں اسی طرف مجھے جانے دو، میں وعدہ کرتا ہوں کہ گوشہ نشین ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاؤں گا، دوسری یہ کہ مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو تاکہ میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ تیسری یہ کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں اس کے پاس جا کر اپنا معاملہ اسی طرح طے کرلوں گا جس طرح میرے بھائی حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے طے کرلیا تھا۔''

عمر سعد نے کہا۔ ''آپ کی شرائط معقول ہیں لیکن میں انہیں قبول کرنے یا نہ کرنے کا مجاز نہیں ہوں، ابن زیاد کو آپؓ کی شرطیں لکھے دیتا ہوں۔''

چنانچہ عمر بن سعد نے تینوں شرطیں عبید اللہ بن زیاد کو لکھ دیں۔ ابن زیاد نے انہیں پڑھ کر کہا۔ ''حسینؓ ابن علیؓ کی نیت نیک معلوم ہوتی ہے۔ انہیں یزید کے پاس بھیج دو۔'' اتفاق سے اس وقت شمر ذی الجوشن بھی وہاں موجود تھا، اس کی بہن ام البنین بنت خرام کا عقد حضرت علیؓ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عباسؓ، حضرت عبداللہ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے۔ یہ چاروں بھائی حضرت امام حسینؓ کے سوتیلے بھائی تھے اور اس طرح شمر حضرت حسینؓ کا بھی ماموں تھا، اس نے ابن زیاد سے کہا۔ ''یا امیر! آپ کی عزت وعظمت اسی وقت تک ہے جب تک حسینؓ یزید کے دربار میں نہیں جاتے اور جب وہاں پہنچ جائیں گے تو آپ کی قدر منزلت نہ رہے گی، مناسب یہی ہے کہ آپ حسینؓ سے اپنے ہاتھ پر یزید کے لیے بیعت لیں۔''

Marfat.com

بات بن گئی تھی، لیکن شمر نے بگاڑ دی، ابن زیاد اس شیطان کے کہنے میں آ گیا۔ اس نے عمر سعد کو لکھا کہ میں نے تجھے حسینؓ سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا نہ کہ سفارش کرنے کے لیے، اگر وہ یزید کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں تو شوق سے چلے آئیں اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان سے لڑ اور انہیں قتل کر ڈال۔ انہوں نے خودسری کی ہے اور خروج کیا ہے، ان کے لیے امان بیعت کی شرط ہے۔''

ابن زیاد نے یہ تحریر شمر کو دیکر کہا۔ ''اگر عمر سعد اس حکم کی تعمیل کرے تو تو اس کی مدد کرنا ورنہ اسے معزول کر کے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لیکر حسینؓ سے لڑنا۔''

شمر عمر سعد کے پاس پہنچا۔ ابن زیاد کا حکم اسے دیا، اس نے پڑھا شمر نے پوچھا۔ کہیے کیا ارادہ ہے؟'' عمر سعد نے کہا۔ ''حکم کی تعمیل کروں گا۔'' شمر نے دریافت کیا۔ ''کب؟'' عمرو بن سعد نے کہا۔ ''یہ مہینہ محرم کا ہے۔ احترام کا مہینہ اس مہینہ کے بعد تعمیل کروں گا۔'' شمر نے کہا۔ ''نہیں ابھی تعمیل کرو۔ اگر انکار ہے تو لشکر کی کمان میرے حوالہ کرو۔'' عمر سعد نے کہا۔ میں ابھی تعمیل کروں گا۔'' رے کی حکومت کی حرص نے اسے اندھا کر دیا تھا، وہ اسی وقت لشکر لیکر روانہ ہوا اور میدان میں پہنچا، حضرت حسینؓ نے ایک رات کی مہلت طلب کی، عمر سعد نے مہلت دے دی۔ شمر نے اپنے چاروں بھانجوں کو نام لے لے کر پکارا ''یا عباسؓ، یا عبداللہؓ، یا جعفرؓ، یا عثمانؓ میں تمہیں امان دیتا ہوں تم میرے پاس چلے آؤ، حضرت عباسؓ نے کہا۔ ''افسوس ہے اے شمر! تم ہمیں تو امان دیتے ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ کو امان نہیں دیتے، ہمیں تمہاری امان کی حاجت نہیں۔'' شمر اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔

حضرت زینب کا ملال:۔ حضرت امام حسینؓ نے سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ ''عزیزو! دشمن میرے خون کے پیاسے ہیں، تم سب مجھے چھوڑ دو اور میرے اہل بیت کو ساتھ لیکر چلے جاؤ۔'' سب نے عرض کیا۔ ''یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، ہم سب آخر دم تک آپؓ کے ساتھ رہیں گے۔''

حضرت امام حسینؓ اپنے خیمہ پر چلے آئے اور افسوسناک اشعار پڑھنے لگے۔ حضرت زینبؓ نے سن لیے۔ آپؓ مضطرب ہو کر آپؓ کے پاس آئیں اور بولیں۔ ''کاش میری زندگی میں یہ دن نہ آتا، میں آج سے پہلے مر گئی ہوتی۔ اپنی والدہ فاطمہؓ اپنے والد حضرت علیؓ اور اپنے بھائی حسنؓ میں سے کسی کے ساتھ۔'' حضرت حسینؓ نے کہا۔ ''صبر

Marfat.com

کرو، پیاری بہن صبر کرو، میری والدہ، میرے والد، میرے بھائی، مجھ سے بہتر تھے، وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے رہے، میں بھی ان کی ہی پیروی کر رہا ہوں۔"

حضرت حسینؓ نے اپنے خیموں کے گرد خندق کھود کر آگ جلوائی۔

پانی کی بندش :۔ اسی روز مغرب سے کچھ پہلے یعنی نویں محرم 61 ھ کو عمر سعد کے نام ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ "دریائے فرات پر قبضہ کر لو۔ حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو ایک قطرہ بھی پانی نہ لینے دو۔" عمرو بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو سواروں کا دستہ دیکر بھیجا، ان بدبختوں نے دریائے فرات پر اس طرح قبضہ کر لیا کہ اہل بیت کو پانی لینا مشکل ہو گیا چونکہ اس روز سے پہلے فرات پر دشمنوں کا قبضہ نہیں تھا۔ اس لیے اہل بیت ضرورت کے موافق پانی لے لیتے تھے۔ اچانک پانی کی بندش ہونے سے انہیں سخت اذیت پہنچی۔

حضرت زین العابدینؓ بیمار تھے، پانی نہ ملنے سے انہیں بڑی تکلیف ہوئی، ان کی بے قراری دیکھ کر ان کی بہن حضرت کلثومؓ آواز سے رونے لگیں۔ حضرت زین العابدینؓ بھی رونے لگے۔ حضرت امام حسینؓ ان کے رونے کی آوازیں سن کر خیمہ میں آئے اور کہا۔ "رونا بند کرو، دشمنوں کے خیمے قریب ہی ہیں، وہ تمہارے رونے کی آواز سن کر خوش ہوں گے اور تمہارے ہمراہیوں کے دل ٹوٹ جائیں گے۔" بہت کچھ کہنے سننے سے بہن بھائی خاموش ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے کہا۔ "میں نے سخت غلطی کی کہ اہل وعیال کو ساتھ لایا۔ خدا کی قسم حضرت عبداللہؓ بن عباس کا مشورہ مناسب تھا کہ زن وفرزند کو ساتھ نہ لے جاؤ۔"

بعض روایتوں میں ہے کہ ساتویں محرم سے پانی کی بندش ہو گئی تھی۔

مزید لشکروں کی آمد :۔ ابن زیاد نے جویرہ کو بھی کچھ اور لشکر دیکر روانہ کیا، کس قدر تعجب کی بات ہے کہ گنتی کے چند نفوس سے جنگ کرنے کے لیے کوفیوں کا سیلاب امڈا چلا آ رہا تھا۔ ابن زیاد خوب سمجھتا تھا کہ شیروں کی اولادیں ہیں، شیر ہیں، ان سے لڑنا آسان نہیں ہے۔

Marfat.com

لشکروں کی صف بندی:۔ دسویں محرم 61ھ جمعہ کے روز عمر سعد لشکر لیکر میدان میں نکلا اور اس طرح صف بندی کی کہ میمنہ عمر بن حجاج زبیدی کو دیا۔ میسرہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کیا خود قلب میں رہا۔ حضرت امام حسینؓ بھی صبح کی نماز پڑھتے ہی میدان میں نکل کر اس طرح صف بستہ ہوئے کہ میمنہ زبیرؓ بن القین کو اور میسرہ پر حبیبؓ بن مظاہرہ کو مقرر کیا، خود قلب میں رہے۔

اتمام حجت:۔ جب آپؓ نے کوفیوں کو آمادہ بہ جنگ دیکھا تو اونٹنی پر سوار ہوکر اتمام حجت کے لیے آگے بڑھ کر آئے، ابھی آپؓ نے چند ہی الفاظ ادا کیے تھے کہ آپ کے خیموں کی طرف سے بچوں اور عورتوں کے رونے کی آوازیں آئیں، آپ کو بڑا صدمہ ہوا، آپؓ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ اور اپنے بیٹے حضرت علی اکبرؓ کو بھیجا اور۔ فرمایا ''ان سب سے کہہ دو کہ اس وقت خاموش رہیں، کل کو جب میں نہ ہوں گا تو خوب دل کھول کر رو لینا، ان دونوں کے سمجھانے سے عورتوں اور بچوں نے رونا بند کیا۔ آپؓ نے کوفیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

''اے لوگو! تم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ ہوں، شیر خدا علیؓ کا بیٹا ہوں، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہؓ کا لخت جگر ہوں، جعفر طیارؓ کا بھتیجا ہوں، حمزہؓ میرے باپ کے چچا تھے، تم یہ بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بھائی حسنؓ کو مجھے جوانان اہل جنت کا سردار بتایا ہے۔ مجھے یہ فخر ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی میری نماز قضا نہیں ہوئی، کبھی میں نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا، تم کیوں مجھے قتل کرنا چاہتے ہو، کیوں میری آبروریزی کے در پے ہو، تم نے مجھے ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر بلایا، میں چلا آیا، آج تم میرے دشمن بن گئے، تم اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہو، میں تم سے کچھ اور نہیں چاہتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مجھے کسی طرف نکل جانے دو، قتل نہ کرو۔''

اس وقت عمر سعد کے لشکر میں وہ تمام مکار اور بزدل لوگ شامل تھے جنہوں نے خطوط لکھ لکھ کر حضرت حسینؓ کو بلایا تھا، وہ سب دم بخود تھے، ان میں سے قیس بن اشعث نے کہا، تم ہی اپنے ابن عم عبیداللہ بن زیاد کی بات کیوں نہیں مان لیتے۔'' حضرت حسینؓ نے فرمایا ''کیا تم چاہتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے ہٹ جاؤں، بہ خدا مجھ سے یہ نہ ہوگا۔'' آپؓ واپس لوٹ آئے۔

Marfat.com

حر کی جانبازی :۔ حر بن یزید کو ان باتوں کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ کوفیوں کا ساتھ چھوڑ کر حضرت حسینؓ کے پاس چلے آئے، انہیں اہل بیت میں آن کر جب یہ معلوم ہوا کہ انہیں پانی کی سخت تکلیف ہے، بچوں کا تشنگی کی وجہ سے برا حال ہے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ابن سعد کے لشکر کے قریب آ کر للکارے، بولے۔ ''اے اہل کوفہ! تم بڑے ہی مکار، ابن الوقت اور بزدل ہو، تم نے ہی تو امام حسینؓ کو خطوں پر خط لکھ کر بلایا اور تم ہی انہیں قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ نہیں، کیا یہ نماز نہیں پڑھتے، کیا تم انہیں قتل کر کے یہ امید کر سکو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز تمہاری سفارش کریں گے، کس قدر افسوس ہے کہ تم نے اہل بیت پر پانی بند کر دیا ہے، دریائے فرات سے یہودی، نصرانی، مجوسی، چرندے، پرندے حتیٰ کہ کتے اور سؤر تک سیراب ہوں لیکن حضرت حسینؓ اور ان کے زن و فرزند ایک ایک قطرہ پانی کو ترسیں، اے کوفیو! خدا کے غضب سے ڈرو یاد رکھو اگر آج تم نے انہیں پانی نہ دیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں حوض کوثر سے سیراب نہ کریگا۔''

بجائے اس کے کوفیوں کو شرم آتی، اہل بیت کی محبت کا دریا ان کے سینوں میں موجزن ہوتا، وہ اور بھی سخت دل ہو گئے، انہوں نے حضرت حرؓ پر تیر برسائے، سب سے پہلا تیر عمر سعد نے چلایا اور کہا۔ ''لوگو! گواہ رہنا سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا ہے۔''

آغاز جنگ :۔ حرؓ واپس لوٹ گئے۔ کوفیوں نے لڑائی شروع کر دی، ان کے لشکر میں سے دوشتی یسار اور سالم میدان جنگ میں نکلے۔ ان دونوں کے مقابلہ میں عبداللہؓ بن عمر کلبی اور ان کی بیوی لڑنے کے لیے آئے۔ عبداللہ کی بیوی کے ہاتھ میں خیمہ کی چوب تھی، انہوں نے یسار کے سر پر چوب ماری۔ وہ چکرا گیا اس عرصہ میں عبداللہؓ کلبی نے سالم کو قتل کر کے یسار کو بھی مار ڈالا۔ حضرت حسینؓ نے ان دونوں کے حق میں دعائے خیر کی۔

اب ابن جوزہ جسے اپنی شہسواری اور بہادری پر ناز تھا کوفیوں کے میمنہ میں سے نکل کر بڑھا اور بولا۔ ''اے حسینؓ! میں تمہیں دوزخ کی بشارت دیتا ہوں۔'' حضرت امام حسینؓ نے کہا۔ ''اے شقی! تو جھوٹا ہے، اللہ تجھے جھوٹ کی سزا دیگا۔'' ابن جوزہ نے

Marfat.com

گھوڑے کے مہمیز لگائی۔ وہ بھڑک گیا، ابن جوزہ سنبھل نہ سکا اس کا ایک پیر رکاب میں سے نکل گیا۔ دوسرا رکاب میں پھنس گیا وہ گرا گھوڑا اسے گھسیٹتا چلا گیا، اس کی سر کے پھانکیں کھل گئیں، خدا نے اسے جھوٹ کی سزا دی۔

مسروق بن حضرمی نے جب یہ دیکھا تو اس نے عمر سعد سے کہا۔ ''میں ان لوگوں سے ہرگز نہ لڑوں گا، جن کی بد دعا میں اتنا بڑا اثر ہے۔'' وہ اسی وقت لوٹ گیا۔ حضرت حرؓ بن یزید کے بھائی حضرت مصعبؓ بن یزید حر کے بیٹے علیؓ اور ان کے غلام عزہ حضرت حسینؓ کے پاس چلے آئے۔

کوفیوں کی طرف سے یزید بن معقل اکڑتا ہوا نکلا، وہ آہن پوش تھا، اس کے مقابلہ کو بریرؓ بن خضیر نکلے۔ بریرؓ نے ایسی تلوار ماری کہ آہنی خود پھاڑ کر سر تک اتر گئی۔ وہ کشتہ ہو کر گرا، بریرؓ اپنی تلوار نکالنے لگے وہ خود میں پھنس گئی تھی ایک اور کوفی رضی بن منقذ عدی نے جھپٹ کر حملہ کرنا چاہا۔ بریرؓ نے تلوار چھوڑ دی اور رضی سے لپٹ گئے، دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ بریرؓ نے رضی کو اٹھا کر دے پٹکا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر خنجر نکالنے لگے۔ اسی وقت کعب بن جابر ازدی نے کوفی لشکر میں سے دوڑ کر بریرؓ کی پشت پر نیزہ مارا وہ زخم کھا کر اٹھنے لگے، کعب نے جلدی سے تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا، جب کعب واپس گیا تو اس کی بیوی نے اسے بڑی ملامت کی، اس عفیفہ نے کہا ''تجھ پر لعنت ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ سے لڑنے آیا ہے تو بے دین ہو گیا، اب میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں رہا چنانچہ وہ اسی وقت اس سے علیحدہ ہو گئی۔

حضرت حرؓ کی شہادت:۔ اب حضرت حرؓ حضرت حسینؓ سے اجازت لیکر میدان میں آئے، ان کے مقابلہ میں یزید بن سفیان آیا۔ حرؓ نے اسے پہلے ہی حملہ میں ٹھنڈا کر دیا۔ اس کے بعد صفوان بن حنظلہ نکلا، حضرت حرؓ نے اسے بھی مار ڈالا۔ صفوان کے تین بھائی اور تھے وہ بھی ایک کے بعد ایک نکلے اور تینوں مارے گئے۔

حضرت حرؓ تشنگی غالب آ گئی۔ وہ لوٹ کر حضرت حسینؓ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ ''ابن رسول اللہ ﷺ! اب تو آپ مجھ سے ناخوش نہیں۔'' حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ ''نہیں، میں تم سے خوش ہوں اور تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔'' حضرت حرؓ

Marfat.com

خوش ہو کر پھر میدان جنگ میں آئے اور انہوں نے کئی کوفیوں کو قتل کیا جب وہ لڑائی میں مشغول تھے تو قسور بن کنانہ نے موقع پا کر ان کے سینہ پر نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گرے، انہوں نے دیکھا قسور مسکرا رہا ہے، انہوں نے نیزہ اٹھا کر پھینکا، انی قسور کے سینہ کے پار ہو گئی وہ گر کر تڑپنے لگا۔

حضرت امام حسینؓ بڑھ کر آئے اور حضرت حرؓ کو اٹھا کر لے گئے۔ حضرت حرؓ نے آنکھیں کھول کر عرض کیا۔ "یا حسینؓ آپ مجھ سے خوش ہیں۔" حضرت حسینؓ نے کہا۔ "اے حرؓ تو نے حق ادا کر دیا۔ میں ہی نہیں بلکہ خدا اور خدا کے حبیبؐ بھی تجھ سے خوش ہیں۔" یہ سنتے ہی حرؓ مسکرائے اسی وقت ان پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی، حضرت امام حسینؓ آبدیدہ ہو گئے۔

ہمراہیان حسینؓ کی سرفروشی :۔ حضرت حرؓ کے بعد ان کے بھائی مصعبؓ بیٹا علیؓ اور غلام عزہؓ بھی میدان جنگ میں ایک ایک کر کے نکلے اور دشمنوں سے لڑ کر بہت سے بے دینوں کو مار کر شہید ہو گئے، اب حسینؓ کے ہمراہیوں میں سے ایک ایک جوانمرد میدان میں نکلتا اور دس دس بیس بیس دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو جاتا، یہاں تک کہ ترپن آدمی شہید ہو گئے، صرف انیس باقی رہ گئے ان میں سولہ فرزند و برادر اور عزیز و اقارب تھے، دو رفیق تھے اور ایک غلام تھا، ہمراہیان حسینؓ نے اپنی زندگی میں اہل بیت میں سے کسی کو میدان کارزار میں نہیں جانے دیا۔

اہل بیت کی ہیبت ناک جنگ :۔ جب عزیز و اقارب ہی باقی رہ گئے تو سب سے پہلے عبداللہؓ بن مسلمؓ میدان جنگ میں نکلے، قدامہ ان کے مقابلہ پر آیا، دونوں دیر تک لڑتے رہے آخر عبداللہؓ نے ایسا تلوار کا ہاتھ مارا کہ قدامہ کا آدھا کلہ مع جباڑہ کے اڑ گیا۔ عبداللہؓ نے جلدی سے اس کا کمر بند پکڑ کر اٹھایا اور اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اس کی روح نکل گئی۔

قدامہ کے بعد اس کا بیٹا سلامہ مقابلہ پر آیا، اسے بھی عبداللہؓ نے مار گرایا کوفی ان سے ڈر گئے، اب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا، انہوں نے کوفیوں کی صفوں پر حملہ کر کے کئی آدمیوں کو مار ڈالا، عمرو بن صبیح حیدانی نے ان کی پیشانی پر نیزہ مارا، وہ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے چچا جعفرؓ بن عقیل اور عبدالرحمٰنؓ بن عقیل ایک ایک کر کے میدان

Marfat.com

میں نکلے اور کئی کئی کو فیوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

محمدؓ اور عونؓ کی شہادت :۔ محمدؓ اور عونؓ دونوں حضرت حسینؓ کے بھانجے اور حضرت زینبؓ کے بیٹے تھے، دونوں کم سن تھے، حضرت زینبؓ انہیں ساتھ لیکر حضرت حسینؓ کے پاس آئیں، ان کی آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر تبسم تھا، انہوں نے کہا۔ ''بھائی! میرے پاس کچھ نہیں ہے، یہ دو لعل ہیں، آج تم پر تصدق کرتی ہوں، حضرت حسینؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے کہا۔ ''نہیں ان بچوں کو زندہ رہنے دو۔'' حضرت زینبؓ نے کہا:۔ ''جب بھائی ہی نہ ہوں گے تو بیٹوں کو کیا کروں گی۔'' معصوم بھانجوں نے بھی اصرار کیا۔ مجبور ہو کر حضرت حسینؓ نے اجازت دی، اول محمدؓ میدان میں نکلے، بڑی دلیری سے لڑے، آخر شہید ہو گئے، ان کے بعد عونؓ بڑھے انہوں نے بھی بڑی بہادری سے جنگ کی، کئی دشمنوں کو مارا، جب تھک گئے تو ظالموں نے انہیں بھی شہید کر دینا۔ حضرت حسینؓ دونوں کی لاشیں اٹھا لائے، اگرچہ حضرت زینبؓ کا دل غم سے چھلنی ہو گیا تھا لیکن خوش تھیں کہ بیٹے بھائی پر قربان ہو گئے۔

عبداللہؓ بن حسنؓ کی شہادت :۔ اب بھتیجوں کا نمبر آیا، سب سے پہلے عبداللہ بن حسنؓ اجازت لیکر میدان میں نکلے اور اس زور سے صف اعدا پر حملہ کیا کہ پہلی صف کو دوسری پر الٹ دیا، اگرچہ عمر سعد قلب میں تھا، مگر حضرت عبداللہؓ دشمنوں کو کاٹتے کاٹتے عمر سعد تک پہنچ گئے اور اس پر وار کیا وہ بد بخت ڈر کر بھاگا نجتر بن عمر شامی نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا:۔ ''لعنت ہے تم پر، تم ایک بچہ سے ڈر کر بھاگ رہے ہو۔'' عمر سعد نے کہا ''تو نہیں جانتا، یہ ہاشمی ہیں، ان کا مقابلہ آسان نہیں، اگر تجھے جوانمردی کا دعویٰ ہے تو ان کا مقابلہ کر۔''

نجتری پانچ سو سوار لیکر عبداللہؓ پر حملہ آور ہوا، حضرت حسینؓ نے محمدؓ بن انس اسدؓ بن دوجانہ انصاری اور غلام بیروزانؓ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا، ان چاروں نے زبردست حملہ کر کے اگلوں کو پچھلوں پر پلٹ دیا۔ بیروزان نے نجتری پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلا، عمر سعد نے شیث ربعی کو پانچ سو سوار دے کر بھیجا، چار شیروں کے مقابلہ پر ایک ہزار کوفی آ گئے۔ وہ چاروں اس بہادری سے لڑے کہ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے، بہت سے بد

Marfat.com

بختوں کو مار ڈالا، لڑتے لڑتے پیاس بڑھ گئی، پھر بھی وہ لڑتے رہے اور آخر ایک ایک کر کے چاروں شہید ہو گئے۔

حضرت علی اکبرؓ کی شہادت :۔ عزیز و اقربا بھی رفتہ رفتہ سب ہی شہید ہو گئے، اب حسینؓ کے صرف تین بیٹے باقی رہ گئے، ایک حضرت علی اکبرؓ دوسرے حضرت زین العابدینؓ جو بیمار تھے، تیسرے حضرت علی اصغرؓ جو شیر خوار معصوم تھے، حضرت علی اکبرؓ حسینؓ سے اجازت لیکر میدان جنگ میں پہنچے اور شیروں کی طرح حملے کر کے صفوں پر صفوں کو الٹ دیا جس پر حملہ کیا، اسے قتل کیے بغیر نہ چھوڑا، لاشوں پر لاشیں ڈال دیں، آپؓ صفوں کو چیرتے، دشمنوں کو مار مار کر ہٹاتے ہوئے عمر سعد کے قریب پہنچے۔ سرداروں کے پرے اس کے گرد کھڑے تھے۔ حضرت علی اکبرؓ نے کہا۔ ''اے عمر سعد! تو ہمارے خاندان سے واقف ہے، ہمارا قریبی رشتہ دار ہے، ہم آل رسول ہیں تو ہمیں پیاسا ذبح کرتا ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز خدا سے تیری شفاعت کریں گے۔ تو دین کے لیے دنیا کو کھو رہا ہے۔ کل حشر کے روز تیرا کیا حال ہوگا۔'' عمرو بن سعد نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی اکبرؓ نے جوش میں آکر ایسے سخت حملے کیے کہ اگلے سوار پچھلوں پر جا پڑے، بہت سے لوگ مارے گئے، بہت سے زخمی ہو کر سامنے سے بھاگ نکلے، عمر سعد نے دو ہزار سواروں کو چڑھا دیا، حضرت علی اکبرؓ ان سے بھی بڑی دلیری سے لڑے، جب آپؓ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے، اس وقت مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا، آپؓ چکرا کر گر رہے تھے، بے رحم ظالموں نے آپ پر تلواروں کے ہاتھ مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ دوڑ کر گئے اور جوان بیٹے کی لاش اٹھا لائے۔

حضرت علی اصغرؓ کی شہادت :۔ جب حضرت حسینؓ حضرت علی اکبرؓ کے لاش کے ٹکڑے اٹھا کر لائے تو خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ آپؓ خیمہ کے اندر تشریف لائے، حضرت زینبؓ نے بتایا کہ علی اصغرؓ پیاس سے جاں بلب ہیں، آپؓ معصوم بچہ کو لیکر کوفیوں کے لشکر کے پاس پہنچے اور عمر سعد کا نام لیکر کہا۔ ''او بانی ستم! تو نے مجھ پر وہ ظلم کیا جو آج تک کسی نے کسی پر نہ کیا ہوگا، میرے جگر گوشوں کو میرے سامنے پیاسا شہید کیا، تمہارا قصوروار میں تھا، نہ کہ میرے بچے، یہ ننھی سی جان پیاس سے تڑپ

Marfat.com

رہی ہے اگر تم انسان ہو اور تمہارے دل میں رحم ہے تو تھوڑا سا پانی دو تا کہ اس معصوم کو تسکین ہو جائے۔''

ابھی حضرت حسینؓ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ حرما بن کاہل نے تیر مارا جو حضرت اصغرؓ کے حلق میں ترازو ہو گیا، معصوم بچہ سہم کر سید الشہداء کے بازو سے لپٹ گئے، ایک چھوٹی سی ہچکی لی اور شہید ہو گئے۔ حضرت حسینؓ غم و حسرت کا پیکر بن گئے، آپؓ نے تیر نکالا اور لاش حضرت زینبؓ کو دے کر کہا:۔ ''اب علی اصغرؓ کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔''

حضرت امام حسینؓ کی شہادت :۔ اب حضرت امام عالی مقام تنہا رہ گئے۔ غموں اور صدموں نے آپ کو نڈھال کر دیا تھا، کس قدر رنجیدہ دل شکن اور حسرت ناک بات ہے کہ آپؓ کے عزیز و اقرباء آپؓ کے سامنے شہید کئے گئے، آپؓ کے بھانجوں، بھتیجوں اور بیٹوں کو آپؓ کے سامنے ذبح کیا گیا، ان روح فرسا مناظر نے آپ کے دل کے ٹکڑے کر دیئے، خدا آپؓ کے ضبط و صبر کا امتحان لے رہا تھا، آپؓ استقلال اور جوانمردی سے ہر صدمہ کو برداشت کر رہے تھے۔

اب آپؓ تیار ہوئے۔ حضرت زین العابدینؓ کے پاس آ کر انہیں نصیحت اور وصیت کی۔ حضرت زینبؓ اور حضرت شہر بانوؓ زار و قطار رو رہی تھیں۔ آپؓ نے ان دونوں کو تسلی دی۔ خیمہ سے باہر آئے۔ اسی وقت خیمہ کے اندر سے رونے کی آواز آئی۔ آپؓ نے اندر جا کر وجہ پوچھی۔ حضرت زینبؓ نے کہا۔ ''سکینہ کا پیاس سے برا حال ہے، پانی کا انتظام کیجئے۔ ورنہ وہ بھی تڑپ کر مر جائے گی۔''

حضرت حسینؓ خیمہ سے باہر نکلے، دلدل پر سوار ہو کر دریائے فرات کی طرف چلے شمر نے چلا کر کہا۔ ''لوگو! حسینؓ کو پانی نہ پینے دینا نہیں تو ان کا قابو میں آنا دشوار ہو جائے گا۔'' بدبخت کوفیوں نے آپؓ پر یورش کر دی، آپؓ انہیں کاٹتے چھانٹتے دریا کی طرف بڑھنے لگے، شمر سمجھ گیا کہ آپؓ کو کوئی نہ روک سکے گا۔ آپؓ دریا پر جا کر ہی دم لیں گے وہ چند سواروں کو ساتھ لیکر اہل بیت کے خیموں کی طرف چلا، حضرت حسینؓ نے دیکھ لیا، آپ لوٹ پڑے۔ شمر کا یہی منشا تھا، حضرت حسینؓ نے کہا۔ ''افسوس ہے کہ اے شمر تجھ سے دینداری تو رخصت ہو ہی گئی تھی۔ شرافت اور انسانیت بھی جاتی رہی، میں ابھی زندہ ہوں اور تو میرے عیال پر دست درازی کرنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

یہ کہتے ہی حضرت حسینؓ نے شمر کے ہمراہیوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ شمر نے پیادوں کی صفوں کو اشارہ کیا اور کئی پلٹنیں آپؓ پر حملہ آور ہوئیں، ان پیدلوں کے افسر عبدالرحمن بن جعفی، قثم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب یزنی، سنان بن انس نخعی اور خولی بن زید اصبحی وغیرہ تھے۔ انہوں نے آپؓ کو نرغہ میں لے کر چاروں طرف سے نیزوں، تلواروں اور تیروں کا مینہ برسا دیا لیکن آپ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ کے بیٹے تھے، ہاشمی خون آپؓ کی رگوں میں تھا، آپ اس جوش اور اس بہادری سے لڑے کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہوگئے، آپؓ نے اس قدر خونریزی کی اور اتنے آدمیوں کو قتل کیا کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، البتہ مورخین اتنا لکھتے ہیں کہ آپؓ نے لاشوں پر لاشیں ڈال دی تھیں اور میدان کربلا کو دشمنوں کے خون سے سرخ کر دیا تھا۔

جبکہ حضرت امام حسینؓ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے، اس وقت حضرت زینبؓ بھائی کی محبت میں بے چین و بے قرار ہو کر خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ انہوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ وہ بے نقاب ہیں، عمر سعد اس وقت ان کے قریب تھا، انہوں بلند آواز سے کہا۔ ''اے عمر سعد! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں سعد کا بیٹا نہیں ہے کیا حسینؓ کا قریبی عزیز نہیں ہے؟ کیا حسینؓ اسی قابل ہیں کہ تیری موجودگی میں بے کسی کے عالم میں قتل کیے جائیں؟'' عمر سعد نادم ہو کر وہاں سے ٹل گیا، دراصل رے کی حکومت کے لالچ نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔

حضرت حسینؓ نہایت جوش وخروش سے لڑ رہے تھے۔ وہ کہتے جاتے تھے۔ ''لوگو! میں رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ہوں، تم مجھے قتل کر کے پچھتاؤ گے، خدا تم سے ضرور میرے خون کا بدلہ لے گا، تم خدا کے قہر وغضب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔'' کوفی سب کچھ جانتے تھے، لیکن مکار اور بزدل تھے، حق کی حمایت کرتے گھبراتے تھے۔

حضرت حسینؓ کا جسم اطہر زخموں سے چھلنی ہو گیا، آپؓ کے تن ناز پر تینتیس زخم، تیروں کے اور تینتالیس زخم تلواروں کے تھے، نیزوں کے زخم ان کے علاوہ تھے۔ ادھر زخموں نے آپؓ کو چور کر دیا، ادھر پیاس نے نڈھال کر دیا، آپؓ میں اتنی طاقت نہ رہی کہ گھوڑے پر سوار رہ سکتے، آپؓ گھوڑے سے اتر آئے، دشمن آپؓ کی طرف بڑھے، شمر، سنان بن انس، اور خولی بن یزید سب سے آگے تھے۔ حضرت حسینؓ نے شمر سے کہا۔ ''میں جانتا ہوں تم مجھے قتل کرو گے مگر یہ تو بتاؤ آج کیا دن ہے؟'' شمر نے کہا جمعہ

Marfat.com

ہے۔''

حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ ''نماز کا وقت آ گیا ہے، مجھے آخری نماز پڑھنے دو۔'' آپؓ نے تیمّم کیا اور نماز میں مصروف ہو گئے۔

یہ تھی دینداری۔ آپؓ زخموں سے چور تھے، خون بہہ رہا تھا، چھپیں لگ رہی تھیں، دشمن قتل کرنے پر آمادہ تھے، لیکن آپ نماز پڑھ رہے تھے، سنان بن انس نے اسی حالت میں آپ کے نیزہ مارا، خولی بن یزید آپ کا سر مبارک کاٹنے کے لیے بڑھا لیکن اس کا ہاتھ کانپ گیا، سنان[1] بن انس نے اسے جھڑک دیا اور جلدی سے خود بڑھ کر جگر گوشہ بتول کا سر مبارک کاٹ کر خولی کے حوالہ کر دیا، عمر سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپؓ کے جسم اطہر کو پامال کر ڈالا۔

یہ وہ داستان غم ہے جو قیامت تک بیان ہوتی رہے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت حسینؓ حق و صداقت پر قربان ہو گئے۔ آپؓ کو انہوں نے شہید کیا، جو اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے تھے، جو آپؓ کے قریبی عزیز تھے، آپؓ نے اپنے ناناؐ کی امت کے لیے صبر و ضبط، دلیری اور جرأت، استقلال اور ہمت کی بے نظیر مثال قائم کی۔ آپؓ کی روح پاک پر درود و سلام، ایک بار نہیں ہزار بار درود و سلام یہ روح فرسا واقعہ دسویں محرم 61ھ مطابق 10 اکتوبر 680ء جمعہ کے روز واقع ہوا۔

☆☆☆☆☆

---

[1] یہ بات جو مشہور ہے ہے کہ حضرت امام حسینؓ کو شمر نے شہید کیا درست نہیں ہے۔ تاریخ ابن خلدون جلد پنجم کے صفحہ 133 پر لکھا ہے کہ سنان بن انس نے اول آپ کے نیزہ مارا، خولی نے آپ کا سر کاٹنا چاہا لیکن اس کے بدن پر رعشہ پڑ گیا، سنان نے اسے جھڑک دیا اور خود حضرت حسینؓ کا سر مبارک کاٹا۔
(صادق صدیقی سردھنوی)

Marfat.com

حضرت حمزہؓ

حضرت حمزہؓ، عبدالمطلب کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے، نہایت بہادر اور بڑے شجاع تھے۔ شکار کے شوقین تھے، صبح ہوتے ہی شکار کے لیے چلے جاتے اور شام کو واپس آتے۔ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت تھی۔ ابوجہل جو اسلام دشمنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت کی وجہ سے بہت بدنام تھا۔ حضرت حمزہؓ کا بہت لحاظ پاس کرتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو مکہ کے بت پرست بھڑک اٹھے۔ حضرت حمزہؓ کو بھی اپنا ہمنوا کرنا چاہا۔ لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کو خوب جانتے تھے، وہ ان کی نیکی اور نیک دلی سے واقف تھے، کفار قریش کے ساتھی نہ بنے۔

حضرت حمزہؓ آغوش اسلام میں :۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ تنہا کوہ صفا کی ایک گھاٹی میں بیٹھے تھے، کہیں سے ابوجہل آ گیا۔ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت تھی ہی، دیکھتے ہی دریدہ دہنی کرنے لگا۔ بہت کچھ ناشائستہ الفاظ کہے، حضور ﷺ خاموش بیٹھے سنتے رہے، اتفاق سے وہاں ایک کنیز آ گئی، وہ چھپ کر ابوجہل کی بدکلامی سنتی رہی۔ ابوجہل بکتے بکتے ایسا طیش میں بھرا کہ پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھا کر آپؐ کے مارا۔ آپؐ کی پیشانی زخمی ہوگئی۔ خون بہنے لگا، آپؐ اس پر بھی خاموش رہے اور اٹھ کر اپنے گھر چلے آئے۔ کنیز کا دل ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہو گیا، وہ ہاں سے چلی آئی۔

اس روز بھی حضرت حمزہؓ صبح ہی شکار کو نکل گئے تھے، جب وہ واپس آئے تو اتفاق سے وہی کنیز جس نے ابوجہل کی زیادتی دیکھی تھی، انہیں راستہ میں ملی، اس نے حضرت حمزہؓ کو روک کر کہا۔ ''یہ آل ہاشم کو کیا ہو گیا ہے، ان کی غیرو حمیت کیا ہوئی۔ ایک ہاشمی نوجوان پر لوگ سختیاں کرتے ہیں۔ وہ خاموش رہتے ہیں۔ آخر یہ بے حمیتی کیوں ہے؟'' حضرت حمزہؓ نے پوچھا۔ ''کیا ہوا؟'' کنیز نے کہا۔ محمد ﷺ بن عبداللہ کو آج ابوجہل نے بہت کچھ سخت سست کہا۔ وہ چپ رہے، اس سفاک نے انؐ کے پتھر مار کر انہیںؐ زخمی کر

Marfat.com

دیا۔"

خون اور دودھ نے جوش مارا۔ حضرت حمزہؓ کو غصہ آگیا۔ وہ سیدھے حرم میں پہنچے، اول حسب معمول انہوں نے طواف کیا، پھر اس جگہ پہنچے، جہاں ابوجہل اپنے بدقماش مصاحبوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور بھی بہت سے قریش کے رئیس بیٹھے تھے۔ قریشی رئیسوں کا یہ معمول تھا کہ وہ شام کے وقت الگ الگ اپنا دربار جما کر بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ نے ابوجہل کے پاس پہنچ کر اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ حضرت حمزہؓ نے کہا۔ "بدبخت وحشی! تو نے میرے شریف بھتیجا کو میرے پیچھے برا کہا اور زخمی کیا، اگر ہمت ہے تو میرے سامنے بول سن لے میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں۔"

حضرت حمزہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقام لے لیا۔ اگر ابوجہل نے پتھر مار کر آنحضورﷺ کی پیشانی زخمی کی تھی تو حضرت حمزہؓ نے ابوجہل کا سر پھاڑ کر خون بہا دیا۔ ابوجہل اور قریش کے سارے رئیس سناٹے میں آگئے، وہ حضرت حمزہؓ کی دلیری اور سپہ گری سے خوب واقف تھے۔ ابوجہل نے کہا۔ "حمزہؓ نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا غلطی میری ہی تھی میں نے ابن عبداللہ (رسول اللہﷺ) کو بلا وجہ برا کہا اور پتھر مارا، اگر حمزہؓ اپنے بھتیجے کا انتقام نہ لیتے تو بے حمیت ٹھہرتے۔ ابوجہل نے حضرت حمزہؓ کو بٹھانا چاہا لیکن وہ جوش میں بھرے ہوئے تھے، نہ ٹھہرے، وہاں سے چل کر سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان پر آئے، دیکھا تو آنحضورﷺ کے سر سے پٹی بندھی ہوئی تھی، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ "پیارے بھتیجے! تمہیں خوش ہونا چاہیے میں نے ابوجہل سے تمہارا انتقام لے لیا۔" رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ "یا عم! ایک اندھے کو اس لیے مارنا کہ اسے نظر نہیں آتا، میں اچھا نہیں سمجھتا، چچا جان! میں تو جب خوش ہوتا، جب آپ مسلمان ہو جاتے۔"

حضرت حمزہؓ کا دل نرم ہو رہا تھا، انہوں نے کہا۔ "اچھا مجھے مسلمان کر لو۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت انہیں مسلمان کر لیا۔

حضرت حمزہؓ کی دلیری:۔ مقام بدر میں جب قریش بڑی جمعیت اور بڑے جاہ وجلال کے ساتھ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمانوں کی جمعیت لیکر پہنچ گئے۔ حضرت حمزہؓ بھی ساتھ تھے، صفیں مرتب ہونے کے بعد عتبہ جو قریش

Marfat.com

کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ ابوجہل کے طعنوں سے برہم ہو کر میدان میں نکلا، اس کے مقابلہ میں حضرت حمزہؓ آئے۔ دونوں بہادر اور فنون جنگ کے ماہر تھے۔ بڑی ہوشیاری سے ہنر آزمائی کرتے رہے۔ آخر حضرت حمزہؓ نے جوش میں آ کر تلوار کا ہاتھ مارا۔ عتبہ کا سر کٹ کر دور جا گرا۔

جب اسی مقام بدر میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تو حضرت حمزہؓ نے قریش کے کئی مشہور بہادروں اور سرداروں کو قتل کر ڈالا۔ حضرت علیؓ پر حارث بن سراقہ نے حملہ کیا۔ آپؓ نے اپنی ڈھال پر اس کی تلوار لی، حارث کی تلوار ڈھال میں پھنس گئی۔ حضرت علیؓ نے خنجر نکال کر وار کیا۔ خنجر زرہ کاٹ کر جسم میں جا لگا گیا لیکن کچھ زیادہ کارگر نہ ہوا، اسی لمحے حضرت علیؓ نے پیچھے سے ایک تلوار چمکتی دیکھی، آپؓ نے اپنا سر نیچا کر لیا۔ تلوار نے حارث کا سر اڑا دیا۔ اسی وقت آواز آئی۔ ''میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ خونخوار شیر کی طرح حملہ کرتا ہوں۔ میری تلوار بجلی بن کر گرتی ہے۔'' حضرت علیؓ نے پلٹ کر دیکھا تو آپؓ کے چچا حضرت حمزہؓ تھے، جو رجز پڑھ رہے تھے، معرکہ بدر میں حضرت حمزہؓ بڑی دلیری سے لڑے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت:۔ بدر میں جو ہزیمت کفار قریش کو ہوئی تھی اس کا اہل مکہ کو بڑا صدمہ تھا، دراصل اس لڑائی میں قریش کے بہت سے معزز اور رئیس لوگ مارے گئے تھے، ان کے عزیزوں کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ عتبہ جسے حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا، اس کی بیٹی ہندہ تھی، ہندہ کا نکاح ابوسفیان سے ہوا تھا، ابوسفیان ابوجہل اور عتبہ کے مارے جانے سے انتقام لینے پر برانگیختہ کیا۔ اس کے سینے میں اپنے باپ عتبہ کے مارے جانے سے شعلے بھڑک رہے تھے، وہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لینا چاہتی تھی۔

آخر ابوسفیان نے زبردست لشکر جمع کر کے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی۔ قریش کی نامور اور معزز عورتوں کو بھی اس لیے ساتھ لے لیا تا کہ وہ لڑنے والوں کو جوش دلائیں۔ ان میں ہندہ بھی تھی، ہندہ نے قسم کھائی کہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبائے گی۔ جبیر بن مطعم کا چچا بھی بدر کی لڑائی میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا، اس نے بھی انتقام کی قسم کھائی تھی۔ اس جبیر کا ایک غلام تھا جس کا نام وحشی تھا، وہ حبشی النسل تھا۔ حربہ چلانا خوب جانتا تھا، جبیر نے وحشی سے کہا ''یا وحشی! کیا تم حمزہؓ کو قتل کر سکو گے۔'' وحشی نے

Marfat.com

کہا۔ ''کیوں نہیں۔ اگر وہ زد پر آ گئے تو ہرگز انہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔'' جبیر نے کہا۔ ''اگر تم نے حمزہؓ کو مار ڈالا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔'' وحشی خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔ ''اطمینان رکھیے میں ضرور انہیں قتل کر دوں گا۔''

ہندہ نے بھی اس بات کو سن لیا، اس نے وحشی کو بلا کر کہا۔ ''اگر تو نے حمزہؓ کو قتل کر ڈالا تو میں اپنے تمام زیورات اتار کر تجھے دے دوں گی۔'' وحشی نے اقرار کر لیا، احد کے مقام پر کفار قریش کے لشکر اور مسلمانوں کا مقابلہ ہو گیا، احد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ منورہ سے شمالی جانب مدینہ سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کی بھی قبر ہے۔

جب فریقین کی صف بندی ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس سواروں کا دستہ پشت والی گھاٹی پر تعینات کر کے ہدایت کی کہ اس گھاٹی کو نہ چھوڑنا۔ جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ سب سے پہلے خواتین قریش اچھے کپڑے اور اچھے زیورات پہن کر خوب آراستہ اور پیراستہ ہو کر دفوں کو بجاتیں اور کشتگان بدر کا ماتم کرتیں نکلیں، اس سے مشرکوں میں جوش بھر گیا۔ عثمان بن طلحہ میدان میں نکلا، عورتوں نے اس کی تعریف کر کر کے اس کے دل میں جوش بھر دیا۔ حضرت حمزہؓ اس کے مقابلے کو نکلے۔ دونوں دیر تک حملے کرتے رہے، آخر حضرت حمزہؓ نے اس زور سے تلوار ماری کہ شانہ سے داخل ہو کر پسلیوں کو کھولتی کمر تک اتر گئی، عثمان نے چیخ ماری اور مردہ ہو کر گرا۔

جب عام جنگ شروع ہوئی تو حضرت حمزہؓ بڑی دلیری اور جرأت سے کفار کی صفوں میں گھس کر لڑنے لگے۔ ان کی تلوار بجلی کی طرح گرتی تھی اور کسی نہ کسی کافر کا سر اڑا دیتی تھی، وہ جنگ میں کچھ ایسے مصروف تھے کہ کسی طرف نہ دیکھتے تھے سامنے کی طرف نظر تھی اور جو سامنے آ جاتا تھا، اسے قتل کر ڈالتے تھے، وحشی ان کی تاک میں تھا وہ حربہ لیے ہوئے تھا۔ اتفاق سے حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آ گئے۔

وحشی نے حربہ تاک کر مارا چونکہ آپ زرہ پہنے ہوئے نہ تھے، اس لیے حربہ ناف کے پاس پیٹ میں لگا اور پار ہو گیا، حضرت حمزہؓ نے وحشی پر حملہ کرنا چاہا مگر لڑکھڑا کر گرے اور شہید ہو گئے۔

مسلمان بڑے جوش اور دلیری سے لڑ رہے تھے، انہوں نے مشرکوں کو قتل کر کر کے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ کفاروں کو شکست ہوئی، مسلمان ان کے تعاقب میں دوڑے، غلطی یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن پچاس سواروں کو گھاٹی

Marfat.com

کی پشت پر تعینات کیا تھا، وہ بھی گھاٹی کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے دوڑے، خالد اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ ایک دستہ سواروں کالیکر اس گھاٹی کے ذریعہ سے حملہ آور ہوئے، ان کے اس اچانک حملہ سے پانسہ جنگ پلٹ گیا۔ مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجروح ہوگئے لیکن مسلمان پھر پلٹے اور انہوں نے بڑی جانبازی سے جنگ کر کے نقشہ جنگ پھر بدل دیا۔ پھر کافروں کو ہزیمت ہوئی، اور خدا نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی، اس نے جگر نکالا اور جبانا چاہا مگر چبا نہ سکی، اگل دیا اسی روز سے ہندہ کا لقب جگر خوار ہوگیا۔

جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو شہیدوں کو جمع کیا گیا، حضرت حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ حضرت صفیہؓ حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن بھائی کی لاش کو دیکھنے آئیں۔ آنحضورﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ بہن، بھائی کی لاش کے ٹکڑے دیکھے۔ آپؐ نے حضرت صفیہؓ کے بیٹے حضرت زبیرؓ بن العوام سے کہا کہ "اپنی والدہ کو روکو۔" حضرت زبیرؓ نے روکا تو حضرت صفیہؓ نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ میرے شیر دل بھائی کی لاش کے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں، میں نوحہ کرنے نہیں آئی، جانتی ہوں کہ خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ میں تو دعائے مغفرت کرنے آئی ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاش دیکھنے کی اجازت دی۔ انہوں نے لاش کے ٹکڑے اور دانتوں سے چبایا ہوا جگر دیکھا، اگرچہ بہت ضبط کیا، مگر دل امنڈ ہی آیا۔ بے اختیار آنسو جاری ہوگئے لیکن انہوں نے بین نہیں کیا۔ دعائے مغفرت کی اور الگ ہٹ گئیں۔ حضرت حمزہؓ کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت جعفر طیارؓ

حضرت جعفرؓ ابی طالب کے بیٹے حضرت علیؓ کے بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، نہایت بہادر اور بڑے پر جوش مسلمان تھے، جب وہ مسلمان ہوئے تو کفار مکہ نے ان پر بھی سختیاں کیں۔ انہیں مجبور کیا کہ وہ نماز نہ پڑھیں۔ قرآن شریف کی تلاوت نہ کریں لیکن وہ نہ مانے، برابر نماز پڑھتے رہے، جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تو قریش ان کے ساتھ گستاخیاں کرتے۔ ان کے ڈلے اور پتھر مارتے۔

ہجرت:۔ جب حضرت جعفرؓ تنگ آ گئے، تب انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر حبش کی جانب ہجرت کی۔ اس وقت حبش کا بادشاہ اصحمہ تھا، بڑا نیک اور انصاف پسند تھا، کچھ مسلمان اس کے پاس پہلے پہنچ چکے تھے اور اس نے انہیں پناہ دیکر اپنی امان میں لے لیا تھا، حضرت جعفرؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب قریش کے کفار کو معلوم ہوا کہ مسلمان حبش میں پہنچ کر آرام اور اطمینان سے رہنے لگے تو انہیں بہت برا معلوم ہوا چنانچہ انہوں نے نجاشی شاہ حبش کی خدمت میں ایک سفارت روانہ کی۔ اس سفارت میں عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص (یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔) بھیجے گئے دونوں معزز مدبر اور خوش بیان تھے، پہلے سے قریش کا شاہ حبش کے ساتھ تجارتی معاہدہ تھا، انہیں یقین تھا کہ نجاشی مسلمانوں کو ان کے حوالہ کر دے گا، ان دونوں سفیروں نے حبش پہنچ کر اول درباریوں کو ہموار اور ہمنوا کرنے کے لیے انہیں تحائف دیئے اور پھر ایک روز شاہ حبش کے دربار میں حاضر ہو کر بادشاہ کی خدمت میں تحفے پیش کیے۔ یہ تحفے چمڑہ کے تھے۔ اس زمانہ میں مکہ میں چمڑہ نہایت اچھا کمایا جاتا تھا، عرب چمڑہ کی بھی تجارت کرتے تھے، نجاشی نے سفیروں سے پوچھا۔ ''تم کیسے آئے ہو؟'' عمرو بن العاص نے جواب دیا۔ ''ہمارے چند مجرم یہاں آ گئے ہیں۔ انہیں واپس لے جانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔''

بادشاہ نے حیرت سے عمرو بن العاص کو دیکھ کر کہا۔ ''مجرم؟'' ابو العاص نے سنجیدگی

Marfat.com

سے جواب دیا۔ ''جی ہاں مجرم۔ شہر مکہ کے چند کمزوروں، ناتوانوں اور نا سمجھوں نے ایک نیا دین جاری کیا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر یہاں آ گئے ہیں، وہ ہمارے مجرم ہیں۔ انہیں ہمارے حوالہ کر دیجئے۔'' جن درباریوں نے ان سفیروں کے تحفے قبول کر لیے تھے۔ انہوں نے بھی ان کی سفارش کی اور کہا۔ ''وہ عرب جو مکہ سے بھاگ کر آئے ہیں۔ واقعی وہاں کے شریفوں اور رئیسوں کے مجرم ہیں۔ انہیں ان کے حوالہ کر دیا جائے۔''

بادشاہ نے کہا۔ ''ان عربوں کو ہم نے پناہ دی ہے، ہم انہیں تمہارے حوالہ نہیں کر سکتے، البتہ انہیں بلا کر یہ ضرور معلوم کریں گے کہ انہوں نے کونسا نیا مذہب اختیار کیا ہے۔'' چنانچہ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے روبرو طلب کیا، جب مسلمان آ گئے تو اس نے ان سے پوچھا۔ ''تم نے کونسا نیا مذہب جاری کیا ہے۔'' مسلمانوں نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو اپنی طرف سے گفتگو کرنے پر مقرر کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''ہمارا مذہب نیا نہیں بلکہ وہی ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے تھے جو حضرت موسیٰ کا تھا اور جسے حضرت عیسیٰ لیکر آئے تھے۔''

نجاشی :۔ ''ہم نے سنا ہے تمہارا مذہب نصرانیت اور بت پرستی دونوں کے خلاف ہے۔''

حضرت جعفرؓ :۔ ''یہ اس حد تک صحیح ہے کہ بت پرستی کی مذمت کرتا ہے لیکن نصرانیت کو برا نہیں کہتا۔''

نجاشی :۔ ''تم عرب کے رئیسوں اور معزز لوگوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔''

حضرت جعفرؓ :۔ ہم کمزور لوگ کیا مخالفت کر سکتے ہیں، بلکہ قریش ہمارے مخالف ہیں، ان کے معزز لوگوں نے ہم پر اس قدر مظالم کیے ہیں کہ ہمارا عرصہ حیات تنگ ہو گیا ہے۔ ہمیں اپنا وطن اس لیے چھوڑنا پڑا کہ وہاں رہنا ہمارا دشوار کر دیا گیا۔ ''اے بادشاہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم لوگ جاہل تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے، خدا کو بھول بیٹھے تھے، نیک و بد کی تمیز نہیں رہی تھی۔ مردار کھاتے تھے، شراب پیتے تھے، جوا کھیلتے تھے۔ زنا کو برا نہیں جانتے تھے، ہر طاقتور کمزور کو پیس ڈالتا تھا، خدا نے ہم پر رحم کیا۔ ہم میں ایک رسولؐ بھیجا۔ اس کی شرافت اس کی صداقت اور اس کی امانت سے ہم خوب واقف تھے، اس نے ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ یہ بتایا کہ ہم بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ خدا کی عبادت کریں۔ سچ بولیں۔ خونریزی نہ کریں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، کمزوروں کا

Marfat.com

حق طاقتوروں سے دلائیں، ہمسایوں کو آرام پہنچائیں۔ پاکدامن عورتوں پر بہتان نہ لگائیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں، مالدار ہوں تو زکوٰۃ دیں، ہم ان پر ایمان لے آئے۔ ہم نے کفر سے توبہ کی، شرک اور بت پرستی چھوڑ دی، برے اعمال سے کنارہ کش ہو گئے، ہماری قوم ہم سے ناخوش ہو گئی اور ہم پر اس قدر مظالم اور اس قدر درندانہ سفاکیاں کیں کہ ہم تنگ آ کر وہاں سے نکل آئے اور آپ کے پاس آ کر پناہ لی۔ اب یہ لوگ آئے ہیں کہ ہمیں واپس لے جا کر پھر تختہ مشق بنائیں۔''

نجاشی حضرت جعفرؓ کی گفتگو سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے پوچھا کہ ''کیا تمہارے رسولؐ پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہے؟ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا جی ہاں! قرآن شریف نازل ہوا ہے۔''

بادشاہ:۔ میں سننا چاہتا ہوں، مجھے کچھ حصہ سناؤ۔''

حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی تلاوت شروع کر دی، ہم آیتوں کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

''تیرے پروردگار نے رحمت سے اپنے بندہ ذکریا کو یاد کیا جس وقت اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ سے پکارا۔ کہا اے پروردگار میرے میری ہڈیاں سست ہو گئی ہیں، میرے سر نے بڑھاپے کا شعلہ مارا ہے اور اے رب میں تجھے پکارنے میں بے نصیب نہیں تھا، میں ڈرتا ہوں وارثوں اپنے سے جو میرے پیچھے ہیں، میری عورت بانجھ ہے، مجھے ولی بخش جو میرا وارث ہو اور اولاد یعقوبؑ کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر دے۔''

نجاشی عربی خوب جانتا تھا، جعفرؓ پڑھ رہے تھے، وہ سن رہا تھا، اس کے دل پر اثر ہو رہا تھا، آخر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا، اس نے کہا۔ ''کیا پاکیزہ کلام ہے، خدا کی قسم اس کلام کا وہی رنگ ہے جو توریت اور انجیل کا ہے، ان تینوں چراغوں کا نور ایک ہے، تم امن اور اطمینان سے میرے ملک میں رہو۔''

پھر اس نے سفیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''تم واپس جاؤ، میں ان مظلوموں کو ہرگز تمہارے سپرد نہ کروں گا۔'' اس روز تو سفیر اپنا سامنہ لیکر واپس چلے آئے، لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری، دوسرے روز پھر بادشاہ کے دربار پہنچے۔

اور عرض کیا:۔ اے بادشاہ! یہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق برا اعتقاد رکھتے ہیں، تحفے قبول کرنے والے مصاحبوں نے بھی ان کے کلام کی تائید کی۔ بادشاہ کو یہ بات

Marfat.com

ناگوار گزری۔ اس نے پھر مسلمانوں کو طلب کیا۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ نجاشی نے اس لیے بلایا ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں بتاتے، بعض مسلمانوں نے حضرت جعفرؓ سے کہا کہ ''بادشاہ عیسائی ہے، اگر تم نے اپنے حقیقی عقیدہ کا اظہار کیا اور صاف کہہ دیا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے تو وہ ضرور برہم ہو جائے گا، اس لیے مصلحت سے کام لو۔'' حضرت جعفرؓ نے کہا۔'' وہ خوش ہو یا ناخوش ہمیں سچ بولنا چاہیے۔ خدا اور خدا کے رسولؐ نے سچ بولنے کا حکم دیا ہے، ہمیں خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، وہی ہماری مدد کریگا۔

مسلمان دربار میں پہنچے۔ عمرو بن العاص نے یہ بات بھی شاہ حبش سے کہہ دی تھی کہ ''مسلمان بڑے ہی سرکش خود سر اور مغرور ہیں۔ انہوں نے کل آپ کو سلام نہیں کیا۔ آج جب مسلمان آئے تو بادشاہ کے مصاحبوں نے ان سے کہا تم لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ کر کے کل نہ سلام کیا اور نہ آج۔'' حضرت جعفرؓ نے کہا۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔'' نجاشی نے کہا۔'' سجدہ کرنا میں بھی برا سمجھتا ہوں، یہ بتاؤ تمہارا حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا اعتقاد ہے؟''

حضرت جعفرؓ نے کہا۔'' خدا نے خود قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ'' حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندہ، کلمتہ اللہ اور اس کے پیغمبر ہیں۔'' نجاشی نے ایک تنکا اٹھا کر کہا۔ ''واللہ تم نے ٹھیک کہا، حضرت عیسیٰؑ اس سے زیادہ ایک تنکا کے برابر بھی نہیں ہیں۔'' اس وقت وہاں پادری تھے، انہیں بادشاہ کی باتیں ناگوار ہوئیں مگر کچھ کہہ نہ سکے۔ نجاشی نے عرب سفیروں کے تمام تحائف واپس کر دیئے۔ قریش کا وفد ناکام واپس ہوا اور مسلمان حبش میں آرام سے رہنے لگے۔

شاہ حبش کا قبول اسلام :۔ 6 ھ کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین عالم کو دعوت اسلام دی، عمروؓ بن امیہ کو شاہ حبش کے پاس بھیجا۔ حضرت جعفرؓ کی گفتگو سے شاہ حبش اسلام کی طرف مائل ہو چکے تھے۔ 7 ھ میں جب عمروؓ بن امیہ ان کے دربار میں پہنچے تو انہوں نے حضرت جعفرؓ کو بلا کر ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ حبش میں جو مسلمان گئے ہیں وہ مدینہ واپس آنا چاہتے ہیں۔ حضورﷺ نے شاہ حبش کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے

Marfat.com

اہتمام سے جہازوں میں سوار کرا کر بھیج دیں۔ شاہ حبش نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو مسلمان مدینہ جانا چاہتے تھے انہیں جہاز میں سوار کرا کر بھیج دیا، کہتے ہیں کہ ان میں حضرت جعفرؓ بھی تھے۔ وہ ذوہجرتین کہلاتے تھے، ایک ہجرت انہوں نے حبش میں کی اور دوسری مدینہ میں۔

لڑکیوں سے محبت:۔

ایام جاہلیت میں عربوں کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ سخت ناخوش ہوتے یا تو لڑکی کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتے یا زندہ دفن کر دیتے، بہت کم لڑکیاں زندہ رہنے دی جاتی تھیں اور جو لڑکیاں زندہ رہ جاتی تھیں ان کی نہ عزت کی جاتی تھی نہ ان سے کوئی محبت کرتا تھا مگر جب اسلام آیا اور لوگ مسلمان ہو گئے، تب لڑکیوں کے قتل کی ممانعت ہوئی۔ رفتہ رفتہ لڑکیوں سے محبت کی جانے لگی چنانچہ 7 ھ میں جب مسلمان عمرہ کرنے مکہ معظمہ میں گئے اور حج کر کے واپس ہونے لگے تو حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی جو بہت بچہ ہی تھیں اور جن کا نام حضرت امامہ تھا، بھاگتی ہوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا۔ ''یا عم، یا عم (اے چچا اے چچا) مجھے بھی ساتھ لے چلیے۔'' حضرت علیؓ نے انہیں جلدی سے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ حضرت حمزہؓ شہید ہو چکے تھے وہ یتیم تھیں، اسی وقت حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ بن حارث بھی وہاں آ گئے اور تینوں میں سے ہر ایک اس بات پر اصرار کرنے لگے کہ حضرت امامہؓ کو ہم پرورش کریں گے۔ حضرت زیدؓ نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ ''حضرت حمزہؓ ان کے دینی بھائی ہو گئے تھے، بھائی ہونے کی حیثیت سے امامہؓ ان کی بھتیجی ہیں۔ ان کی کفالت میں دی جائے۔'' حضرت علیؓ نے کہا۔ امامہؓ میری بہن ہے، میری گود میں آئی ہے مجھے دی جائے۔'' حضرت جعفرؓ نے کہا۔ ''یہ میری چچا زاد بہن ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے، میرا حق سب سے بڑھ کر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''بے شک خالہ بجائے ماں کے ہوتی ہے، جعفرؓ کا حق فائق ہے۔'' چنانچہ امامہؓ کو حضرت جعفرؓ کے سپرد کر دیا گیا۔

اللہ اکبر اسلام نے عربوں کی فطرت ہی بدل دی تھی، ایک دن وہ تھا کہ لڑکیوں کو برا، مقہور، ذلیل اور لائق گردن زدنی سمجھا جاتا تھا یا ایک دن وہ آیا کہ لڑکیوں کی پرورش اور کفالت کے لیے دعوے پیش ہونے لگے۔

Marfat.com

حضرت جعفرؓ کی شہادت:۔ رسول اللہ ﷺ نے جب سلاطین عالم کو دعوت اسلام دی تھی تو حاکم بصرہ کو بھی دعوت نامہ بھیجا تھا۔ حارثؓ بن عمیر یہ دعوت نامہ لے کر گئے تھے، جب وہ موتہ میں پہنچے تو وہاں کے عیسائی گورنر نے جس کا نام شرجیل بن غسانی تھا، انہیں شہید کر دیا، عیسائیوں کی یہی حماقت ان کی تباہی کا باعث ہوگئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حارث کے شہید ہو جانے کی اطلاع ہوئی تو آپ کو بڑا رنج ہوا۔ عام مسلمانوں کو بھی بڑا قلق ہوا۔ آنحضور ﷺ نے فوراً جہاد کا حکم دیدیا، مسلمان جمع ہونے لگے۔ کل تین ہزار مجاہدین جمع ہوئے، یہ سب لوگ موضع حرق میں جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے اس لشکر کی سرداری زیدؓ بن حارثؓ کو جو آنحضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، عطا کی اور فرمایا ''اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب سردار ہوں گے، اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر فوجی جسے مناسب سمجھیں سردار بنالیں۔'' ایک یہودی اس وقت وہاں تھا اور حضور ﷺ کے احکام سن رہا تھا اس نے کہا۔ ''اگر محمد (ﷺ) واقعی نبی ہیں تو زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہؓ تینوں شہید ہو جائیں گے۔

چونکہ حضرت جعفرؓ بنو ہاشم تھے۔ پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔ اس لیے لوگوں نے یہ چرچا شروع کیا کہ ان کی موجودگی میں ایک غلام کو سپہ سالاری زیب نہیں دیتی۔ حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا۔ ''افسوس ہے تم ابھی تک جھوٹے نسب پر فخر کرتے ہو، اسلام اس فخر کو مٹانے اور مساوات قائم کرنے آیا ہے، تم میں خدا کا برگزیدہ بندہ وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔''

یہ سنتے ہی سب خاموش ہوگئے، چونکہ یہ مہم قصاص لینے کے لیے بھیجی جا رہی تھی، اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''مسلمانو! اول دشمن سے قصاص طلب کرنا، اگر وہ قصاص ادا کر دے تو نہ لڑنا بلکہ دعوت اسلام دینا اور نہایت نرمی سے گفتگو کرنا۔''

آپؐ نے لشکر کو رخصت کیا، مسلمان چلے، شرجیل بن غسان ایک لاکھ لشکر جرار لیکر مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا، موتہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا سامنا ہوگیا، عیسائیوں کو اپنی کثرت پر بھروسہ تھا، وہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، صرف تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ عیسائیوں کا مقابلہ شروع کر دیا، حیرت ہوتی ہے مسلمانوں کی دلیری اور جرأت پر۔ کیسے نڈر اور بہادر مسلمان تھے، حقیقت یہ ہے کہ ان کی قوت ایمانی بڑھی ہوئی تھی، وہ شہادت کے متمنی تھے، اس لیے موت سے نہیں ڈرتے تھے، عیسائیوں نے یہ کوشش کی

Marfat.com

کہ مسلمانوں کی صفیں چیر کر زیر و زبر کر ڈالیں لیکن مسلمان پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ بڑی دلیری سے لڑے اور ایک دفعہ تو انہوں نے حملہ کر کے عیسائیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت زیدؓ بن حارث بائیں ہاتھ میں علم اور داہنے ہاتھ میں تلوار لیے بڑے جوش سے لڑ رہے تھے وہ جس طرف اور جس شخص پر حملہ کرتے تھے، اسے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتے تھے، عیسائیوں نے یہ سوچ کر اگر مسلمانوں کے سردار حضرت زیدؓ کو قتل کر ڈالیں تو مسلمان بھاگ جائیں گے۔ ان پر یورش کی اور چاروں طرف سے ان پر تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ حضرت زیدؓ نے بڑی جوانمردی پھرتی اور استقلال سے ان کے وار روکے۔ خود بھی حملے کیے۔ کئی دشمنوں کو قتل کیا لیکن دشمنوں نے ان پر تلواروں اور نیزوں کی اس قدر بارش کی کہ آخر وہ شہید ہو گئے۔ ان کے ہاتھ سے علم گرنے لگا، حضرت جعفرؓ قریب ہی تھے، انہوں نے گھوڑا بڑھا کر علم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور نعرہ تکبیر بلند کر کے کہا۔ ''اے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتانے والو! دور ہٹ جاؤ اب علم ایک ہاشمی جوان کے ہاتھ میں آ گیا ہے، اس کی تلوار بجلی کی لپک ہے جس کے سر پر پڑے گی اسے ہلاک کر ڈالے گی۔'' یہ کہتے ہی انہوں نے بڑے جوش سے حملہ کیا، کئی کافروں کے سر اڑا دیئے، کئی کو زخمی کر دیا۔ دشمن یہ کیفیت دیکھ کر سامنے سے ہٹ گئے، انہوں نے دوسری صف پر حملہ کیا، اس صف کے بھی کئی بہادروں کو قتل کر کے صف کی صف کو درہم برہم کر دیا۔

حضرت جعفرؓ کو اس بے جگری اور بہادری سے لڑتے ہوئے دیکھ کر مسلمانوں کو بھی جوش آ گیا۔ انہوں نے بھی شدت سے حملے کر کے دشمنوں کے سر اڑانے شروع کر دیئے۔ سروں پر سر اچھلنے لگے، خون کی بارش ہونے لگی۔ لڑائی کا زور بڑھ گیا، مسلمان بھی زخمی ہونے لگے اور شہید ہو ہو کر گرنے لگے لیکن فریقین اس قدر جوش میں تھے کہ مرنے والوں کا خیال ہی نہ کرتے تھے۔ حضرت جعفرؓ نے بے شمار کافروں کو مار ڈالا، عیسائیوں نے ان پر بھی یلغار کی مگر جب ان پر بس نہ چلا تو ان کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں، حضرت جعفرؓ گھوڑے سے کود کر پیادہ ہو گئے۔ لیکن ان کے جوش و خروش کا وہی عالم رہا، ان کی برق وش تلوار برابر دشمنوں کے سر اڑاتی رہی۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر حملے کرتے رہے چونکہ آپؓ کے بائیں ہاتھ میں علم تھا، ڈھال نہ تھی، اس لیے کافروں کا ہر وار زخم لگا جاتا تھا اور ہر زخم پر وہ غضبناک ہو کر حملہ کر کے ایک کافر کو مار

Marfat.com

ڈالتے تھے، کئی کافروں نے پشت کی طرف سے آکر حملہ کیا، کسی کی تلوار نے آپؓ کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، تلوار ہاتھ کے ساتھ گری، بائیں ہاتھ سے آپ علم سنبھالے رہے۔ دشمنوں نے بائیں ہاتھ پر بھی تلواریں ماریں، آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا، آپؓ نے علم کو سینہ سے لگا کر گردن سے روک لیا، اگرچہ آپؓ کے دونوں ہاتھ کٹ چکے تھے۔ سارا جسم زخموں سے چھلنی تھا لیکن آپؓ علم کی اب بھی حفاظت کر رہے تھے۔ اسے گرنے نہ دیتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے بیان کیا ہے کہ آپؓ جسم پر آگے کی طرف نوے زخم کھا کر اور دونوں ہاتھ کٹوا کر بھی علم سنبھالے کھڑے تھے کیا ہم بھی ایسے ہی بہادر اور ایسے ہی مستقل مزاج ہیں، دشمنوں نے آپ کے سر پر تلواریں ماریں اور آپؓ شہید ہو گئے۔ آپؓ کے شہید ہوتے ہی حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے علم سنبھالا اور جوش وخروش سے لڑے۔

لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، ان کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو اپنا سردار مقرر کیا۔ حضرت خالدؓ نے علم ہاتھ میں لیکر اس شدت سے حملہ کیا کہ کافر۔۔۔۔۔ پیچھے ہٹتے چلے گئے، آخر وہ شکست کھا کر بھاگے، تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ عیسائیوں کو شکست فاش دی، یہ تھی مسلمانوں کی بہادری اور قوت ایمانی۔

جعفر طیارؓ۔ میدان جنگ میں جس طرح زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہؓ شہید ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے الہام کے ذریعہ مسلمانوں کو بتاتے جاتے تھے، کچھ عرصہ کے بعد فاتح لشکر واپس آیا، اس کے سپاہیوں سے رسول اللہ ﷺ کے الہام کی تصدیق ہوئی۔ ایک صحابیؓ نے حضرت جعفرؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اڑتے پھر رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس خواب کو سن کر فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھ کٹ جانے کی وجہ سے انہیں دو پر عنایت فرمائے ہیں۔'' اسی روز سے حضرت جعفرؓ کا لقب طیار ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت بلالؓ

آپ کا نام بلالؓ تھا۔ ریاح کے بیٹے تھے، آپ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔ حبشی النسل تھے۔ بلال حبشی کہلاتے تھے، آپ قریش کے مشہور سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے، جب تک آپ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ امیہ آپؓ پر مہربانی کرتا رہتا تھا۔ آپؓ بھی اپنے آقا کی خدمت، وفاداری اور ہمدردی سے کرتے تھے۔ آپؓ کا رنگ سانولا تھا، بلند قامت اور مضبوط جسم کے تھے۔ آپؓ بہت زیادہ بلند آواز تھے۔

جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو آپؓ کے کانوں میں بھی اسلام کی تعلیم اور اللہ کا نام پہنچا۔ آپؓ بھی مسلمان ہو گئے۔ اس وقت تک جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا تھا، وہ اپنا اسلام کفار قریش کے خوف سے ظاہر نہیں کرتا تھا چنانچہ آپ نے بھی اپنے مسلمان ہو جانے کو کسی پر ظاہر نہیں کیا، جس طرح اور مسلمان چھپ کر نماز پڑھتے تھے اسی طرح آپؓ بھی چھپ کر پڑھا کرتے تھے، ایک روز آپؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ امیہ نے جو آپؓ کا آقا تھا، دیکھ لیا، اسے سخت ناگوار ہوا، اس نے کڑک کر پوچھا۔ ''کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟''

کفار مکہ مسلمانوں کو بے دین کہا کرتے تھے۔ حضرت بلالؓ کو جھوٹ سے نفرت تھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں۔'' امیہ نے غضبناک ہو کر آپؓ کو کوڑوں سے پیٹا، اس کا خیال تھا کہ مار کھا کر بلالؓ مرتد ہو جائیں گے لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان پر مار کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا اور اب وہ علانیہ نماز پڑھنے لگے، امیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

جانکاہ اذیتیں:۔ امیہ نے حضرت بلالؓ کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دینی شروع کیں۔ ملک عرب میں گرمی کے موسم میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ گرمیوں کے ایام میں جب دوپہر ہو جاتی اور آفتاب کی تمازت سے بالو ریت گرم ہو کر اس قدر جلنے لگتا کہ اس میں دانے بھونے جا سکتے تھے، اس وقت بد بخت امیہ حضرت

Marfat.com

بلالؓ کو ننگا کر کے ریت پر لٹا دیتا۔ آپؓ کی پشت جل جاتی، اس میں آبلے پڑ جاتے، مگر آپؓ اُف نہ کرتے۔ اس اذیت کو برداشت کرتے امیہ اور اس کے ساتھی جل نہیں جاتے اور ستم پر ستم کرتے۔ ان کی چھاتی پر جلتا ہوا وزنی پتھر رکھ دیتے، جس سے وہ کروٹ نہ لے سکتے اور سانس بھی رک رک کر آتا۔ امیہ ان سے کہتا "بلالؓ اسلام چھوڑ دے۔" آپؓ "احد" کا نعرہ لگاتے، بے رحم درندہ خصلت امیہ ان کے جسم پر درے مارتا اور کہتا "مارتے مارتے تجھے مار ڈالوں گا، ورنہ اسلام سے باز آ جا۔" آپؓ کا ایک ہی جواب ہوتا اور وہ "احد" تھا۔ لفظ احد کافروں کے دلوں پر بم کا کام کرتا، امیہ غصہ سے اپنی انگلیاں چبا ڈالتا۔ حضرت بلالؓ کو کئی کئی روز کھانے کو نہ دیتا، نہ پانی دیتا، پیاس سے جان لبوں پر آ جاتی، اگر آپؓ پانی مانگتے تو امیہ کہتا۔ "اے بلالؓ میں تجھے کھانا، پانی اور دنیا کی ساری نعمتیں دے دوں گا، آزاد بھی کر دوں گا مگر تو اسلام کو چھوڑ دے۔" آپؓ جواب دیتے۔ "اسلام میری رگ رگ میں سما گیا ہے، تم مجھے مار بھی ڈالو گے میں اسلام جب بھی نہ چھوڑوں گا۔" امیہ نے ایک روز حضرت بلالؓ سے کہا، اچھا تو اسلام نہیں چھوڑتا نہ چھوڑ، مگر نماز نہ پڑھا کر۔" حضرت بلالؓ نے کہا۔ 'نماز اسلام کا رکن ہے، نماز سے ہی ہم اپنی بندگی کا اظہار کر کے خدا کی عبادت کرتے ہیں جو شخص نماز نہیں پڑھتا، وہ مسلمان کہاں رہتا ہے۔"

امیہ چاہتا تھا کہ حضرت بلالؓ سے ایک رکن اسلام کا چھڑوا دوں رفتہ رفتہ وہ شعائر اسلام بھی چھوڑ دے گا۔ پھر مسلمان نہ رہے گا، لیکن بلالؓ سچے اور پکے مسلمان ہو گئے تھے، وہ خوب جانتے تھے کہ نماز چھوڑ کر مسلمان نہیں رہ سکتے۔ اس لیے انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

امیہ اور بھی دشمن ہو گیا۔ اس نے اور بھی بے رحمیاں اور زیادتیاں کرنی شروع کیں۔ چمڑہ کے دروں سے اس قدر مارتا کہ حضرت بلالؓ کا جسم لہولہان ہو جاتا۔ جب وہ بے حال ہو جاتے تو کہتا۔ "اسلام چھوڑ دے جو تو کہے گا میں وہی دوں گا۔" آپؓ جواب میں "احد" کا نعرہ لگاتے۔ امیہ جل جل جاتا۔ جب امیہ آپؓ پر سختیاں کرتے کرتے اور آپؓ کو مارتے مارتے تھک گیا، تب اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ آپؓ کے گلے میں رسی باندھ کر شریر لونڈوں اور غنڈہ نوجوانوں کے سپرد کر دیتا۔ وہ حضرت بلالؓ کو شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھسیٹتے پھرتے۔ لاتیں، گھونسے، چابک اور پتھر مارتے آپؓ مجروح ہو جاتے، شیطان آپؓ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپؓ سے کہتے۔

Marfat.com

"اسلام چھوڑ دے۔" آپ کہتے، جان دے دوں گا مگر اسلام نہ چھوڑوں گا۔" غنڈے آپؓ کو اور بھی بے رحمی سے مارتے، آپؓ کبھی "احد" اور کبھی "یا اللہ" کا نعرہ مارتے، مشرک اور کافر آپؓ کو نماز کے وقت ستاتے لیکن جب نماز کا وقت ہوتا آپؓ نماز نماز پڑھنے کی ضرور کوشش کرتے، آپؓ کو اس قدر اذیتیں دی جاتیں کہ بعض نرم دل کافروں کو بھی آپؓ پر رحم آ جاتا۔

آزادی :۔ مسلمان حضرت بلالؓ پر سفاکیاں اور درندانہ مظالم ہوتے دیکھتے، انہیں جوش اور غصہ آتا لیکن چونکہ وہ کمزور تھے، اس لیے ضبط وصبر کرتے اور ان کی بہتری کی دعائیں مانگا کرتے۔ ایک روز جب امیہ نے حضرت بلالؓ کے سینہ پر وزنی پتھر رکھ کر یہ تہیہ کر لیا تھا کہ انہیں مار ڈالے گا، حضرت ابو بکر صدیقؓ آ نکلے۔ انہیں بڑا ترس آیا۔ انہوں نے امیہ سے کہا، بے رحم اور سفاک انسان! آخر یہ بے رحمی اور سفاکی کب تک۔ بلالؓ بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ ظلم وستم کی انتہا ہو چکی، اب درندگی سے باز آؤ۔"

امیہ نے حقارت بھرے لہجہ میں کہا۔ "بلالؓ انسان نہیں غلام ہے، ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اس کی کھال ادھیڑ ڈالیں، اس کے جسم کے ٹکڑے کر ڈالیں، یہ بہت اچھا غلام تھا، مگر بے دینوں نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ کم بخت تکلیفیں اٹھاتا ہے، اذیتیں برداشت کرتا ہے لیکن اسلام کو نہیں چھوڑتا، مجھے تو حیرت ہے کہ اس کی روح کس چیز میں اٹکی ہوئی ہے۔ یہ زندہ کیسے ہے، مجھے ان لوگوں پر بڑا غصہ ہے جنہوں نے بہکا کر اسے گمراہ اور خراب کر دیا ہے، اب یہ میرے کسی کام کا نہیں رہا۔ اگر تمہیں اس سے ہمدردی ہے تو اسے خرید لو۔"

حضرت ابو بکرؓ یہی چاہتے تھے انہوں نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا، قیمت ادا کر دی۔ اپنے ساتھ لائے۔ ان کی جراحتوں کا علاج کرایا اور جب وہ اچھے ہو گئے تو انہیں آزاد کر دیا۔ وہ بہت خوش ہوئے، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت نہیں عشق تھا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں غلاموں کی طرح رہنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت بلالؓ کی بڑی عزت اور ان سے محبت کرتے تھے۔

ہجرت :۔ جب ہجرت کا حکم آ گیا اور مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کرنے

Marfat.com

لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہجرت کر گئے، تب آپؓ نے بھی ہجرت کی۔ کافروں کا زور تھا، مسلمان کمزور تھے۔ چھپ کر ہجرت کرتے تھے، حضرت بلالؓ نے بھی چھپ کر ہجرت کی۔

مؤذن:۔ حضرت بلالؓ کو یہ فخر اور شرف حاصل ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے مؤذن وہی مقرر ہوئے۔ 1ھ تک مسلمانوں کو نماز کی اطلاع دینے کا کوئی طریقہ مقرر نہیں ہوا تھا۔ بت پرست عبادت کے وقت سنکھ بجاتے تھے۔ عیسائی گھنٹے بجاتے تھے اور یہودی ترئی پھونکتے تھے، جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ دقت پیش آئی کہ مسلمانوں کو وقت پر کس طرح جمع کیا جائے۔ حضور ﷺ نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا جائے۔ وہ مسلمانوں کو جمع کر لایا کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا کہ نماز کے وقت ''الصلوٰۃ جامعۃ'' پکار دیا جایا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔ حضرت بلالؓ خوش الحان اور بلند آواز تھے، ان کی آواز دو دو تین تین میل تک پہنچ جاتی تھی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اس خدمت پر مامور کیا۔

چند دنوں کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے کسی کو اذان دیتے سنا۔ آپ نے بیدار ہو کر رسول اللہ ﷺ سے اذان کا ذکر کر کے اس کے الفاظ دہرائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند کیا اور اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ اذان دینے لگے۔ غیر شیعی آج تک وہی اذان دیتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دی جاتی تھی۔ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے کے لیے در دولت پر جا کر حضرت بلالؓ نے کہا، الصلوٰۃ خیر من النوم۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ الفاظ بہت پسند آئے، آپؐ نے صبح کی اذان میں انہیں بھی شامل کرنے کا حکم دے دیا۔ اذان سے ایک طرف تو مسلمانوں کو جماعت کے وقت کی اطلاع ہو جاتی، دوسرے دن میں پانچ وقت توحید کا اعلان ہو جاتا۔

11ھ میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت بلالؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپؓ نے اذان کہنی بند کر دی۔ ہر چند صحابہؓ نے اصرار کیا لیکن اذان نہیں دی، جب زیادہ لوگوں نے مجبور کیا تو کہہ دیا۔ ''اذان دیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیکر مقدس آنکھوں کے سامنے پھر جائیگا۔ اس وقت مجھ سے ضبط نہ ہو سکے گا۔''

Marfat.com

حضرت بلالؓ ملک شام میں :۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نے زیادہ پریشان کیا تو وہ جہاد کرنے ملک شام میں چلے گئے۔ وہ کئی معرکوں میں شریک ہوئے اور نہایت بہادری سے لڑے، جب حضرت عمر فاروقؓ کا عہد خلافت آیا اور مسلمانوں نے ملک شام کا زیادہ حصہ فتح کر لیا تو دنیا نے حیرت سے یہ دیکھا کہ ان عربوں نے جو پسماندہ تھے جن کی کوئی اصل وحقیقت نہ تھی۔ ایران و روم کو تہہ و بالا کر ڈالا۔ مسلمانوں نے بیت المقدس پر یورش کر کے اس کا محاصرہ کر لیا، وہاں کے عیسائیوں نے یہ درخواست کی کہ اگر مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ آجائیں تو ہم قلعہ بغیر لڑے بھڑے ان کے حوالے کر دیں گے۔'' حضرت عمرؓ جو شہنشاہ اسلام تھے اور جن کے تدبر کی، شجاعت کی اور استقلال کی دھوم تھی۔ اس شان سے چلے کہ ایک اونٹنی پر سوار ہو گئے، کچھ ستو، کچھ کھجوریں اور ایک کاٹھ کا پیالہ ساتھ لے لیا۔ غلام بھی ساتھ تھا، ایک روز آپ اونٹنی پر سوار ہوتے اور ایک روز غلام سوار ہو کر چلتا، آپؓ اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے ہو لیتے، جب آپؓ بیت المقدس کے قریب پہنچے تو غلام کی باری آگئی۔ اس نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا۔ ''یا امیر المومنین ! آج آپؓ سوار ہو جائیں، مسلمان اور عیسائی آپ کے استقبال کے لیے آرہے ہیں۔'' آپؓ نے فرمایا۔ ''میں بے انصافی ہرگز نہ کروں گا۔ آج بغیر باری کے اپنی شان دکھانے کے لیے اونٹ پر سوار ہو جاؤں، کل قیامت کے روز کیا جواب دوں گا۔''

چنانچہ غلام اونٹ پر سوار ہو گیا۔ آپؓ مہار پکڑ کر چلے۔ کچھ دور چلے تھے کہ مسلمان اور بیت المقدس کے عیسائی استقبال کو آگئے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور شیر اسلام امیر المومنین، مسلمانوں کے شہنشاہ اونٹ کی مہار پکڑے بڑی بے تکلفی سے چلے آرہے ہیں۔ مسلمانوں پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ عیسائی بھی ششدر رہ گئے۔ انہوں نے بیت المقدس کا دروازہ کھول دیا، اس طرح فلسطین کا ایک زبردست شہر بغیر جنگ کے فتح ہو گیا۔ حضرت بلالؓ بھی حضرت عمر فاروقؓ سے ملنے کے لیے بیت المقدس آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی بڑی عزت وعظمت کی۔ حضرت بلالؓ نے امیر المومنین سے یہ شکایت کی کہ ہمارے فوجی اور ملکی افسران پرندوں کا گوشت اور میدہ کی روٹیاں کھاتے ہیں، عام مسلمانوں کو معمولی کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔''

حضرت عمر فاروقؓ نے افسروں کی طرف دیکھا، وہ سہم گئے۔ انہوں نے عرض کیا۔

Marfat.com

"یا امیر المومنین! اس ملک میں تمام چیزیں سستی ہیں، جس قیمت پر حجاز میں معمولی آٹے کی روٹی اور کھجور ملتی ہے اسی قیمت پر یہاں پرندوں کا گوشت اور میدہ کی روٹی مل جاتی ہے۔" حضرت عمرؓ نے تنخواہ اور مال غنیمت کے علاوہ سپاہیوں کا کھانا بھی مقرر کر دیا۔

"ایک دن جب نماز کا وقت آیا تو مجاہدین نے حضرت عمر فاروقؓ سے عرض کیا کہ وہ حضرت بلالؓ سے اذان دینے کے لیے کہیں۔" حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا۔ انہوں نے کہا۔ "میں ارادہ کر چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اذان نہ دوں گا لیکن میں آپؓ کے حکم کو نہیں ٹال سکتا، آپؓ وہ ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ آج کے بعد مجھے مجبور نہ کیا جائے، آپؓ نے اذان دینی شروع کی، صحابہ کرام کی نظروں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک زمانہ پھر گیا۔ آنحضور ﷺ کی یاد تازہ ہوگئی، سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت معاذؓ بن جبل روتے روتے بے تاب ہوگئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی ہچکی بندھ گئی۔ خود حضرت بلالؓ کے رخساروں پر آنسو بہہ نکلے۔ آواز بھرا گئی۔ شدت غم سے لوگوں کے سینے پھٹنے کے قریب ہو گئے۔

حضرت بلالؓ کی وفات:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدمے نے حضرت بلالؓ کے دل و دماغ پر بڑا اثر کیا تھا۔ انہوں نے 20 ھ میں حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سعدؓ بن وقاص

حضرت سعدؓ بن وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں تھے، جب آپؓ مسلمان ہوئے تو مشرکین قریش نے آپؓ پر بھی اس قدر مظالم کیے کہ دیکھنے والوں کو بھی آپ پر رحم آ گیا۔ اگرچہ آپؓ بڑے بااثر تھے، آپؓ کا قبیلہ اور دوسرے قبائل بھی آپؓ کی بڑی عزت وعظمت کرتے تھے لیکن مسلمان ہوتے ہی لوگوں کو آپؓ سے کوئی ہمدردی ہی نہ رہی۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپؓ چند مسلمانوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے، وہاں چند شریر اور غنڈے قریشی آ گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکا اور کہا۔ ''ہمیں تمہارا نماز پڑھنا ہی سب سے زیادہ برا معلوم ہوتا ہے، تم دو باتیں نہ کرو، تو ہم تمہیں کچھ نہ کہیں، ایک تو ہمارے معبودوں کو برا نہ کہو۔ دوسرے نماز نہ پڑھو۔'' حضرت سعدؓ بن وقاص نے کہا۔ ''ہم دونوں باتیں نہیں چھوڑ سکتے۔ تم بتوں کو پوجتے ہو۔ بت خدا نہیں ہیں، اگر ہم نماز نہ پڑھیں تو مسلمان کیسے کہلائیں۔''

غنڈوں کو اس بات پر اصرار تھا کہ نماز نہ پڑھو۔ مسلمان کہتے تھے کہ ضرور پڑھیں گے، بات بڑھ گئی۔ شریر قریشیوں نے سختی کا برتاؤ کیا اور ایک کافر نے تلوار سے حملہ کیا۔ حضرت سعدؓ بن وقاص کو جوش آ گیا۔ انہوں نے بھی تلوار نکال لی، کافر کا مقابلہ کیا اور ایسی تلوار ماری کہ مشرک زخمی ہو گیا۔ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ خدا میں چلی۔

ہجرت:۔ حضرت سعدؓ بن وقاص بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکثر معرکوں میں شریک ہوئے۔ آپؓ بڑے بہادر اور نہایت جری تھے۔ غزوہ احد میں بھی آپؓ موجود تھے۔ جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نرغہ کیا تو آپؓ حضور ﷺ کے سامنے سپر بن کر کھڑے ہو گئے۔ بڑے جوش کے ساتھ کافروں سے لڑے، یہاں تک کہ لڑائی کا پانسہ پلٹا، فتح یاب دشمن شکست کھا کر بھاگا۔ آپؓ کی بہادری اور

Marfat.com

استقلال کی شہرت تھی۔

سپہ سالاری:۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ایران پر عام لشکر کشی کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شاہ کسریٰ یزدجرد نے تمام ایران کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر برانگیختہ کر دیا، جب حضرت عمر فاروقؓ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ تمام ایران مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تو آپؓ نے بھی جہاد کا اعلان کر دیا۔ ہر طرف سے فوجیں آنے لگیں۔ مدینہ منورہ کا میدان مجاہدوں سے بھر گیا۔ آپؓ نے خود سپہ سالار بن کر اس لشکر کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اکابر قوم نے آپؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؓ کا سپہ سالار بن کر جانا مناسب نہیں ہے۔'' حضرت عثمانؓ نے کہا۔ ''اگر شاہ ایران خود لڑنے آتا تو اس کے مقابلہ میں آپ کا جانا بھی مناسب تھا مگر وہ سپہ سالاروں کو بھیج رہا ہے، آپ بھی سپہ سالار ہی بھیجیں۔'' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا۔ ''آپؓ کا مدینہ منورہ میں رہنا ہی مناسب ہے، اگر خدانخواستہ اسلامی لشکر کو ہزیمت ہو تو آپؓ یہاں سے اس کا تدارک کر سکتے ہیں، ایرانوں کو بھی یہ خیال رہے گا کہ مسلمانوں کے خلیفہ دارالسلطنت میں موجود ہیں، لیکن اگر آپ کی موجودگی میں شکست ہو گئی تو مسلمانوں کا سنبھلنا دشوار ہو جائے گا۔'' حضرت علیؓ نے بھی اس بات کی تائید کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مجاہدین سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''میرا ارادہ تمہارے ساتھ جانے کا تھا لیکن صحابہ کرامؓ میرے جانے کو مناسب نہیں سمجھتے، اس لیے مجبور ہوں۔''

اب یہ مسئلہ پیش ہوا کہ اس لشکر کا سپہ سالار کسے بنایا جائے۔ حضرت خالدؓ بن الولید اور حضرت ابوعبیدہؓ ملک شام میں مصروف جنگ تھے۔ حضرت علیؓ سے کہا گیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا۔ ''میں ایک بہتر شخص کو بتاتا ہوں۔ سعدؓ بن وقاص کو سپہ سالار مقرر کیجئے۔'' سب نے عبدالرحمٰنؓ کی تائید کی۔

حضرت سعدؓ بن وقاص اس وقت قبیلہ ہوازن سے صدقات وصول کرنے پر مامور تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں طلب کیا، جب وہ آگئے تو انہیں مناسب ہدایتیں کیں۔ سپہ سالاری کا علم دیا اور دس ہزار لشکر کے ساتھ ایران کی طرف روانہ کر دیا۔ اس طرح آپؓ سپہ سالار مقرر ہوئے۔ چونکہ حضرت عمرؓ کو ان کی سپہ سالاری کی قابلیت کا اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے اس مہم کے تمام اختیارات اپنے قبضہ میں رکھے، فوج کی نقل و حرکت، رسد کا بندوبست، لشکر کی تربیت، حملہ کا ڈھنگ، فوجوں کی تقسیم غرض ہر بات کے لیے احکام

Marfat.com

بھیجتے رہے۔

اسلامی لشکر قادسیہ میں :۔ جب حضرت سعدؓ بن وقاص مقام شراف میں پہنچے تو اشعث بن قیس دو ہزار مجاہدوں کو لیکر آ گئے اور حضرت مثنیٰؓ کے بھائی (8000) آٹھ ہزار سپاہ لے کر آ گئے اور ابھی مجاہدین آتے رہے۔ یہاں حضرت سعدؓ نے لشکر کا جائزہ لیا تو تیس ہزار کے قریب ہو گیا آپؓ نے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ ہراول میں زہرہؓ بن قتادہ کو جو ایام جاہلیت میں بحرین کے بادشاہ تھے، میمنہ میں عبداللہ بن المعتصم کو میسرہ میں شرجیلؓ بن السمط کو ساقہ میں عاصمؓ بن عمرو تمیمی کو طلایہ میں سوادؓ بن مالک کو مقرر کیا۔ مہتمم خزانہ عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ کو مہتمم رسد سلمانؓ فارسی کو مترجم بلالؓ ہجری کو اور سیکرٹری حضرت زیادؓ بن ابو سفیان کو مقرر کیا۔ اس لشکر میں بڑے پایہ کے صحابہؓ تھے۔ ستر ایسے صحابہؓ تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ تین سو ایسے صحابیؓ تھے جو بیت رضوان کے وقت موجود تھے اور تین سو ایسے بزرگ تھے جو فتح مکہ میں شریک تھے، ابھی آپؓ مقام شراف ہی میں تھے کہ فاروقی فرمان پہنچا کہ قادسیہ کی طرف بڑھو اور ایسے مقام پر قیام کرو کہ تمہارے سامنے فارس کی زمین ہو اور پشت پر عرب کے پہاڑ ہوں، اگر خدا فتح عطا فرمائے تو جس قدر چاہو آگے بڑھتے جاؤ اور اگر خدانخواستہ دوسری صورت پیش آئے تو پیچھے ہٹ کر پہاڑ پر جم جاؤ اور دشمن کو آگے نہ بڑھنے دو۔''

قادسیہ کوفہ سے پینتیس میل کے فاصلہ پر نہروں اور چشموں کی وجہ سے نہایت سرسبز و شاداب مقام تھا۔ حضرت سعدؓ بن وقاص لشکر لیکر قادسیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک عذیب آیا، یہاں ایرانیوں کا میگزین رہتا تھا جس کی حفاظت پر ایک فوجی دستہ معمور تھا، مسلمانوں کی آمد کی خبر سنتے ہی وہ دستہ میگزین چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت سعدؓ وہاں سے بڑھ کر قادسیہ میں جا ٹھہرے۔ مسلمانوں کے وہاں پہنچنے سے فرات اور حیرہ کے درمیانی علاقہ پر بڑا اثر پڑا۔

ایرانیوں کی لشکر کشی :۔ اس وقت یزدجرد کے دربار میں ایک شخص رستم نامی نہایت بہادر اور بڑا مدبر تھا۔ شاہ ایران نے اسے ڈیڑھ لاکھ لشکر جرار دیکر روانہ کیا اور حکم دیا کہ مسلمانوں کا خاتمہ کر کے اور حجاز کو فتح کرنے کے بعد واپس آئے۔ وہ عظیم الشان لشکر لیکر مداین دارالسلطنت ایران سے روانہ ہو کر ساباط میں جا ٹھہرا۔

Marfat.com

دربار ایران میں اسلامی سفیر :۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ ''اول یزدجرد شاہ ایران کے پاس ایک سفارت بھیجو اور اسے دعوت اسلام دو، اگر قبول کر لے تو ایران سے ہٹ آؤ، انکار کرے تو آگے بڑھو۔''

حضرت سعدؓ نے سفارت میں بھیجنے کے لیے چودہ نامور لوگوں کو منتخب کیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عطاردؓ بن حاجب، اشعثؓ بن قیس، حارثؓ بن حسان، عاصمؓ بن عمروؓ، عمرو بن معدی کرب، مغیرہؓ بن شعبہ، معنیؓ بن حارث، نعمانؓ بن مقرن، بشیرؓ ابی رہم، قیسؓ بن زرارہ، فراتؓ بن حبان، حنظلہؓ بن ربیع، عدیؓ بن سہیل، حملہؓ بن جوز۔

مدائن قادسیہ سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اسلامی سفیر عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بے دھڑک گھوڑے اڑاتے چلے، رستم کے مدفن کے قریب سے گزر کر مداین میں داخل ہوئے چونکہ مسلمانوں نے ایران کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا، اس لیے ان کی شہرت تمام فارس میں پھیل گئی تھی، جب ایرانیوں نے سنا کہ مسلمان آئے ہیں تو وہ انہیں دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ جس طرف سے وہ گزرے تماشائیوں کے ٹھٹ آ لگے جب یزدگرد کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے انہیں مرعوب کرنے کے لیے بڑی شان سے دربار آراستہ کیا۔ مسلمان اپنا قومی لباس پہنتے تھے۔ ٹخنوں تک لمبے جبے تھے۔ کاندھوں پر چادریں تھیں۔ سروں پر عمامے تھے۔ عماموں پر رومال تھے۔ پشت پر ڈھالیں تھیں۔ ڈھالوں پر ترکش لٹک رہے تھے۔ تلواریں حمائل تھیں۔ موزے چڑھائے۔ ہاتھوں میں چمڑہ کے کوڑے لیے تھے۔ اس شان سے وہ دربار میں داخل ہوئے، تمام درباریوں اور خود یزدگرد پر ان کی شان دیکھ کر بڑا رعب پڑا۔ ایرانی فال اور شگون کے معتقد تھے۔ یزدجرد نے سفیروں سے پوچھا۔ ''عربی میں چادر کو کیا کہتے ہیں؟'' کسی نے جواب دیا۔ ''برد'' اس نے فارسی محاورہ کے لحاظ سے کہا۔ ''جہاں برد'' پھر اس نے کوڑہ کی عربی پوچھی، جواب دیا کہ کوڑے کو ''سوط'' کہتے ہیں، وہ سوخت سمجھا۔ اس نے کہا۔ ''جہاں را سوختند'' درباریوں کو اس کی یہ گفتگو نہایت ناگوار گزر رہی تھی۔ لیکن رعب شاہی سے کوئی کچھ نہ کہتا تھا۔ اب مترجم کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ نعمانؓ بن مقرن نے اول اسلام کی خوبیاں بیان کیں اور شاہ ایران کو اسلام کی دعوت دی۔ مسلمانوں کی بے باکی اور بے خوفی کا اندازہ اس سے کرنا چاہیے کہ وہ ایک عظیم المرتبت شہنشاہ کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ ہو یزدجرد کو بہت ناگوار ہوا۔ اس نے

Marfat.com

اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور مسلمانوں پر یہ الزام لگایا کہ وہ بغیر کسی وجہ کے ایران پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ نعمانؓ نے کہا۔ ''مسلمانوں نے کسی ملک پر اس وقت تک حملہ نہیں کیا، جب تک ابتداء دوسری طرف سے نہیں کی گئی۔ شاہ ایران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت نامہ چاک کر دیا تھا اور باذن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری پر مامور کیا تھا اور جبکہ ملک حجاز میں بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ اس وقت دربار ایران نے باغیوں کی مدد کی تھی، ایران جزیرہ نما عرب پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، آج ہم اس لیے آئے ہیں کہ یا تو آپ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دیں یا لڑیں۔''

یزدجرد اس گفتگو کو سن کر بہت برہم ہوا، اس نے گرج کر رعب جمانے کے لیے کہا۔ ''تم وحشی ہو۔ جنگلی ہو۔ ہم سے تعداد میں کم ہو، تمہاری کوئی طاقت نہیں ہے، تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے، ہم چاہیں تمہیں کچل ڈالیں، ہم جانتے ہیں، تم افلاس اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر اپنے ملک سے نکل کھڑے ہوئے ہو ہم تم پر احسان کرینگے۔ تمہیں غلہ دیں گے، کپڑا دیں گے، کچھ نقدی بھی دے دیں گے اور تم پر یہ احسان کریں گے کہ تم پر ایسا حاکم مقرر کر دیں گے جو تم سے نرمی کا سلوک کرے گا۔'' قیسؓ بن زرارہ نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔'' آپ نے ٹھیک کہا، ہم جاہل تھے، وحشی تھے، مفلس تھے، بدمعاش تھے، سب کچھ تھے، ہم پر اللہ نے رحم کیا، ہماری ہدایت کے لیے اپنا رسولؐ بھیجا، ہم تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ گئے، گمراہی چھوڑ کر صراط مستقیم پر قائم ہو گئے، غیر اللہ کی پرستش چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ اب ہم حق و صداقت کی شمع لے کر وحدت کی روشنی پھیلانے نکلے ہیں، اگر تم بھی اس روشنی سے فائدہ اٹھاؤ تو تمہارے ہی لیے بہتر ہے اور اگر ضد اور سرکشی سے ضلالت اور گمراہی میں ہی پڑے رہنا چاہو تو ہمارے محکوم ہو جاؤ، ہم تمہاری حفاظت کریں گے تم اس صلہ میں ہمیں جزیہ دو اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔''

یزدجرد غصہ سے سرخ ہو گیا، اس نے کہا۔ ''تم نے سخت اور گستاخانہ باتیں کیں، اگر تم سفیر نہ ہوتے تو میں تمہیں سب کو قتل کرا دیتا، اس نے اپنے خادموں کو بلا کر ایک ٹوکری مٹی منگوائی اور پوچھا۔ ''تم میں میر وفد کون ہے؟'' حضرت عاصمؓ نے کہا۔ ''میں ہوں۔'' یزدجرد نے مٹی کی ٹوکری عاصمؓ کے سر پر رکھ کر کہا:

''میرا سپہ سالار رستم تمہیں بہت جلد قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا۔ حضرت عاصمؓ نے کہا۔ انشاء اللہ بہت جلد تم، تمہاری رعایا اور ساری دنیا یہ دیکھ لے گی کہ قادسیہ

Marfat.com

کے میدان میں کس کی لاشیں سڑتی ہیں اور کس کی قبریں وہاں بنتی ہیں۔'' یہ کہہ کر عاصمؓ مٹی کی ٹوکری کندھے پر رکھ کر معہ ہمراہیوں کے دربار سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دوڑ کر حضرت سعدؓ بن وقاص کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ ''فتح مبارک ہو۔ دشمن نے خود اپنے ملک کی مٹی ہمارے حوالہ کی ہے۔'' حضرت سعدؓ نے اسے بشارت سمجھا، وہ بہت خوش ہوئے۔''

بے مثال بہادری:۔ یزدجرد نے رستم کی مدد کے لیے کچھ اور لشکر بھیجا، اس سے ایرانی لشکر کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار ہوئی، اس کے ساتھ تین سو جنگی ہاتھی بھی تھے، لیکن رستم کو باوجود فوج کی اتنی کثیر تعداد ہونے کے لڑائی سے گریز تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے فوجی افسر اور سپاہی سب شراب پی کر بدمستیاں کرتے اور عورتوں کی عصمتوں کی دھجیاں اڑاتے تھے۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ باتیں بداقبالی کی ہیں لیکن جب ایرانی دربار سے تاکیدی احکام صادر ہوئے تو وہ قادسیہ کے سامنے مقام عتیق میں آ کر فروکش ہو گیا۔ حضرت سعدؓ بن وقاص نے طلیحہ کو دشمن کی جاسوسی پر مامور کیا تھا۔ ایک روز رات کے وقت وہ بھیس بدل کر ایرانیوں کے لشکر میں گھس کر فوج کا جائزہ لینے قلب تک چلے گئے، وہاں کسی رئیس کا ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ طلیحہؓ کو وہ گھوڑا پسند آ گیا۔ انہوں نے اس کی باگ ڈور کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ ڈور سے اٹکا لی۔ گھوڑے کے محافظ بیدار ہو گئے۔ انہوں نے شور کیا، مالک بھی آ گیا، سب نے طلیحہؓ کا تعاقب کیا۔ گھوڑے کا مالک ایسا بہادر تھا کہ ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا اس نے طیور پر برچھی سے حملہ کیا۔ انہوں نے اس کا وار خالی دیکر ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہو گیا۔ وہ چیخ مار کر گرا۔ اس کے دو ساتھی اور تھے، انہوں نے حضرت طلیحہؓ پر حملہ کر دیا۔ طلیحہؓ نے ان میں سے ایک کو بڑی پھرتی سے مار ڈالا، دوسرے نے امان مانگی، اسے اس شرط پرا مان دی کہ وہ چپ چاپ قیدی بن کر ان کے ہمراہ چلے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی، ان کے ساتھ ہو لیا مگر ہنگامہ ہونے کی وجہ سے ایرانیوں کے تمام لشکر میں ہلچل مچ گئی، اگرچہ طلیحہؓ تنہا تھے مگر انہوں نے جنگ شروع کر دی اور لڑتے بھڑتے گھوڑے اور قیدی کو ساتھ لیکر ساٹھ ہزار دشمنوں میں سے سلامت نکل آئے۔ یہ قیدی مسلمان ہو گیا، اس کا نام مسلم رکھا گیا۔

Marfat.com

اسلامی سفیروں کی بے باکی:۔ چونکہ رستم لڑنا نہیں چاہتا تھا، اس لیے اس نے حضرت سعدؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ مصالحت کی گفتگو کرنے کے لیے سفیر بھیجو۔ حضرت سعدؓ نے ربعیؓ بن عامر کو بھیجا، انہوں نے اپنی عجیب ہیئت بنائی، عرق گیر کی زرہ بنا کر پہنی۔ اسی کا ایک ٹکڑا سر سے لپیٹ لیا، اسی کا پٹکا باندھا۔ تلوار کے میان پر کپڑے کی دھجیاں لپیٹ لیں۔ اس حلیہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ رستم نے دربار بڑی شان سے آراستہ کیا۔ اپنے لیے سونے کا مرصع بہ جواہر تخت بچھوایا۔ اس کے چاروں طرف رومی قالین بچھوائے۔ زریں گاؤ تکیے لگوائے۔ زردوزی شامیانے تنوائے ان شامیانوں کی جھالریں سچے موتیوں کی تھیں۔

حضرت ربعیؓ گھوڑا لب فرش باندھ کر دربار میں اس طرح داخل ہوئے کہ نیزہ عصا کی طرح ہاتھ میں لے لیا۔ انی فرش کی طرف رکھی، نیزہ کو اس طرح فرش پر رکھتے چلے کہ قالینوں میں سوراخ ہو گئے۔ ایرانیوں نے دربار کے دستور کے موافق ان سے ہتھیار لینے چاہے۔ انہوں نے ہتھیار دینے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً معہ ہتھیاروں کے جانے کی اجازت ہوئی۔ وہ رستم کے پاس جا کر اس کے قریب نہایت اطمینان سے تخت پر بیٹھ گئے درباریوں کو ان کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری۔ انہوں نے تخت سے اتارنا چاہا لیکن رستم نے روک دیا۔ ربعیؓ نے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''اسلام میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور باقی بندوں کی طرح اس سے نیچے ہاتھ باندھ کر بیٹھیں۔'' یہ کہتے ہی وہ تخت سے اترے خنجر سے فرش چاک کر کے زمین پر بیٹھ گئے۔ درباری دیکھتے رہے، برہم تو بہت ہوئے مگر کچھ کہہ نہ سکے۔ مترجم کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ رستم نے پوچھا۔ ''تم کس لیے آئے ہو؟'' ربعیؓ نے کہا۔ ''ہم تمہاری ان سرکشیوں کی سزا دینے آئے ہیں، جو تم کرتے رہے ہو لیکن ہم مہربانی بھی کر سکتے ہیں، تم آگ کو پوجتے ہو، آفتاب کو پوجتے ہو، ستاروں کو پوجتے ہو، غرض ہر اس چیز کو پوجتے ہو، جسے تم نہیں سمجھتے اور جنہیں خدا نے پیدا کیا ہے، اگر تم ان کی پرستش چھوڑ دو اور اس خدا کی عبادت کرنے لگو جو ہر چیز کا خالق ہے یعنی مسلمان ہو جاؤ، تو ہم تمہارے ملک سے واپس چلے جائیں۔'' رستم نے کہا۔ ''ہم اپنا مذہب کسی طرح بھی نہیں چھوڑ سکتے۔'' ربعیؓ نے کہا۔ ''تب تم ہماری حفاظت قبول کر لو اور ہمیں جزیہ دو۔'' رستم بولا۔ ''ہم محکوم بھی نہیں بن سکتے۔'' ربعیؓ نے جوش میں آ کر کہا۔ ''تب تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے گی۔''

Marfat.com

درباری ان کی بے باکانہ گفتگو سن کر حیران رہ گئے۔ رستم نے دریافت کیا۔ ''کیا تم کوئی سردار ہو؟'' ربعیؓ نے جواب دیا۔نہیں، میں ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔ ہماری قوم میں سپاہی ہوں یا افسر ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ، غلام ہوں یا آقا سب برابر ہیں۔ ہر شخص کو ہر معاملہ کا پورا اختیار ہے۔'' رستم نے ان کے میان کو دیکھ کر کہا۔ ''یہ میان تو بڑا بوسیدہ ہے۔'' ربعیؓ نے جھٹ میان سے تلوار کھینچ لی۔اس کی چمک سے آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی۔ انہوں نے کہا۔ ''اس پر بارہ الٰہی رکھی گئی ہے۔'' رستم نے تلوار کی آزمائش کے لیے ڈھالیں پیش کیں۔ دراصل وہ ان کی قوت کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ ربعیؓ نے ڈھالوں کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ درباری حیران وششدر رہ گئے۔ رستم نے ان سے کہا۔ ''کل آنا میں کل تمہاری باتوں کا جواب دوں گا۔ ربعیؓ چلے آئے اور تمام گفتگو اور سارا حال حضرت سعدؓ سے بیان کر دیا۔

دوسرے روز سعدؓ بن وقاص نے حضرت حذیفہؓ بن محض کو بھیجا۔ وہ بھی ربعیؓ ہی کی شان سے چلے۔ رستم نے اس روز بھی دربار خوب آراستہ کیا، حذیفہؓ رستم کے قریب فرش الٹ کر بیٹھ گئے۔ رستم نے ان سے پوچھا۔ ''کل والے صاحب آج کیوں نہیں آئے؟'' حذیفہؓ نے جواب دیا۔ ''ہم میں سے ہر شخص اسلام کی خدمت کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے، ہمارا امیر بھی عدل کرتا ہے، کل ان کا نمبر تھا، آج میری باری ہے۔'' رستم نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے بھی وہی کہا کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دو، ورنہ لڑو، رستم نے انہیں بھی رخصت کر دیا اور پھر سفیر کو طلب کیا۔

حضرت سعدؓ بن وقاص نے مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا۔ ایرانیوں نے اس روز دربار کو اور بھی شاندار طریقہ پر آراستہ کیا، درباری نہایت اچھے کپڑے پہن کر اس طرح بیٹھے کہ ان کا رعب آنے والے پر پڑے لیکن مسلمان ان سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ مغیرہؓ دربار میں داخل ہو کر درباریوں کو دیکھتے بھالتے بڑھے اور تخت پر جا کر رستم کے زانو سے زانو ملا کر نہایت اطمینان سے بیٹھ گئے۔ درباری بھڑک اٹھے، چند آدمیوں نے انہیں پکڑ کر تخت سے نیچے اتار دیا۔ مغیرہؓ نے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''اے ایرانی جاہلو! میں خود نہیں آیا تم نے مجھے بلایا تھا، تم شاید اپنے مہمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہو گے، جیسا میرے ساتھ کیا ہے، افسوس ہے تم پر۔ ہم اپنے مہمانوں کی بڑی عزت کرتے ہیں، اسلام میں یہ جائز نہیں ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور دوسرے لوگ بندوں کی طرح سر جھکائیں۔''

Marfat.com

جب مترجم نے اس گفتگو کا ترجمہ کیا تو بعض درباریوں نے کہا۔ "یہ ہماری غلطی تھی کہ ایسی قوم کو ہم ذلیل سمجھتے رہے، یہ لوگ تو بڑے نڈر، شیر دل اور سمجھ دار ہیں۔" رستم نے کہا۔ "تم کیوں آئے ہوئے؟" مغیرہؓ نے کہا۔ "تمہاری خود سری اور سرکشی کی سزا دینے، تم نے یہ گستاخی کی کہ ہمارے مقدس رسول ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ خدا کی قسم اگر ہمارے امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ کا یہ حکم نہ ہوتا کہ ہم اول تمہیں اسلام کی دعوت دیں تو ہم جنگ شروع کر دیتے، ہم میں سے ہر شخص جنت کا طلب گار ہے اور جنت جہاد کرنے سے ملتی ہے۔ جس قدر تم زندگی کو عزیز رکھتے ہو اس سے زیادہ ہم موت کو محبوب رکھتے ہیں۔" رستم نے کہا۔ "اگر تم لوگ واپس چلے جاؤ، تو میں تم میں سے ہر شخص کو انعام دیکر مالا مال کر دوں۔" مغیرہؓ نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا۔ "خدا کی قسم! اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا یا جزیہ نہ دیا تو یہ تلوار تمہارے ٹکڑے اڑا دے گی۔" رستم غصہ سے بھڑک اٹھا، اس نے کہا۔ "آفتاب کی قسم! کل تمام عرب کو برباد کر دوں گا۔" مغیرہؓ نے کہا۔ "میدانِ جنگ میں امتحان ہو جائے گا۔" یہ کہہ کر وہ اٹھے اور چلے آئے۔

دلیرانہ جنگ :۔ رستم دوسرے روز لشکر گراں لیکر میدان میں آ گیا۔ مسلمان بھی صف بستہ ہو گئے۔ حضرت سعدؓ بن وقاص کو عرق النساء کے درد کی شکایت تھی۔ وہ نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے، نہ چل پھر سکتے تھے، اسلامی لشکر کے کنارہ پر ایک پرانا شاہی محل تھا، وہ اس کے بالا خانہ پر تکیہ کے سہارے سے بیٹھ گئے۔ انہوں نے خالدؓ بن عرطفہ کو اپنی جگہ سپہ سالار مقرر کیا مگر فوج کی نقل و حرکت اپنے ہاتھ میں رکھی، جس وقت جو حکم دینا ہوتا پرچوں پر لکھ کر خالدؓ بن عرطفہ کی طرف پھینک دیتے اور ابن عرطفہ ان احکام کے مطابق صفوں کو بڑھاتے اور پیچھے ہٹاتے۔

حضرت سعدؓ بن وقاص نے عمروؓ بن معدی کرب، عاصمؓ بن عمرو، ربعیؓ بن عامر اور کئی اور شاعروں اور جادو بیان مقرروں کو سپاہ کے سامنے گشت لگانے، اشعار پڑھنے اور تقریریں کرنے کا حکم دیا، یہ لوگ لشکر میں پھیل گئے، خوش الحان قاریوں نے سورہ الحمد کی تلاوت شروع کر دی۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ ہرمز نامی ایک ایرانی شاہزادہ میدان میں نکل کر آیا، وہ سونے کے کپڑے پہنے اور سونے کا تاج اوڑھے تھا، نہایت بہادر اور بڑا مشہور پہلوان

Marfat.com

تھا۔ اس کے مقابلہ میں غالبؓ بن عبداللہ اسدی نکلے۔ ہرمز نے نہایت سخت حملہ کیا۔ غالبؓ نے ایسی بت کٹی لگائی کہ ہرمز کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ غالبؓ نے بڑھ کر اس کا پٹکا پکڑ کر اس طرح آسانی سے اٹھالیا جس طرح بچہ کو اٹھاتے ہیں اور حضرت سعدؓ کے پاس لا کر چھوڑ دیا، اسے گرفتار کر لیا گیا، اس کے بعد ایک اور ایرانی شہسوار اکڑتا ہوا نکلا۔ اس کے مقابلہ پر عاصمؓ نکلے۔ ایرانی نے بڑے زور سے حملہ کیا۔ عاصمؓ نے اس کا حملہ روک کر اس زور سے حملہ کیا۔ تلوار ماری کہ ایرانی کی ڈھال میں شگاف پڑ گیا۔ اس نے گھبرا کر گھوڑے کا رخ اپنے لشکر کی طرف کیا اور بھاگا۔ عاصمؓ نے گھوڑے کے مہمیز لگائی اور ایرانی لشکر کے قریب جا کر ایرانی شہسوار کے گھوڑے کی دم پکڑ کر کھینچی، گھوڑا رک گیا۔ ایرانی نے پیچھے پھر کر دیکھا، وہ عاصمؓ کی قوت دیکھ کر سہم گیا۔ عاصمؓ نے جلدی سے اس کی کمر پکڑ کر گھوڑے سے اٹھا کر اپنے سامنے گھوڑے پر بٹھالیا اور اپنے لشکر میں آگئے۔

ایرانیوں کو یہ دیکھ کر بڑا جوش آیا ایک اور بہادر ایرانی چاندی کا گرز ہاتھ میں لیکر میدان میں نکلا، اس کے مقابلہ میں حضرت عمروؓ بن معدی کرب نکلے۔ ایرانی نے ان پر گرز سے وار کیا۔ انہوں نے ڈھال پر روکا اور گھوڑا بڑھا کر ایرانی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے معلق اٹھایا اور اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ عمروؓ بن معدی کرب نے گھوڑے سے کود کر اس کا سر کاٹ لیا اور اس کا گرز جو چاندی کا تھا اور ہتھیار اور دوسرا قیمتی ساز و سامان لے لیا، مسلمانوں میں یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص اپنے جس دشمن کو مارتا یا گرفتار کر لیتا، اس کا ساز و سامان اسی کا ہو جاتا۔

رستم کو یہ دیکھ کر بڑا غصہ آیا، اس نے ہاتھیوں کو مسلمانوں پر ریل دیا۔ حضرت سعدؓ نے قبیلہ تمیم کو جو تیراندازی میں مشہور تھا، حکم دیا کہ ہاتھیوں کو روکو۔ اس قبیلہ نے بڑھ کر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ نیزوں سے ہودوں کو الٹ دیا اور تلواروں سے فیل نشینوں کو مار ڈالا، رات تک لڑائی ہوتی رہی، جب دن چھپ گیا، تب دونوں لشکر واپس ہوئے۔ مسلمانوں نے لڑائی کی حالت میں بھی نماز نہیں چھوڑی، جب نماز کا وقت آتا، آدھا لشکر پیچھے ہٹ کر سعدؓ بن وقاص کے ساتھ نماز پڑھتا، آدھا جنگ کرتا رہتا، آدھا لشکر ایک رکعت پڑھ کر ہٹ جاتا، دوسری رکعت میں بقیہ آدھا لشکر شریک ہو جاتا۔

قادسیہ کا معرکہ کئی روز تک جاری رہا، مسلمانوں کو بھی مدد پہنچتی رہی اور ایرانوں کو بھی لیکن پھر بھی مسلمانوں کی تعداد ستائیس ہزار رہی اور ایرانی دو لاکھ سے بھی بڑھ گئے، اس

Marfat.com

جنگ کے صرف دو واقعے ہم اور بیان کرتے ہیں، ایک یہ کہ جس وقت لڑائی کا ہنگامہ گرم تھا، اس وقت ابو محجن ثقفی جو ایک مشہور شاعر اور بہادر سپاہی تھے۔ شراب پینے کے جرم میں قید تھے، اگر کوئی مسلمان جرم کرتا تھا تو اسے سزا ضرور ملتی تھی، خواہ وہ کتنا ہی معزز اور کتنا ہی مشہور اور بہادر ہوتا۔

ابو محجن پر اس وقت تک جرم ثابت نہیں ہوا تھا، ورنہ ان کے 80 درّے لگائے جاتے۔ شراب پینے والوں کے 80 درّے ہی لگائے جاتے تھے۔

ابو محجن دریچہ سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے، نہایت خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ ایرانی ٹڈی دل لشکر مسلمانوں پر آ ٹوٹا تھا۔ مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ سر و تن کے فیصلے ہو رہے تھے، سر اور ہاتھ کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے۔ خون کی بارش ہو رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر ابو محجن جوش شجاعت سے بے اختیار ہوئے جاتے تھے۔ اتفاق سے اس وقت اس طرف حضرت سلمیٰؓ، حضرت سعدؓ بن وقاص کی حرم آ نکلیں۔ ابو محجن نے ان سے کہا۔ ''یا سیدہ! میرے جذبات میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے، لڑنے کو جی چاہتا ہے، خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو، اگر جیتا بچا تو واپس آ کر خود بیڑیاں پہن لوں گا۔'' سلمیٰؓ نے کہا میں جانتی ہوں کہ تم جو کہہ رہے ہو، وہی کرو گے لیکن امیر (سعدؓ) کے بغیر حکم کے ایسی جراٗت نہیں کر سکتی۔'' ابو محجن نے حسرت سے اشعار پڑھنے شروع کیے ہم چند اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر غم کیا ہو گا کہ سوار نیزہ بازی کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں بندھا پڑا ہوں، جب کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی اور دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔''

حضرت سلمیٰؓ پر ان اشعار کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے ابو محجن کی بیڑیاں کاٹ دیں، وہ دوڑ کر اصطبل میں گئے اور سعدؓ کے گھوڑے پر جس کا نام بلقا تھا زین کسا، اس پر سوار ہوئے اور نیزہ لے کر اول میمنہ پر حملہ کیا، تین ایرانیوں کو وہاں قتل کر کے میسرہ کی طرف بڑھے، راستہ میں جو بھی ان کے سامنے آتا رہا، اسی کو قتل کرتے رہے، انہوں نے جوش سے حملہ کر کے صف کی صف کو الٹ دیا۔ سعدؓ بن وقاص بالا خانہ پر بیٹھے دیکھ رہے تھے، انہوں نے حیران ہو کر کہا، اس سوار کے حملوں کا انداز ابو محجن جیسا ہے لیکن وہ تو قید میں ہیں، جب شام ہوئی اور دونوں لشکر واپس ہوئے تو ابو محجن بھی لوٹ کر قید خانہ میں آ گئے۔ انہوں نے خود ہی بیڑیاں پہن لیں، حضرت سلمیٰؓ نے یہ تمام حالات حضرت

Marfat.com

سعدؓ کو بیان کیے۔ حضرت سعدؓ نے کہا۔ ''خدا کی قسم میں اس شخص کو جو مسلمانوں پر یوں نثار ہو سزا نہیں دے سکتا۔'' اسی وقت آپ نے انہیں رہا کر دیا۔ ابو الجحن نے کہا۔ ''میں نے بھول کر شراب پی لی تھی، میں توبہ کرتا ہوں، خدا میری خطا کو معاف کرے۔'' انہوں نے اس کے بعد شراب کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

دوسرا یہ کہ خنشاءؓ ایک عرب خاتون تھیں۔ مشہور شاعرہ تھیں۔ ابو الفرح اصفہانی نے لکھا ہے کہ اس وقت مرثیہ گوئی میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا، وہ عکاظ کے مشہور میلہ میں ہر سال شریک ہوتی تھیں، ان کے خیمہ پر علم نصب کیا جاتا تھا، جس پر لکھا ہوتا تھا۔ ''عرب کی بہترین مرثیہ گو۔'' قادسیہ کے معرکہ میں حضرت خنشاءؓ بھی معہ اپنے چاروں بیٹوں کے شریک تھیں۔ انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو جمع کر کے کہا۔ ''اے بیٹو! تم اپنے ملک کو دوبھر نہ تھے۔ نہ تمہیں قحط نے تمہارے ملک سے نکالا۔ پھر بھی تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس والوں کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، اسی طرح ایک باپ کی بھی اولاد ہو، میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی، نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا، آج مسلمان بہادری اور شجاعت دکھا رہے ہیں۔ تم بھی شہادت کے خواہش مند ہو، جاؤ اور اسلام پر قربان ہو جاؤ، یہ ثابت کر دو کہ تم ایک مسلمان ماں کی اولاد ہو۔'' چاروں بیٹوں نے گھوڑوں کی باگیں اٹھا دیں۔ حضرت خنشاءؓ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ ''خدایا میرے بیٹوں کی مدد کرنا، وہی میری ضعیفی کا سہارا ہیں لیکن میں یہ بھی نہیں کہتی کہ وہ شہادت سے محروم رہ جائیں۔'' یہ چاروں بڑی بہادری سے لڑے اور بے شمار کافروں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔ حضرت خنشاءؓ کو صدمہ تو بہت ہوا لیکن انہوں نے ضبط کیا، میں نے اپنا فرض ادا کر دیا، اپنے بیٹوں کو اسلام پر قربان کر دیا۔

قادسیہ کے مقام پر جو آخری جنگ ہوئی، وہ تمام رات جاری رہی، نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ بڑی خونریزی ہوئی، بے شمار لوگ مارے گئے۔ رات بھر تلواریں چلتی رہیں، سر کٹ کٹ کر اچھلتے رہے، لاشوں پر لاشیں گرتی رہیں۔ خون کے فوارے اچھلتے رہے، یہاں تک کہ صبح کے آثار ظاہر ہوئے۔ مسلمانوں نے رستم کے رکابی سواروں پر حملہ کر دیا، رستم تاج اوڑھے چاندی کے تخت پر بیٹھا تھا، مسلمانوں نے اس کے رسالہ پر پرزور حملہ کر کے سارے رسالہ کا خاتمہ کر ڈالا۔ رستم بھی تخت سے کود کر جنگ میں شریک ہو گیا تھا لیکن جب وہ زخمی ہوا تو بھاگ نکلا۔ حضرت بلالؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ سامنے نہر آ

Marfat.com

گئی۔ رستم جان بچانے کے لیے نہر میں کود گیا۔ اس کے ساتھ ہی بلالؓ بھی کود ے اور اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے باہر نکال لائے۔ انہوں نے رستم کا سر کاٹ کر لاش خچروں سے پامال کرا دی اور واپس آ کر تخت پر چڑھے اور پکار کر کہا۔ ''میں نے رستم کو مار ڈالا۔'' ایرانیوں نے گھبرا کر تخت کی طرف دیکھا، رستم کو نہ دیکھ کر ان پر خوف چھا گیا، وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ وقت کے بھائی حضرت ضرارؓ بن الخطاب نے ایرانی علمبردار کو مار کر درفش کادیانی (ایرانیوں کا علم) اپنے قبضہ میں لے لیا۔ صدیوں کے بعد یہ مشہور ایرانی جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اس کی مالیت دو لاکھ دس ہزار دینار تھی، لیکن حضرت ضرارؓ نے اسے دس ہزار دینار ہی میں فروخت کر ڈالا۔ اس لڑائی میں چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی مارے گئے۔ حضرت سعدؓ نے رستم کا تمام سامان تاج وتخت اور ہتھیار وغیرہ بلالؓ کو دے دیئے۔

حضرت سعدؓ کی جوابدہی:۔ اس لڑائی میں بیماری کی وجہ سے حضرت سعدؓ شریک نہیں ہوئے تھے۔ فوج کو ان کی طرف سے بدگمانی ہوگئی، وہ زمانہ ایسا تھا کہ سعدؓ تو ایک سپہ سالار ہی تھے، لوگ خلیفۃ المسلمین کو ٹوک دیتے تھے، چنانچہ سپاہیوں میں اس کا چرچا ہوا ایک شاعر نے چند اشعار کہے۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے ۔

''میں برابر لڑتا رہا، یہاں تک کہ خدا نے میری مدد کی لیکن سعدؓ قادسیہ کے دروازہ پر ہی لیٹے رہے، جب ہم واپس پھرے تو سینکڑوں عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، لیکن سعدؓ کی بیوی بیوہ نہیں ہوئی تھی۔''

یہ اشعار لوگوں کے ورد زبان ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے بھی سنے۔ انہوں نے تمام فوج کو جمع کر کے آبلوں کے زخم دکھائے اور اپنی معذوری ثابت کی۔ یہ دیکھ کر فوجیوں کو اپنی غلطی محسوس ہوئی اور انہوں نے معافی چاہی۔

کاشتکاروں کے ساتھ سلوک:۔ قادسیہ فتح ہو جانے کے بعد ایران کا بہت زیادہ علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ اس علاقہ میں کاشتکار بھی تھے۔ ان لوگوں نے لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی۔ انہوں نے سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی۔ حضرت سعدؓ نے ان کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ سے استفسار کیا۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے حکم بھیجا کہ کاشتکاروں کو امان دو۔ انہیں ان کے گھروں میں آباد کرو اور ان کی اراضی ان کے حوالہ کردو۔ ان سے خراج یا مال گزاری وصول کرو۔''

مجاہدین کو یہ خیال تھا کہ جو علاقہ وہ فتح کر رہے ہیں، وہ ان میں ہی تقسیم کردیا جائے گا لیکن حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے یہ ظاہر ہوا کہ علاقہ حکومت کی ملکیت ہوگا اور اس کی آمدنی حکومت کی آمدنی ہوگی۔ یہ بات سپاہیوں کو اچھی نہیں معلوم ہوئی لیکن وہ زمانہ حضرت عمرؓ کا تھا، ہر شخص ان سے ڈرتا تھا۔ وہ ذرا ذرا سی بات کا مواخذہ کرتے تھے مگر مفتوحہ علاقہ کی ملکیت کا سوال نہایت اہم تھا۔ حضرت عمرؓ سے یہ درخواست کی گئی کہ مفتوحہ علاقہ فتح کے صلہ میں فوجیوں میں تقسیم کیا جائے اور کاشتکاروں کو سپاہیوں کی غلامی میں دیا جائے، حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ زمین باشندوں کے قبضہ میں رہنی چاہیے اور اس کے محاصل بیت المال میں داخل کیے جائیں لیکن اور اکابر ملت اس رائے کے خلاف تھے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت بلالؓ اور دوسرے بڑے بڑے صحابہؓ مجاہدین کے ہم زبان تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر ممالک مفتوحہ فوج میں تقسیم کردیئے گئے تو آئندہ حملوں کی تیاری، بیرونی حملوں کی حفاظت اور ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے مصارف کہاں سے آئیں گے۔

آخر حضرت عمرؓ نے تمام بڑے بڑے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ نے تو حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا، لیکن اور لوگوں نے مخالفت کی، آخر حضرت عمرؓ کو قرآن شریف کی یہ آیت یاد آگئی۔

حضرت عمر نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے، اگر اب فتح کرنے والوں کو جاگیر کے طور پر دے دی گئی تو آنے والی نسلوں کے لیے کیا باقی رہے گا، تمام لوگ بول اٹھے، بے شک آپ کی رائے صحیح ہے، ہم غلطی پر تھے، چنانچہ یہی طریقہ جاری ہوگیا جو ملک فتح ہوتا، اس کے کاشتکار بدستور زمینوں کے مالک[1] رہتے اور ان سے خراج وصول کیا جاتا۔ حضرت عمرؓ نے خاندان شاہی کی جاگیر، آتشکدوں کے اوقاف، لاوارثوں، مفروروں اور باغیوں کی جائیداد، دریا سے برآمد ہونے والی زمین اور جنگل فالصہ قرار دیئے۔ ان کی آمدنی رفاہ عام کے لیے مخصوص کر دی، ان ہی اراضیات میں سے کبھی کبھی کسی شخص کو اسلامی کوششوں کے صلہ میں جاگیر بھی عطا کردی جاتی تھی لیکن اس جاگیر سے بھی خراج یا عشر ضرور وصول کیا جاتا تھا۔

---

[1] از طبری صفحہ 17 تا 22 فتوح البلدان صفحہ 266

Marfat.com

کوثی کی فتح:۔ حضرت سعدؓ بن وقاص لشکر لیکر مقام کوثی پر پہنچے۔ یہاں ایرانیوں کا مشہور اور بہادر سپہ سالار موجود تھا، وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں آ گیا، کوثی وہ مقام ہے جہاں نمرود مردود نے حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ کو قید کیا تھا، جب فریقین کے لشکر کی صف بندی ہو چکی۔ تب شہر یار فخر وغرور سے بل کھاتا میدان میں نکلا، وہ شاہانہ لباس پہنے اور تاج اوڑھے تھا۔ حضرت زہرہؓ ہراول میں تھے، انہوں نے ایک غلام نائلؓ بن جعشم الجرح کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ وہ کچھ نحیف الجثہ تھے۔ شہر یار نے انہیں حقارت کی نظروں سے دیکھا اور ان کی گردن پکڑ کر گھوڑے سے نیچے گرایا اور جھپٹ کر ان کے سینہ پر چڑھا۔ وہ قتل کرنے کے لیے خنجر نکال رہا تھا کہ اتفاق سے نائلؓ کے منہ میں شہر یار کا انگوٹھا آ گیا۔ انہوں نے اس زور سے چبایا کہ شہر یار بے تاب ہو کر ان کے سینہ سے نیچے اترا۔ نائل کروٹ لیکر اس کی چھاتی پر چڑھ گئے اور پھرتی سے خنجر نکال کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ایرانی اپنے سپہ سالار کو مردہ دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضرت زہرہؓ کے حکم سے حضرت نائلؓ نے شہر یار کی پوشاک اور زرہ پہنی۔ تاج زر سر پر رکھا اور ہتھیار لگائے اور ہتھیار لگائے مسلمان انہیں اس شاہانہ لباس میں ملبوس دیکھ کر خدا کی حمد وثناء کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ نے وہ تمام سامان انہیں ہی دے دیا۔

بھیرہ شیر کی فتح:۔ مسلمان بڑھ کر بھیرہ شیر پر پہنچے، یہاں بھی ایرانیوں کی کافی جمعیت تھی، ایک رسالہ ایسا بھی وہاں رہتا تھا جو روزانہ قسم کھاتا تھا کہ جب تک ہم ہیں سلطنت فارس کو زوال نہیں آ سکتا، اس اس شہر میں ایک شیر بھی پلا ہوا تھا۔ جو شاہ کسریٰ سے بہت مانوس تھا۔ اسی لیے اس شہر کو بھیرہ شیر کہتے تھے، جب مسلمان اس شہر کے قریب پہنچے تو ایرانیوں نے شیر کو چھوڑ دیا، وہ تڑپ کر گرجتا ہوا نکلا اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوا، حضرت ہاشمؓ نے جو ہراول کے ایک افسر تھے، پیدل بڑھ کر اس صفائی سے تلوار کا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت سعدؓ بن وقاص کو ان کی بہادری ایسی پسند آئی کہ انہوں نے حضرت ہاشمؓ کی پیشانی چوم لی، مسلمانوں نے بھیرہ شیر کا محاصرہ کر لیا۔ جب ایرانی محاصرہ سے تنگ آ گئے تو ایک روز وہ تیروں کی بارش کرتے ہوئے نکلے، مسلمان ان کے مقابلہ میں آ گئے۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

Marfat.com

حضرت زہرہؓ ہراول کے افسر اعلیٰ تھے۔ وہ ایسی پرانی زرہ پہنے ہوئے تھے جس کی کڑیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں نے ان سے کہا۔ ''اس زرہ کو بدل کرنئی پہن لیجیے۔'' انہیں شہادت کی اس قدر آرزو تھی کہ انہوں نے کہا۔ ''میں ایسا خوش قسمت کہاں ہوں جو دشمن کے تیر سب کو چھوڑ کر مجھے ہی نشانہ بنائیں۔ اتفاق سے پہلا ہی تیران کے آکر لگا، لوگوں نے کھینچنا چاہا، انہوں نے کہا۔ ''مت نکالو، جب تک یہ بدن میں ہے اسی وقت تک زندہ ہوں، انہوں نے اسی حالت میں جوش میں آکر حملہ کیا اور ایرانی سپاہیوں کو مارتے کاٹتے ایک مشہور افسر پر جس کا نام شہر براز تھا، حملہ آور ہوئے اور اس زور سے تلوار ماری کہ اس کا سراڑ گیا، ایرانی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کرلیا۔

مسلمانوں کی بے نظیر جرأت:۔ حضرت سعدؓ بن وقاص لشکر لیکر ایرانی دارالسلطنت مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ یزدجرد گھبرا گیا، اس نے اپنے حرم اور شاہی خاندان کو معہ اموال وخزائن کے حلوان بھیج دیا اور خود بھی وہیں بھاگ گیا۔ مدائن دریائے دجلہ کے دوسرے کنارہ پر تھا۔ یزدجرد نے دریا کے پل تڑوادیئے تھے اور کشتیاں ہٹادی تھیں دوسرے کنارہ پر خودزاد ایرانی سپہ سالار بے شمار فوج لیے مقیم تھا۔ حضرت سعدؓ بن وقاص نے عاصمؓ بن عمرو کو چھ سو تیر اندازوں کے ساتھ ایک اونچے ٹیلے پر اس لیے کھڑا کر دیا کہ اگر دشمن ان کے دریا پار ہونے میں مزاحمت کرے تو وہ تیر اندازی کر کے اسے روکیں۔

حضرت سعدؓ بن وقاص لشکر لیکر دریا کے کنارے آئے۔ دریا جوش مار رہا تھا، ایسی ایسی لہریں اٹھ رہی تھیں جو ہاتھیوں کو بھی بہا لے جائیں۔ حضرت سعدؓ بن وقاص نے کہا۔ ''مدد اللہ کی طرف سے ہے، اسی پر بھروسہ ہے، وہ کیا خوب مددگار ہے، سوائے اللہ کے اور کسی کی قوت و طاقت کا خوف نہیں ہے۔'' اس کے بعد آپ نے مجریھا و مرسھا پڑھا اور گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ مجاہدین اسلام نے بھی صف در صف گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ اگرچہ دریا بڑا ذخار تھا، پانی جوش مار رہا تھا، کوہ شکن موجیں اٹھ رہی تھیں لیکن مسلمانوں کی ہمت اور بے نظیر جرأت نے ان کی طبیعتوں میں ایسا جوش اور اس قدر استقلال پیدا کر دیا تھا کہ موجیں گھوڑوں سے آآ کر ٹکرا رہی تھیں لیکن وہ رکاب سے رکاب ملائے نہایت اطمینان سے آپس میں اس طرح باتیں کرتے چلے جا رہے تھے

Marfat.com

جیسے خشکی میں چل رہے ہوں، یہ اور بھی عجیب بات ہے کہ لشکر کے یمین و یسار کی ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے تھے، خدا کی عبادت کرتے تھے ان کے ایمان پختہ تھے، خدا ان کا تھا، ان کی مدد کرتا تھا، ان سے ایسی ایسی باتیں ظہور میں آ جاتی تھیں جنہیں دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے اور ہم سن کر مبہوت ہو جاتے ہیں۔

دوسرے کنارے پر ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ رہے تھے، جب اسلامی فوجیں دوسرے کنارے کے قریب پہنچیں تو ایرانیوں پر مسلمانوں کا رعب و خوف چھا گیا، انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمان انسان نہیں جن ہیں، چنانچہ وہ "دیو[1] آمد ند۔ دیو آمدند" کہتے ہوئے بھاگے، لیکن خود زاد معہ اپنے رسالہ خاص کے جما رہا، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں پر تیراندازی شروع کر دی۔ عاصمؓ اور ان کے ہمراہیوں نے دوسرے کنارہ سے ایرانیوں پر اس پھرتی سے تیر برسائے کہ سینکڑوں ایرانی قتل و زخمی ہو گئے۔ خودزاد اور اس کا رسالہ مسلمانوں کے تیروں سے بچنے میں کچھ ایسا مصروف ہوا کہ لشکر اسلام کو دریا عبور کرنے سے نہ روک سکا۔ مسلمانوں کا سیلاب دوسرے کنارہ پر جا پہنچا، مسلمانوں نے دریا سے نکلتے ہی خودزاد کے رسالہ پر حملہ کیا، وہ پہلے ہی خوفزدہ ہو رہے تھے، حملہ ہوتے ہی بھاگ نکلے۔

مدائن کی فتح :۔ جب ایرانیوں نے سنا کہ مسلمان دریائے دجلہ کو پار کر آئے تو رئیس اور امیر لوگ بھاگنے لگے، عوام نے انہیں روکا مگر کوئی بھی نہ رکا، چنانچہ مدائن کے باشندوں نے غدر مچا دیا۔ رئیسوں کے محلات اور شاہی ایوانات کو لوٹنا شروع کر دیا، اس طرح اس عظیم الشان شہنشاہ ایران کے دارالسلطنت میں جس کی ہیبت رومی جیسی زبردست سلطنت پر چھائی ہوئی تھی اور جو عربوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا تھا مسلمانوں کے خوف سے عجب ہلچل مچی ہوئی تھی، کسی کی بھی جان مال اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ ایرانی ہی ایرانیوں کو لوٹ اور ان کے ننگ و ناموس کی دھجیاں اڑا رہے تھے، چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔

جب اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا تب مفسد اور بلوائی وہاں سے بھاگ نکلے، شہر میں عجیب قسم کا سناٹا چھایا ہوا تھا، حضرت سعدؓ کی زبان پر بے اختیار یہ آیت شریف آ

---

[1] تاریخ طبری میں یہی الفاظ ہیں۔

صادق صدیق سردھنوی

Marfat.com

گئی۔ ترجمہ ''وہ جنت نظیر باغات، نہریں، سرسبز کھیتیاں، آرام گاہیں، عشرت کدے جن میں نعمتیں موجود تھیں اور خوش عیشی کیا کرتے تھے، سب چھوڑ گئے اور ہم نے دوسری قوم کو ان سب چیزوں کا وارث بنا دیا۔''

حضرت سعدؓ نے مدائن میں داخل ہو کر اس عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح کی پڑھیں۔ اس روز جمعہ کا دن تھا۔ 15ھ تھی، قصر ابیض میں جس جگہ کسریٰ کا تخت تھا، وہاں ممبر رکھا گیا۔ اگرچہ اس قصر میں مجسم تصویریں تھیں۔ حضرت سعدؓ نے اس وقت انہیں علیحدہ نہیں کیا، ان کی موجودگی ہی میں جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی، حالانکہ حضرت سعدؓ بڑے جلیل القدر صحابہؓ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں اور صحبت یافتہ تھے۔ لیکن انہوں نے نہ کسی بت کو توڑا اور نہ کسی تصویر کو ہٹایا علامہ طبری نے جو بڑے محدث تھے، اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو بڑی تصریح سے لکھا ہے کہ معلوم نہیں ہمارے ملک کے فقہا اس کے متعلق کیا خیال کریں گے اور کیا فتویٰ دیں گے۔

کسریٰ کا خزانہ اور نادرات:۔ حضرت سعدؓ دو تین دن تک تو مدائن میں امن قائم کرنے میں مصروف رہے، جب امن قائم ہو گیا تو انہوں نے شاہی خزانہ اور نادرات جمع کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمروؓ بن مقرن کو معہ ان کے دستہ کے سب چیزیں جمع کرنے پر مامور کیا، اگرچہ یزدجرد بھاگتے وقت بے شمار خزانہ اور لاتعداد نادرات اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن پھر بھی بے شمار چیزیں اور بیش بہا نادرات مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ کیانی سلسلہ سے لیکر نوشیرواں کے عہد تک کی ہزاروں عجیب عجیب یادگاریں تھیں۔ خاقان چین، قیصر روم، راجہ داہر (سندھ کا راجہ)، نعمان بن منذر اور بہرام چوبیں کی زرہیں، اور تلواریں، کسریٰ، ہرمز اور قباد کے خنجر، نوشیرواں کا تاج زرنگار اور ملبوس شاہی، سونے کا ایک گھوڑا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا اور جس کے سینہ پر یاقوت جڑے ہوئے تھے، چاندی کی ایک اونٹنی جس پر سونے کا پلان تھا اور مہار میں بیش قیمت موتی پروئے ہوئے تھے، اس پر چاندی کا ایک سوار تھا جو سر سے پیر تک جواہرات سے مرصع تھا، یہ چیزیں تو تھیں ہی لیکن سب سے عجیب وغریب ایک فرش تھا جسے ایرانی ''بہار'' کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ فرش اس لیے تیار کیا گیا تھا کہ جب بہار کا موسم نکل جاتا تو اس پر بیٹھ کر شراب پیتے تھے۔ اس کے بیچ میں سبزہ کا چمن تھا۔

Marfat.com

چاروں طرف جدولیں تھیں، ہر قسم کے درخت تھے، درختوں میں شگوفے، پھول اور پھل تھے، یہ سب کچھ سونے اور جواہرات کا تھا۔ سونے کی زمین تھی، زمرد کا سبزہ، پکھراج کی جدولیں، سونے چاندی کے درخت، حریر کے پتے، جواہرات کے پھول اور پھل تھے، یہ فرش نوے گز، لمبا اور پندرہ گز چوڑا تھا۔

جب تمام نادرات اور سامان لا کر سجایا گیا تو دور دور تک میدان جگمگا اٹھا، یہ سامان فوج کی عام غارت گری میں ہاتھ آیا تھا۔ حضرت سعدؓ مسلمانوں کی دیانت اور راست بازی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جس نے جو چیز پائی بجنسہٖ لا کر افسر کے سامنے پیش کر دی۔ مال غنیمت حسب قاعدہ فوجیوں میں تقسیم کر دیا گیا، پانچواں حصہ دربار خلافت میں بھیجا گیا، فرش ''بہار'' اور تمام قدیم یادگاریں بجنسہٖ بھیجی گئیں تاکہ اہل عرب ایرانیوں کے جاہ و جلال اور اسلام کی فتح و اقبال کا تماشا دیکھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے جب یہ سامان چنے گئے تو انہیں بھی مجاہدین کی دیانت اور استغناء پر حیرت ہوئی، انہوں نے مسلمانوں کی تعریف کی اور کہا۔ ''جب تک مسلمانوں میں اس قدر دیانت اور ایمانداری ہے، اس وقت تک فتوحات ان کے ہمرکاب رہے گی۔ کیونکہ دیانت اور ایمانداری خدا پر بھروسہ اور توکل رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔''

محکم نامی مدینہ میں ایک شخص تھا جو نہایت خوبصورت اور موزوں قامت تھا، حضرت عمرؓ کے حکم سے اسے شاہ ایران کے ملبوسات پہنائے گئے۔ جب اس نے ملبوس خاص اور تاج زرنگار پہنا تو تماشائیوں کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ ان تمام نادرات کے ٹکڑے کر کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ یورپ کے بعض مورخین مسلمانوں کے اس فعل کو وحشیانہ حرکت بتاتے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ مسلمان نہ تصویریں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں، نہ وہ شراب پیتے تھے، اس لیے نادرات کا رکھنا بیکار تھا۔

حضرت سعدؓ نے قادسیہ سے اپنے اور مسلمانوں کے اہل و عیال کو بلا لیا اور شاہی ایوانات لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت سعدؓ نے اپنے مکان کی ڈیوڑھی بنوا لی، حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت ہوئی، آپؓ نے حکم دیا کہ ڈیوڑھی کو آگ لگا دی جائے چنانچہ ڈیوڑھی جلا دی گئی، حضرت سعدؓ کچھ نہ کہہ سکے۔

جلولا کی فتح:۔ خود زاد بھاگ کر جلولا میں پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جو بغداد کے سواد میں تھا، بغداد سے خراسان جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا تھا خود زاد نے

Marfat.com

قلعہ اور شہر کے گرد خندق کھدوائی اور لوہے کے گوکھرو بنوا کر تمام راستوں اور گزرگاہوں پر بکھروا دیئے۔ حضرت سعدؓ کو معلوم ہوا انہوں نے دربار خلافت میں اطلاع دی۔ وہاں سے فرمان صادر ہوا کہ ہاشمؓ بن عتبہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ اس مہم پر بھیجو اور تم اس کے مددگار رہو۔ ہاشمؓ بارہ ہزار لشکر لیکر جلولا کے علاقہ میں پہنچے۔ اس شہر میں ایرانی فوجوں کی تعداد دولاکھ سے زیادہ تھی، مگر اتنی کثیر تعداد کے باوجود بھی ان پر مسلمانوں کا کچھ ایسا رعب طاری تھا کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی، کئی مہینے تک محاصرہ رہا، اس دوران میں 80 معرکے ہوئے ہر معرکہ میں ایرانیوں کو ہزیمت ہوئی۔

ایک روز خود زاد جوش میں آ کر معہ ٹڈی دل لشکر کے قلعہ سے نکل کر حملہ آور ہوا، مسلمانوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا، اتفاق سے اسی وقت اس زور کی آندھی آئی کہ زمین اور آسمان میں اندھیرا چھا گیا۔ ایرانی گھبرا کر پیچھے ہٹے۔ اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آیا، ان راستوں میں جا پھنسے جن پر گوکھرو بکھرے ہوئے تھے، گھوڑے زخمی ہو کر گرے، سوار بھی گر پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں مار ڈالا، دشمنوں کی بھاری تعداد خندق میں ڈوب کر مر گئی۔ مسلمان ان کے پیچھے لگے چلے گئے خود زاد نے کئی جگہ سے خندق پٹوائی۔ جس عرصہ میں خندق پٹی، اس عرصہ میں مسلمان انہیں قتل کرتے رہے، جب ایرانی قلعہ کے اندر گھسنے لگے تو قعقاعؓ بن عمروان کے پیچھے چل کر دروازہ پر پہنچ گئے، انہوں نے وہاں سے آواز دی۔ ''مسلمانو اس طرف آؤ۔ میں نے پھاٹک پر قبضہ کر لیا ہے۔'' اسلامی لشکر طوفان کی طرح بڑھا اور بے دریغ ایرانیوں کو قتل کر کے قلعہ میں گھس گیا، ایرانیوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں کا قلعہ پر قبضہ ہو گیا، طبری نے لکھا ہے کہ اس معرکہ میں ایک لاکھ ایرانی مارے گئے، مسلمان ایک ہزار سے بھی کم شہید ہوئے تین کروڑ روپے کا مال غنیمت ہاتھ آیا، حضرت سعدؓ بھی مدائن سے جلولا میں آ گئے، انہوں نے ہاشمؓ اور قعقاعؓ کو حلوان کی طرف روانہ کیا۔

شاہران یا شہر بانو بنت کسریٰ:۔ یزدجرد حلوان میں تھے، جب اس نے سنا کہ مسلمانوں نے جلولا فتح کر لیا تو گھبرا کر رے کی طرف بھاگا، خسرو شنوم کو حلوان میں کچھ فوج کے ساتھ چھوڑا، وہ کچھ ایسی بدحواسی سے بھاگا کہ اپنی بیوی کو تو اپنے ہمراہ لے گیا لیکن اپنی بیٹی شاہران کو نہ لے جا سکا، ساقر بن ہرمز کو ہدایت کر گیا

Marfat.com

کہ وہ اسے لیکر رے میں آ جائے۔

ساقر شاہزادی شاہران کو ہودج میں بٹھا کر معہ کنیزوں، خادموں اور غلاموں کے روانہ ہوا۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت ہاشمؓ سے مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے جوش میں آ کر ایسا سخت حملہ کیا کہ بہت سے ایرانیوں کو مار ڈالا، ساقر کو بھی قتل کر ڈالا۔ ایرانی بھاگ گئے۔ ہاشمؓ نے شاہزادی شاہران، اس کی کنیزوں، غلاموں، خادموں اور تمام مال واسباب کو حضرت سعدؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حلوان کی فتح:۔ قعقاعؓ جب حلوان سے تین میل اس طرف مقام قصر شیریں میں پہنچے تو خسروشنوم نے بڑھ کر ان پر حملہ کیا۔ مسلمان بڑے استقلال سے لڑے۔ بے شمار ایرانیوں کو مار ڈالا، آخر ایرانی شکست کھا کر بھاگے، قعقاعؓ نے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے جو مال غنیمت اور قیدی ملے حضرت سعدؓ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اس طرح تمام عراق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا، حضرت سعدؓ اس مہم میں باوجود بیمار ہونے کے پورے طور پر کامیاب ہوئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:۔ حضرت سعدؓ نے تمام مال غنیمت یعنی پانچواں حصہ معہ شاہزادی شاہران کے دربار خلافت میں مدینہ منورہ بھیج دیا۔ یہ مال غنیمت رات کو مسجد نبویؐ میں ڈھیر کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عبداللہؓ بن ارقم رات بھر پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائے تو عام مجمع کے سامنے مال غنیمت سے چادریں ہٹائی گئیں، درہم و دینار، سونا اور چاندی موتی اور جواہرات کے انبار دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ بے ساختہ رو پڑے۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا۔ ''خوشی کے موقع پر رونا کیسا۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''دولت بری چیز ہے جس جگہ دولت آتی ہے، رشک وحسد بھی آتے ہیں، عیش وعشرت بھی۔ دولت مند خدا کو بھول جاتے ہیں۔'' آپؓ نے اس مال کا بڑا حصہ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ شاہزادی شاہران کو حضرت حسینؓ کو دے دیا۔ شاہران کا نام شہر بانو رکھا گیا۔ حضرت حسینؓ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت سعدؓ کی معزولی:۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے سے حضرت عثمان غنیؓ کے عہد تک حضرت سعدؓ عراق کے گورنر رہے۔ 25ھ میں حضرت عثمانؓ

Marfat.com

نے انہیں معزول کر کے مدینہ میں بلا لیا۔ حضرت سعدؓ سے عراق کے لوگ مانوس اور خوش تھے۔ انہوں نے بڑے تدبر، فراست اور عدل سے حکومت کی، ان کے وہاں سے ہٹتے ہی نظام حکومت میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔

وفات :۔ آپ نے مدینہ میں آ کر بکریاں چرانی شروع کر دیں۔ دنیا نے تعجب سے دیکھا کہ وہ زبردست فاتح سپہ سالار جنہوں نے عراق کو فتح کیا اور وہ حاکم یعنی گورنر جو عرصہ تک عراق پر عمدہ طریقہ سے حکومت کرتے رہے، جب معزول ہو کر مدینہ میں آئے تو بکریاں چرانے لگے، انہیں بھول کر بھی یہ خیال نہ ہوا کہ وہ گورنر یا سپہ سالار رہ چکے ہیں، صبح کی نماز پڑھ کر بکریاں لے جاتے تھے اور ظہر کی نماز کے وقت واپس آ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب امیر معاویہؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عراق کا پھر گورنر مقرر کرنا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہہ دیا۔ ''میرا آخری وقت آ پہنچا ہے، اب میں صرف خدا کی عبادت میں اپنی بقیہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔''

انہوں نے 50ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں وفات پائی اور جنت البقیع میں جو مدینہ میں قبرستان تھا، دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت خالدؓ بن ولید

حضرت خالدؓ ولید کے بیٹے تھے۔ وہ آٹھویں پشت میں نسب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ حضرت خالدؓ کے والد ولید بن مغیرہ فصاحت میں، لیاقت میں شجاعت میں، جرأت میں، دولت میں، حشمت میں یگانہ روزگار تھے، تمام حجاز میں مشہور تھے۔ قریش میں معزز تھے۔ انہیں قوم کی طرف سے سواروں کی افسری کا منصب ملا ہوا تھا لیکن وہ جس قدر دولت مند اور معزز تھے اسی قدر ناخدا ترس اور ظالم بھی تھے۔ خصوصاً مسلمانوں کے حق میں نہایت جابر اور سفاک تھے۔ وہ مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔

حضرت خالدؓ نہایت بہادر اور بڑے جری تھے۔ اسلام لانے سے پہلے وہ کفار قریش کی طرف سے غزوہ احد میں شریک ہوئے تھے، چونکہ سپہ سالاری کے فنون سے پورے ماہر تھے، اس لیے اس معرکہ میں ان کی ہی کوشش سے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی تھی، لیکن بہت جلد مسلمان سنبھل گئے اور شکست کھاتے کھاتے فتح یاب ہوئے۔

حضرت خالدؓ آغوش اسلام میں :۔

حضرت خالدؓ نہایت ہوشمند اور بڑے سمجھدار تھے، وہ دیکھ رہے تھے کہ باوجود کفار حجاز کی جدوجہد کے اسلام دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرصہ سے جانتے تھے، ان کی دیانت، صداقت، خلوص اور محبت سے واقف تھے۔ انہوں نے ایک رات کو عشاء کی نماز کے وقت نماز میں قرآن شریف پڑھتے سنا تھا، وہ مسحور ہو گئے تھے اور یہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کلام انسان کا نہیں خدا ہی کا ہے مگر آبائی مذہب چھوڑنا آسان نہیں ہے، اپنے جدی مذہب پر قائم رہ کر سوچتے رہے۔

ابھی وہ غور وخوص ہی کر رہے تھے کہ ان کے بھائی ولید بن الولید کا خط مدینہ آیا۔ ولید مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے لکھا تھا۔ ''بھائی جان پس وپیش کیا کر رہے ہو، مسلمان ہو جاؤ۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمہیں پوچھتے تھے۔''

Marfat.com

اس خط کا حضرت خالدؓ پر یہ اثر ہوا کہ اب تک جو تذبذب انہیں مسلمان ہونے میں تھا، وہ جاتا رہا۔ انہوں نے مدینہ جا کر اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا اور اپنا یہ ارادہ اپنے دوست عثمانؓ بن طلحہ پر ظاہر کیا۔ عثمانؓ بن طلحہ خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے، وہ بھی مدینہ جانے کو تیار ہو گئے۔ دونوں دوست روز روشن میں مدینہ چلے۔ راستہ میں عمروؓ بن العاص مل گئے۔ ان سے ذکر کیا، وہ بھی ان کے ہمراہ ہوئے چنانچہ یہ تینوں دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ 7 ھ میں وہ مسلمان ہوئے، ان کے مسلمان ہونے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی ہی خوشی ہوئی جیسی حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے ہوئی تھی۔

موتہ کی ہیبتناک لڑائی:۔ عیسائیوں سے مسلمانوں کی پہلی جنگ موتہ میں ہوئی۔ اس لڑائی کا سبب پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ مجملاً اب بھی لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم بصرہ کے پاس جو عیسائی تھا، اپنا سفیر حارثؓ بن عمیر دعوت اسلام کے لیے روانہ کیا۔ موتہ کے گورنر شرجیل بن غسانی نے انہیں شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا قصاص لینے کے لیے تین ہزار مجاہدین اسلام کو روانہ کیا۔ اس لشکر میں حضرت خالدؓ بن الولید بھی سپاہی کی حیثیت سے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی علم ایک آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارث کو دیا اور فرمایا۔ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ سردار ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ افسر ہوں، اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسے مناسب سمجھیں اپنا سردار مقرر کر لیں۔

چنانچہ یہ لشکر موتہ میں پہنچا، شرجیل بن غسانی ایک لاکھ سپاہ لیکر مقابلہ میں آیا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے لیکن انہوں نے دشمنوں کی کثرت کا ذرا بھی خیال نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے تھے شہادت کے خواہشمند رہتے تھے۔ وہ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ شہید ہونے پر انہیں جنت ملے گی۔ دنیا کے بکھیڑوں سے نجات ہو جائے گی۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ سپہ سالاران اسلام اسی طرح شہید ہوئے۔ اول حضرت زیدؓ بن حارث شہید ہوئے۔ ان کے بعد حضرت جعفرؓ شہید اور ان کے بعد عبداللہؓ شہید ہو گئے۔ ان کے گرتے ہی ثابتؓ ارقم نے علم اٹھا لیا اور بلند آواز سے کہا۔ ''مسلمانو اب کسی مناسب شخص کو امیر لشکر بنا لو'' بہت سے

Marfat.com

مسلمانوں نے کہا۔ ''ہم تمہیں امیر تسلیم کرتے ہیں۔'' حضرت ثابتؓ نے کہا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ اچھا یہ ہے کہ خالدؓ بن الولید کو امیر بنالو۔'' سب نے کہا۔ ''نہایت مناسب ہے۔''

حضرت خالدؓ بن الولید نے نہ رسمی انکار کیا، یہ انکساری کی، بلکہ فوراً علم ہاتھ میں لے لیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

''خدایا! آج حمایت اسلام میں میں نے پہلی مرتبہ تلوار اٹھائی ہے، میری شرم تیرے ہاتھ میں ہے۔ خدایا میری مدد کرنا، میرا بھروسہ تجھ پر ہی ہے۔''

یہ دعا مانگتے ہی انہوں نے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ عیسائیوں کو ایسا معلوم ہوا جیسے مسلمانوں کو مدد پہنچ گئی ہو۔ مسلمان نہایت جوش اور بڑی دلیری سے لڑنے لگے، عیسائی بھی شدت سے حملے کرنے لگے۔ جنگ کی آگ تیزی سے بھڑک اٹھی، سروں پر سر اور دھڑوں پر دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ خون کے پرنالے بہ گئے۔ حضرت خالدؓ نہایت بے جگری سے صفوں پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ میں کم سے کم ایک عیسائی کو مار ڈالتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی کو قتل کر کے تلوار اٹھائی اور وہ دوسرے عیسائی کو زخمی کر گئی چونکہ عیسائی زرہ پہنے ہوئے تھے اور آہنی خود اوڑھے ہوئے تھے۔ اس لیے اکثر حضرت خالدؓ کی تلوار ٹوٹ جاتی تو آپؓ کہتے۔ ''کون ہے جو حصول ثواب کے لیے تلوار دے۔'' کوئی نہ کوئی مسلمان آپؓ کو تلوار دے دیتا۔ اس روز آٹھ تلواریں حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے ٹوٹ کر گریں۔

چونکہ خالدؓ بڑی دلیری سے کبھی دشمنوں کے میمنہ میں، کبھی میسرہ میں اور کبھی قلب پر حملہ کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں کا جوش بھی بڑھ جاتا تھا اور وہ اور بھی سختی سے حملے کرنے لگتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں عیسائیوں کے حوصلے پست ہو گئے، وہ شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں نے تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ اس معرکہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ دشمنوں کے مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ کئی ہزار آدمی کام آئے۔ کئی ہزار زخمی ہوئے۔ مال غنیمت کافی مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حضرت خالدؓ فتح یاب ہو کر واپس لوٹے۔

سیف اللہ کا خطاب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الہام کے ذریعہ سے جنگ موتہ کے حالات کی اطلاع ہو گئی۔ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا: ''زیدؓ

Marfat.com

شہید ہو گئے۔ جعفرؓ شہید ہو گئے اور عبداللہؓ بھی شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو بخش دیا اور یہ تینوں جنت میں داخل ہو گئے حوروں نے ان کا استقبال کیا اور وہ زریں تختوں پر بٹھائے گئے۔ ان تینوں کے بعد ''علم سیف من سیوف اللہ۔''یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالدؓ بن الولید) نے اٹھا لیا۔ اور لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو نہایت دانائی سے سنبھال لیا۔ اسی روز سے حضرت خالدؓ سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

فتح مکہ:۔ صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ عرب کے قبائل کو یہ اختیار ہو گا کہ مشرکین مکہ اور رسول الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں مکہ کے قریب دو قبائل خزاعہ اور بنو بکر آباد تھے۔ ان میں سے خزاعہ نے مسلمانوں سے اور بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کر لیا تھا، بنو بکر نے قریش کی شرارت اور مدد سے بنو خزاعہ پر رات کو تاخت کی اور بنو خزاعہ کے بہت سے زن و مرد کو قتل کر ڈالا، اس طرح انہوں نے صلح حدیبیہ کو توڑ دیا، جب بنو خزاعہ پر ظلم ہو رہا تھا تو انہوں نے پکارا۔''یا رسول اللہ ﷺ قریش نے معاہدہ شکنی کی، ہماری مدد کیجئے۔'' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً تین سو میل کے فاصلہ پر تہجد کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے اور ام المومنین حضرت میمونہؓ وضو کرا رہی تھیں۔ آپ نے یہ آواز پکارنے کی سنی۔ حضرت میمونہؓ سے کہا۔

قریش نے صلح نامہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ بنو خزاعہ پر ظلم کیا۔'' چند ہی روز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریاد کی آواز سنی، کوئی اشعار پڑھ رہا تھا۔ جن کا مطلب یہ تھا۔

کچھ غم نہیں، ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو وہ معاہدہ یاد دلائیں گے جو ان کے (قریش کے) اور ہمارے درمیان ہوا تھا، قریش نے وعدہ خلافی کی ہے اور انہوں نے جو مضبوط معاہدہ لکھا تھا، اسے توڑ ڈالا ہے۔''

فوراً ہی چالیس ناقہ سوار حاضر ہوئے اور انہوں نے قریش کی عہد شکنی اور سفاکی کی مفصل داستان سنائی۔ حضور ﷺ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا۔''ان سے انتقام لیا جائے گا، آپؐ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ مکہ والوں کو معلوم ہو گیا، انہوں نے ابو سفیان کو جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ تجدید صلح کے لیے بھیجا، لیکن ابوسفیان

Marfat.com

کو کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ ناکام واپس گیا اور دسویں رمضان المبارک 8 ھ کو دس ہزار فوج الٰہی نے مکہ کی طرف کوچ کیا۔ اس لشکر کے آنے کی خبر سن کر مشرکین گھبرا گئے۔ اسلامی لشکر مکہ سے چار کوس کے فاصلہ پر وادی مرہ بطہران میں آ کر مقیم ہو گیا۔ ابو سفیان کو مشرکوں نے جاسوسی کے لیے بھیجا۔ وہ فوج الٰہی کا جاہ و جلال دیکھ کر گھبرا گئے۔ اتفاق سے انہیں حضرت عباسؓ مل گئے ان کے ساتھ جا کر مسلمان ہو گئے۔ اگلے روز لشکر اسلام نے مکہ کی طرف کوچ کیا۔ صفوان بن امیہ نے قریش کے نوجوانوں کو جمع کر کے خالدؓ بن الولید کی فوج پر جو ہراول کے طور پر جا رہے تھے، تیر برسائے، دو صحابیؓ، ان تیروں سے زخمی ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے جوش میں آ کر حملہ کر دیا۔ تیرہ کافروں کو مار ڈالا۔ باقی بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تلوار کی چمک دیکھی تو حضرت خالدؓ کو بلا کر باز پرس کی۔ انہوں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ حضورﷺ نے فرمایا۔ ''خدا کی یہی مرضی تھی۔''

حقیقت یہ ہے کہ آنحضورﷺ کو خونریزی سے نفرت تھی۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ مکہ میں خون بہے لیکن مشرکوں نے مجبور کر دیا۔ حضرت خالدؓ اپنی جگہ پر آ گئے اور اپنے دستہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، مشرکوں کو پھر ان سے الجھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت خالدؓ اپنا رسالہ لیکر حضورﷺ کے گرد باڈی گارڈ کے طور پر ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالدؓ کی یہ بات بہت پسند آئی۔ آپؐ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

بنو کنانہ پر یورش:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو تین ہزار سواروں کے ساتھ بنو کنانہ کی طرف روانہ کیا، یہ قبیلہ عزیٰ نامی بت کی پرستش کرتا تھا جس کا مندر ایک نخلستان میں تھا۔ حضرت خالدؓ جب وہاں پہنچے تو بنو کنانہ یہ کہہ کر ایک طرف ہٹ گئے کہ عزیٰ خود مسلمانوں کو فنا کر دے گا، مگر جب حضرت خالدؓ نے اس کے ٹکڑے کر ڈالے اور کسی مسلمان کے نکسیر تک بھی نہ پھوٹی تو وہ لوگ بڑے شرمندہ ہوئے، ان میں سے کئی آدمی مسلمان ہو گئے، حضرت خالدؓ لوٹ آئے۔

جنگ حنین:۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو ان قبائل میں عناد و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی جو مکہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے چنانچہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے قبائل

Marfat.com

جشم، نصر اور سعد وغیرہ کو ساتھ لے کر تین ہزار سوار جمع کیے اور معہ زن و فرزند کے مقام حنین میں آ کر فروکش ہو گئے۔ حنین مکہ سے چھتیس کوس کے فاصلہ پر طائف کے راستہ میں واقعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان کے خروج کی اطلاع ہوئی تو بارہ ہزار مجاہدین کو ساتھ لیکر چلے، حضرت خالدؓ ہراول میں تھے۔ جب یہ لشکر روانہ ہوا تو اس کی شان دیکھ کر بعض مسلمانوں کی زبان سے نکل گیا۔ ''آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔'' خدا کو ان کا یہ غرور پسند نہ آیا، اسلامی لشکر کے آنے کی خبر سن کر کفار پیچیدہ گھاٹیوں میں چھپ گئے، پچھلی رات کے وقت مسلمان ان گزرگاہوں کو طے کرنے لگے، کافروں نے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دس ہزار تو مسلمان تھے اور دو ہزار مکہ کے نوجوان مشرک تھے، بنو ہوازن نے ان نوجوانوں پر حملہ کیا، وہ بھاگ نکلے۔ مسلمان بھی تتر بتر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے استقلال کو نہ چھوڑا۔ آپؐ نے مسلمانوں کو آواز دی۔ ''لوگو! میں اللہ کا رسولؐ ہوں، میری طرف آؤ۔ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑے اور آنحضور ﷺ کے گرد کھڑے ہو کر بڑی جانبازی سے لڑنے لگے۔ حضرت خالدؓ نے لوٹ کر نہایت شدت سے حملہ کیا، کچھ دیر تو مشرک جمے رہے لیکن آخر کار ان کے قدم اکھڑ گئے۔ بڑی بدحواسی سے اپنا تمام سامان چھوڑ کر بھاگے۔ اس جنگ میں چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

غزوہ طائف:۔ آنحضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنو ثقیف طائف میں جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ نے حضرت خالدؓ کو ہراول کے طور پر آگے بھیجا۔ اور خود ان کے پیچھے روانہ ہوئے، حضرت خالدؓ نے کئی قلعے جو راستہ میں آتے گئے۔ فتح کر لیے۔ وہاں سے کافی مال غنیمت ہاتھ آیا، طائف کا محاصرہ کر لیا لیکن بیس روز کے بعد محاصرہ اٹھا لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ غربا اور مساکین کے لیے نکال کر چار حصے فوجیوں میں اس طرح تقسیم کیے کہ پیدل کو ایک حصہ تو سواروں کو تین حصے، ہر پیدل کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں اور ہر سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں۔ آپؐ نے روسائے

Marfat.com

مکہ کو ان کی تالیف قلوب کے لیے کچھ زیادہ حصہ عطا کیا۔

دومتہ الجندل پر یورش :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسائیوں کی جنگی تیاری کی خبر سن کر تیس ہزار مجاہدین کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے ملک شام کی سرحد پر مقام تبوک میں پہنچے۔ تبوک ایک مشہور جگہ ہے جو مدینہ اور دمشق کے درمیان سرحد شام پر مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلہ پر ہے ہرقل اعظم رومی شہنشاہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق سمجھتا تھا، وہ اپنا لشکر لیکر پیچھے ہٹ گیا۔ شرجیل گورنر سرحد بھی ٹل گیا۔ غرض عیسائی منتشر ہوگئے۔ تبوک کے قریب ایک مقام دومتہ الجندل تھا، وہاں کا حاکم اکیدر بن عبدالملک بنو کندہ سے تھا۔ اس نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن الولید کو چار سو سواروں کے ہم راہ روانہ کر کے فرمایا ''اکیدر تمہیں نیل گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا اسے گرفتار کر لاؤ۔''

حضرت خالدؓ عشاء کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے اور رات بھر سفر کر کے دومتہ الجندل کے قلعہ کے قریب پہنچے۔ اکیدر کو ایک عجیب معاملہ پیش آیا۔ یہ ہوا کہ گرمی کا موسم تھا، چاندنی رات تھی، آسمان سے نور کی بارش ہو رہی تھی، چاندنی چٹک رہی تھی، اکیدر اور اس کی بیوی دونوں بالائے بام سو رہے تھے۔ ایک نیل گائے نے آکر قلعہ کے پھاٹک کو اپنے سینگوں سے کھرچنا شروع کیا، اکیدر کی بیوی کی آنکھ کھل گئی اس نے کھٹکا سن کر شوہر کو اٹھایا۔ اکیدر نے جھروکہ سے جھانک کر دیکھا۔ نیل گائے نظر آئی، اس نے ہتھیار لگائے۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے بھائی حسان کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا۔ نیل گائے ان دونوں کو دیکھتے ہی جنگل کی طرف بھاگی۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ حضرت خالدؓ کا سامنا ہو گیا۔ حضرت خالدؓ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا، لینا اس اکیدر بدذات کو۔''

مسلمانوں نے اکیدر اور اس کے بھائی حسان کو گھیر لیا۔ دونوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا، حسان تو مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گیا۔ مسلمانوں نے وہیں صبح کی نماز پڑھی، اور واپس لوٹ آئے۔ شام کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اکیدر کو پیش کیا اور عرض کیا کہ ''یہ شکار کرنے قلعہ سے نکلا تھا۔'' اکیدر نے نیل گائے کا

Marfat.com

واقعہ سنایا حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔ ''مجھے خدا نے پہلے ہی خبر کر دی تھی۔'' اکیدر نے جان بخشی کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے امان دے دی، اس نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اور قلعہ میں واپس جا کر دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو نیزے اور چار سو زرہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ بھیجیں۔ عیسائیوں پر مسلمانوں کا رعب وخوف طاری ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

جزیہ کیا ہے:۔ جزیہ اس ٹیکس کو کہتے ہیں جو حفاظت کے صلہ میں لیا جاتا ہے، مسلمان جس قوم کی یا جس شہر اور جس بستی کی حفاظت کی ذمہ داری لے لیتے تھے، اس قوم یا اس شہر اور بستی سے فی کس کچھ رقم سالانہ مقرر کر کے وصول کر لیتے تھے۔ اس کے عوض وہ ان کی سال بھر تک ان کے دشمنوں سے حفاظت کرتے تھے چونکہ مسلمان جزیہ ادا کرنے والوں کو ذمی سمجھتے تھے یعنی انہیں اپنی ذمہ داری میں لے لیتے تھے۔ اس لیے ان پر فوجی خدمت عائد نہیں کی جاتی تھی، یعنی ذمیوں سے نہ جنگ کا چندہ وصول کرتے تھے، نہ ان سے جبریہ بھرتی کرتے تھے۔

شاہ کسریٰ انوشیروان عادل نے بھی اپنی رعایا پر ایک ٹیکس قائم کیا تھا، اس کا نام ''گزیہ'' تھا۔ یہ ٹیکس تمام غیر فوجی لوگوں سے وصول کیا جاتا تھا، صرف فوجی لوگ اس سے مستثنیٰ ہوتے تھے۔ اسی لفظ گزیہ سے جزیہ بنا ہے۔ گزیہ فارس کا لفظ ہے چونکہ عربی میں ''گ'' نہیں ہوتا، اس لیے گاف کو جیم سے بدل کر جزیہ کر لیا۔

مسلمانوں سے جزیہ کیوں نہیں لیا جاتا تھا:۔ مسلمانوں پر جنگی پابندی عائد تھی، ان سے جنگی اخراجات کے لیے چندہ بھی لیا جاتا تھا اور انہیں ضرورت کے وقت فوج میں بھی بھرتی کیا جاتا تھا۔ ہر مسلمان سپاہی تھا اور ہر مسلمان پر جنگی خدمات لازمی تھیں اس کے علاوہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ زکوٰۃ خدا کا قائم کیا ہوا خالص اسلامی محصول تھا۔ زکوٰۃ مال کا چالیسواں حصہ ہوتا ہے، گویا ہر مسلمان ہر سال اپنی دولت کا چالیسواں حصہ اسلامی گورنمنٹ کو دے دیتے تھے۔ اس لیے ان سے جزیہ وصول نہیں کیا جاتا تھا۔

Marfat.com

حجتہ الوداع:۔ 10 ھ میں رسول اللہؐ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ ایک لاکھ مسلمانوں کا جم غفیر ہم رکاب تھا۔ آپؐ نے پہلا مقام ذوالظلیفہ میں کیا۔ 26 ذیقعد 10 ھ اتوار کے روز غسل کیا۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے جسم اطہر پر عطر ملا۔ آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اپنے ناقہ قصور نامی پر سوار ہو کر فرمایا۔ ''اے خدا! ہم تیرے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تمام نعمتیں تیری ہیں اور ساری تعریفیں تجھے ہی سزاوار ہیں۔'' کچھ لوگ راستہ میں سے شریک ہوتے رہے، مکہ پہنچتے پہنچتے آپؐ کے گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کا اجتماع ہو گیا۔ حضرت خالدؓ بھی معہ اپنے فوجی دستہ کے ہمرکاب تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری چلتی تھی تو آپؐ کے شیدائیوں اور خدا کے متوالوں کا سیلاب روانہ ہوتا تھا، جہاں سے جہاں تک نظر جاتی تھی، احرام باندھے ہوئے سب ایک ہی لباس میں مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے۔ یہ حضور ﷺ کا آخری حج تھا۔ آپؐ نے نویں ذیقعد کو مقام عرفات میں قیام کیا۔ دوپہر ڈھلنے پر آپؐ ناقہ پر سوار ہوئے۔ مسلمان سکون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے خطبہ پڑھا۔ اول آپؐ نے خدا کی تعریف کی۔ پھر مسلمانوں کو نصیحتیں کیں، فرمایا ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔'' یہ فرمایا ''خدا کا کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

آپ نے فرمایا:۔

''لوگو! جس طرح یہ مہینہ۔ یہ دن اور یہ شہر حرام ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا مال، مسلمانوں کی آبرو اور مسلمانوں کا خون مسلمان پر حرام ہے۔

مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ وہ مسلمان سے دشمنی رکھے۔ جس مسلمان سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔ وہ مسلمان نہیں ہے، مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور بھائیوں کو مل کر رہنا چاہیے۔ نااتفاقی قوموں اور ملکوں کو تباہ کر دیتی ہے، اس مرض میں گرفتار نہ ہونا، ورنہ خدا تم سے اپنی تمام نعمتیں چھین لے گا، تم رسوا اور ذلیل ہو جاؤ گے، اسلام نے خاندانی فخر اور نسبی امتیاز مٹا دیا ہے، غلام اور آقا برابر ہو گئے ہیں۔ تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ عبادت گزار اور پرہیز گار ہے۔ امانت میں خیانت کبھی نہ کرنا، ہمیشہ سچ بولنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، شراب جوا اور سود حرام کر دیئے گئے ہیں۔ زنا بھی بڑا گناہ ہے، عورتوں کی عزت کرو اور ان کے حق انہیں دو۔ ان پر سختی نہ کرو، اپنی بیٹیوں

Marfat.com

سے اسی طرح محبت کرو جس طرح میں اپنی بیٹی فاطمہؓ سے محبت کرتا ہوں، عورت کے لیے بھی اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے، کسی عورت کو یہ جائز نہیں کہ شوہر کے مال میں سے بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو کچھ دے۔ قرض کو ادا کرو۔ نماز میں سستی نہ کرو، وقت پر جماعت کے ساتھ پڑھو۔ روزے بغیر معقول عذر کے قضا نہ کرو۔ زکوٰۃ دو، حج کرو۔ ان سب باتوں کے متعلق جو میں نے کھول کر بیان کر دی ہیں۔ قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔ مسلمانو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن شریف) دوسرے سنت نبیؐ جب تک تم کتاب اور سنت پر عمل کرتے رہو گے، کبھی گمراہ نہ ہو گے۔''

خطبہ ختم ہوتے ہی حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ دسویں تاریخ کو آپؐ نے حج کے مسائل بیان کیے۔ آپ نے پھر فرمایا۔ ''مسلمانو! نماز کسی حالت میں نہ چھوڑنا، روزے بھی ضرور رکھنا، زکوٰۃ بھی ادا کرنا، قیامت برحق ہے، ضرور برپا ہوگی۔ تمہیں سب کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا، ہر شخص سے اس کے اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی، مجرم ہی کو سزا ملے گی۔ اس کے باپ یا بیٹے کو نہیں۔ اب ریگستان کا ذرہ ذرہ نور اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اب اس کی یہاں پرستش نہ کی جائے گی جو شخص خدا کی اطاعت کرے گا، نماز پڑھے گا، روزے رکھے گا، زکوٰۃ دے گا۔ حج کرے گا، اپنے بھائی مسلمان سے محبت رکھے گا، وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

اس روز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہؓ نے قربانی کی۔ قربانی کے بعد آپؐ نے معمرؓ بن عبداللہ کو بلوا کر سر کے بال اتروائے حضرت خالدؓ نے آپؐ کی پیشانی کے بال لے لیے۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا۔ ''کیا کرو گے، ان بالوں کو؟'' حضرت خالدؓ نے عرض کیا۔ ''میں ان بالوں کی برکت سے لڑائیوں میں فتح پانے کی امید رکھوں گا۔'' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور فرمایا۔ ''اے ابن ولید جب تک یہ بال تمہاری ٹوپی میں رہیں گے، انشاءاللہ تم ہر معرکہ میں فتح یاب ہو گے۔''

حضرت خالدؓ نے بال ٹوپی میں سی لیے۔ حضور ﷺ کی دعا اور بالوں کی برکت سے ہر معرکہ میں فتح یاب ہوئے، اگرچہ یہ سچ ہے کہ حضرت خالدؓ کی قسمت میں شہادت نہیں تھی حالانکہ انہیں اس کی بڑی تمنا تھی، مگر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بالوں کو بھی دخل رہا۔ حضرت خالدؓ کے پاس مرتے دم تک وہ ٹوپی رہی جس

Marfat.com

میں بال سلے ہوئے تھے، اس لیے بھی آپؓ کو شہادت نصیب نہ ہوسکی۔

حضرت خالدؓ کی فتوحات:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے۔ آپؓ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا چونکہ انہوں نے اسلام کے رکن کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ اسی لیے مرتد کہلائے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی گوشمالی کی، کچھ مردوں اور عورتوں نے نبوت کے دعوے کیے، ان میں سے کئی کی سرکوبی کے لیے حضرت خالدؓ مامور کیے گئے۔ انہوں نے ان پر یلغار کر کے ان کی جمعیتوں کو توڑ دیا۔ یہ واقعات یعنی حضرت خالدؓ کی فتوحات کے حالات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں، یہاں انہیں مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خالدؓ اتنے معرکوں میں شریک ہوئے ہیں اور انہوں نے اتنی فتوحات کی ہیں کہ انہیں مختصراً بھی بیان کیا جائے تو سفینہ چاہیے، اس بحر بیکراں کے لیے، کئی ضخیم جلدیں ان کے بیان کرنے کے لیے چاہئیں۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ کچھ واقعات پیش کریں گے۔

یہ بات حضرت خالدؓ کے تذکرہ میں بیان کی جا چکی ہے کہ حضرت خالدؓ عراق کا علاقہ فتح کر کے ملک شام میں چلے آئے تھے، جب وہ بصرہ میں پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ واقدی نے اس واقعہ کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ہم مجملاً لکھتے ہیں۔ ہوا یہ کہ بصرہ کا حاکم روماس تھا، جب حضرت خالدؓ بصرہ میں پہنچے تو رومی عیسائیوں اور مسلمانوں نے میدان میں نکل کر صف بندی کی۔ دفعتہً رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا روماس نکلا۔ حضرت خالدؓ اس کے مقابلہ میں نکلے۔ روماس نے پوچھا۔ ''کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو'' حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ ''لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر میں مسلمانوں کا خادم ہوں، میرا نام خالدؓ ہے۔''

روماس:۔ ''میں تم سے ہی ملنا چاہتا تھا، میں بصرہ کا حاکم بھی ہوں اور اپنے مذہب کا عالم بھی ہوں، میں نے اپنی بہت سی پرانی کتابیں دیکھی ہیں، یہ بتاؤ تمہارے نبیؐ کا کیا نام ہے اور ان پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے یا نہیں۔''

خالدؓ:۔ ''ہمارے پیغمبر کا نام حضرت ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قرآن شریف ان پر نازل ہوا ہے۔''

Marfat.com

رو ماس:۔ ''قرآن شریف میں احکام کیا ہیں؟''
خالدؓ:۔ ''خدا نے حکم دیا ہے کہ شرک ہرگز نہ کرو، خدا کو واحد جانو، اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے، اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ نماز پڑھو، روزے رکھو اور جب خدا دولت دے تو زکوٰۃ دو، حج کرو، شراب اور جوا حرام کر دیئے گئے۔ زنا بڑا گناہ ہے جو زنا کرے اس کے کوڑے لگاؤ، اگر مرد کی بیوی ہو اور عورت کا شوہر ہو اور دونوں زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو جو تم سے لڑیں تم ان سے لڑو۔''
رو ماس:۔ ''تمہارا مذہب سچا ہے، میں مسلمان ہوتا ہوں۔''
حضرت خالدؓ نے انہیں مسلمان کر لیا۔ رو ماس نے کہا۔ ''تم مجھ پر حملہ کرو تا کہ میں ڈر کر تم سے بھاگوں اور لوگوں کو تمہاری اطاعت پر آمادہ کروں۔''
دونوں نے مصنوعی طور پر لڑنا شروع کر دیا۔ رو ماس بھاگا۔ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا، اس کی قوم اس کی دشمن ہو گئی۔ ہرقل اعظم نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر دریحان نامی افسر کو کچھ فوج دیکر بصرہ والوں کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ بصرہ والوں نے دریحان کو اپنا حاکم مقرر کر لیا۔ رو ماس اپنے مکان کی دیوار توڑ کر رات کو نکلا اور حضرت خالدؓ کے پاس آ کر سو مسلمان اپنے ساتھ لے چلا، ان سو سواروں پر حضرت خالدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی صدیق کو سردار مقرر کیا۔ ان مسلمانوں نے شہر میں داخل ہو کر جنگ شروع کر دی۔ شہر کا پھاٹک کھول دیا، مسلمان شہر میں گھس پڑے، نہایت بہادری سے لڑے۔ آخر بصریٰ فتح ہو گیا۔ اس عرصہ میں صبح ہو گئی۔ مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کرنا شروع کیا، کچھ مسلمانوں نے دیکھا کہ رو ماس ایک حسین اور پری چہرہ عورت سے زبانی طور پر لڑ رہے ہیں، دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ماہ پیکر عورت ان کی بیوی ہے، رو ماس اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، وہ نہیں جاتی، مسلمانوں کو دیکھتے ہی اس عورت نے کہا۔ ''میری مدد کرو، تم مجھے اور رو ماس کو اپنے سردار کے پاس لے چلو۔ وہیں میرا اور ان کا فیصلہ ہو گا۔''
مترجم نے عربوں سے یہ بات کہی، عرب اسے اور رو ماس کو حضرت خالدؓ کے پاس لائے۔ مترجم کے ذریعہ سے عورت نے کہا۔ ''رو ماس سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ رات میں نے خواب میں ایک صاحب کو دیکھا جو بڑے خوبصورت اور بارعب تھے۔ انہوں نے کہا حق آ گیا، باطل مٹنے والا ہے جو شخص اس شہر پر حملہ آور ہوا ہے اس کے ہاتھ پر خدا اس شہر کو اور تمام ملک شام کو فتح کر دیگا، تم مسلمان ہو جاؤ، میں مسلمان ہو گئی، انہوں

Marfat.com

نے مجھے دو صورتیں یاد کرا دیں۔''

اس عورت کی باتیں سن کر حضرت خالدؓ اور مسلمانوں کو تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی۔ حضرت خالدؓ نے اس خاتون سے دونوں سورتیں پڑھنے کی درخواست کی۔ اس نے پڑھ دیں۔ ان میں سے ایک سورہ فاتحہ تھی اور دوسری سورہ اخلاص تھی۔

مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، روماس کی بیوی نے کہا۔ ''میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ روماس عیسائی ہے، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ حضرت خالدؓ نے مسکرا کر کہا۔ ''تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تمہارا شوہر تم سے پہلے مسلمان ہو چکا ہے۔'' عورت خوش ہوگئی۔ اس نے کہا۔ ''اگر یہ بات ہے تو اب میرا ان سے کوئی جھگڑا نہیں رہا۔

خاتون نے حضرت خالدؓ کے ہاتھ پر اپنے اسلام کو تازہ کیا اور روماس کو بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

دمشق کا محاصرہ:۔ حضرت خالدؓ بصرہ سے دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ ملک شام میں موجود تھے۔ حضرت خالدؓ نے انہیں لکھ دیا کہ وہ بھی دمشق میں آ جائیں۔ ہرقل اعظم کو معلوم ہو گیا کہ مسلمان دمشق پر حملہ آور ہوئے ہیں، اس نے کلوص کو پانچ ہزار فوج دیکر دمشق والوں کی مدد کو بھیجا، دمشق میں عزرائیل نامی رومی سردار حاکم تھا۔ دمشق میں پہلے سے کافی فوج تھی۔ پر قلعہ ایسا مضبوط تا کہ اسے فتح کرنا آسان نہیں تھا۔ کلوص مسلمانوں کے دمشق پر آنے سے پہلے پہنچ گیا، اس کے بعد حضرت خالدؓ پہنچے۔ حضرت خالدؓ کے ساتھ صرف پندرہ سو سوار تھے۔ عیسائیوں نے جب مسلمانوں کی توڑی تعداد دیکھی تو دلیر ہو گئے۔ قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے، میدان میں نکلے۔ صفیں مرتب کیں۔ کلوص نے میدان میں نکل کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ حضرت خالدؓ اس کے مقابلہ میں نکلے۔ کلوص نے پر زور حملہ کیا، اس نے نیزہ مارا، حضرت خالدؓ نے اپنے نیزہ پر اس کا نیزہ روکا، کچھ دیر دونوں نیزہ بازی کے ہنر دکھاتے رہے۔ آخر حضرت خالدؓ نے کلوص کے نیزہ کو بیکار کر دیا اور اپنا گھوڑا اس کے گھوڑے سے ملا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے زین سے جدا کر لیا اور لٹکائے ہوئے اپنے لشکر میں لائے۔ مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا پر زور نعرہ لگایا۔ کلوص کو مسلمانوں نے حضرت خالدؓ سے لیکر گرفتار کر لیا۔

اب عزرائیل بڑبڑاتا ہوا میدان میں نکلا۔ حضرت خالدؓ اس کے مقابلہ میں بھی جا

Marfat.com

پہنچے۔ عزرائیل عربی جانتا تھا۔ اس نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ ''تم عرب ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟'' حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ ''اس لیے کہ تمہیں انسانیت اور خداپرستی کی تعلیم دیں، تم وہ ہو جنہیں شرافت چھو بھی نہیں گئی ہے، تم نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کو قتل کر ڈالا، تم وہ ہو جو خدا کے ساتھ شرک کرتے ہو، اس کے بیٹا بتاتے ہو، ہم تم سے کہتے ہیں کہ تم خدا کو پہچانو، مسلمان ہو جاؤ، اگر مسلمان ہونا نہ چاہو تو جزیہ دو، ہم تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریں گے، یہ بھی منظور نہ ہو تو لڑو، تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔''

عزرائیل نے کہا۔ ''اے عربی! اپنی حد سے نہ بڑھو، تم نے دیکھا ہے کس قدر عیسائی لشکر ہے، اگر میں اشارہ کر دوں تو ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑے لیکن میں تم پر رحم کرتا ہوں، تم میری قید میں آ جاؤ، میں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں رہا کر دوں گا۔'' حضرت خالدؓ کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے کہا۔ او دشمن خدا! باتیں نہ بنا۔ تیرا ہم نام فرشتہ موت تیرا منتظر ہے۔'' عزرائیل نے جوش میں آ کر حملہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کا حملہ ڈھال پر روکا، پھر خود بھی حملہ کیا دونوں بہادر تھے، دیر تک تلواروں کے ہاتھ دکھاتے رہے، ایک مرتبہ حضرت خالدؓ نے جوش میں آ کر حملہ کیا عزرائیل ڈر کر بھاگا۔ حضرت خالدؓ نے اس کا پیچھا کیا لیکن عزرائیل کا گھوڑا سبک رو تھا، دوڑا چلا گیا حضرت خالدؓ نے کچھ دور تک تعاقب کر کے گھوڑے کو روک لیا، عزرائیل یہ دیکھ کر کہ حضرت خالدؓ کا گھوڑا تھک گیا ہے، لوٹا اور زور سے حملہ آور ہوا۔ حضرت خالدؓ گھوڑے سے اتر گئے اور اس طرح تلوار چلائی کہ عزرائیل کے گھوڑے کی کونچیں کٹ گئیں۔ عزرائیل گھوڑے سے گرا اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ حضرت خالدؓ نے دوڑ کر اسے گرفتار کر لیا۔ یہ دیکھ کر تمام عیسائی لشکر حملہ آور ہوا لیکن اسی وقت حضرت ابو عبیدہؓ پینتیس ہزار لشکر لیکر آ پہنچے یا تو عیسائی حملہ آور ہوئے تھے یا نئے اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی پیچھے بھاگے اور قلعہ میں گھس گئے۔ حضرت خالدؓ نے کلوص اور عزرائیل کے سامنے اسلام پیش کیا، انہوں نے انکار کیا۔ خالدؓ نے دونوں کو قتل کرا دیا۔

دمشق سے کوچ :۔ دمشق کے عیسائیوں نے ہرقل اعظم کو لکھا کہ کلوص اور عزرائیل دونوں مارے گئے، مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ فوراً مدد کرو۔ ہرقل اعظم نے حمص کے حاکم وردان کو نوے ہزار لشکر کے ساتھ روانہ کیا، جب وہ چلا تو

Marfat.com

اس نے کہا، میں مسلمانوں کے سر یہاں بھیجوں گا اور حجاز جا کر مکہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا، وہ اجنا دین میں آ کر مقیم ہو گیا۔ حضرت خالدؓ چونکہ تمام اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم ہو گئے تھے، اس لیے انہوں نے طے کیا کہ اول اجنا دین میں پہنچ کر وہاں کے رومیوں سے نمٹ لیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی تھے۔ حضرت خالدؓ نے چاہا کہ پانچ سو سواروں کے ساتھ خود خواتین کی حفاظت کے لیے ان کے ساتھ رہیں لیکن ابو عبیدہؓ نے کہا کہ تم آگے چلو میں پیچھے عورتوں اور مال و اسباب کی حفاظت پر رہوں گا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ لشکر لیکر آگے چلے۔ حضرت ابو عبیدہؓ معہ لشکر کے ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ عزرائیل کے بعد بولص بن بلقا دمشق کا حاکم ہو گیا تھا۔ وہ مسلمانوں کا تعاقب کرنے کو تیار ہوا۔ اس کی بیوی نے اسے سمجھایا کہ میں نے ہولناک خواب دیکھا ہے، تمہاری جان کا خطرہ ہے، تم مسلمانوں کے پیچھے نہ جاؤ، مگر وہ نہ مانا، چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لیکر چلا اور حضرت ابو عبیدہؓ پر حملہ آور ہوا۔ مسلمان اس کے مقابلہ میں آ گئے، زور و شور سے جنگ ہونے لگی لیکن مسلمان کم تھے اور عیسائی زیادہ تھے۔ عیسائیوں نے زبردست حملہ کر کے عورتوں پر چھاپہ مارا اور بہت سی عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں حضرت ضرارؓ کی بہن خولہؓ بھی تھیں اور ام ابانؓ بنت عتبہ اور سلمہؓ بنت نعمان بھی تھیں۔ بولص نے ان عورتوں کو اپنے بھائی پطرس کے حوالہ کیا اور اسے کچھ لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف لوٹا دیا۔ سہیلؓ بن عبیدہ نے جب یہ حال دیکھا تو انہوں نے دوڑ کر حضرت خالدؓ کو اطلاع کی۔ انہوں نے پانچ ہزار سواروں کو ساتھ لیکر گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی کر دیں۔ دم کے دم میں حضرت ابو عبیدہؓ کی مدد کو پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے جاتے ہی نہایت شدت سے حملے شروع کیے۔ حضرت ضرارؓ نے بولص کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے بے شمار رومیوں کو مار ڈالا، مسلمانوں نے اس قدر قتل عام کیا کہ صرف سو آدمی بچ کر بھاگ سکے، کچھ رومیوں کو مسلمانوں نے گرفتار بھی کر لیا۔

جب حضرت خالدؓ کو عورتوں کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا تو وہ سواروں کا ایک دستہ لیکر تیزی سے روانہ ہوئے۔ ادھر پطرس نہر استریاق پر ٹھہرا۔ اس نے اپنے روبرو خواتین عرب کو طلب کیا۔ حضرت خولہؓ نہایت حسین اور پری چہرہ تھیں۔ پطرس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ ''یہ لڑکی میرے لیے ہے، باقی تم آپس میں تقسیم کر لینا۔ حضرت خولہؓ نے عورتوں کو جوش دلایا اور وہ خیموں کی چوبیں لیکر عیسائیوں پر حملہ آور ہوئیں، عیسائیوں نے حیرت سے ان عورتوں کو دیکھا، بہادر مسلم خواتین جھپٹ کر عیسائیوں پر حملہ کرتی

Marfat.com

تھیں اور چوبوں سے ان کے سر توڑ ڈالتی تھیں۔ عیسائیوں نے ان پر نرغہ کیا۔ پطرس بھی تلوار کھینچ کر آ گیا۔ اس نے حضرت خولہؓ سے کہا۔ ''اے ماہ عرب! مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے میں بڑا دولت مند اور معزز ہوں، تمہیں اپنی بیوی بنا کر شاہزادیوں کی شان سے رکھوں گا، اپنے ہاتھ سے چوب ڈال دو۔ میرے پاس آ جاؤ۔'' حضرت خولہؓ نے کہا۔ ''او نصرانی کتے! میں مسلمان ہوں، مسلمان عورت غیر مسلم کی بیوی بننے سے مر جانا اچھا سمجھتی ہے، ہم موت کو عزیز رکھتے ہیں، تیری اصل و حقیقت کیا ہے کہ تو ایک دختر اسلام کو اپنے پاس رکھ سکے۔ خدا کی قسم میں تجھے اپنے اونٹوں کا چرواہا بنانا بھی پسند نہ کروں۔'' یہ کہتے ہی انہوں نے پطرس پر حملہ کیا۔ پطرس پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو جوش دلانے کے لیے کہا۔ ''اے مسیحی جانباز بڑے شرم غیرت کی بات ہے کہ مسلمان عورتیں تمہارا مقابلہ کر رہی ہیں۔ بڑھو اور ان سے چوبیں چھین لو۔ اس وقت حضرت خالدؓ معہ اپنے ساتھیوں کے وہاں پہنچ گئے، مسلمانوں نے پر زور حملے کیے۔ رومیوں کو گھاس کی طرح کاٹ ڈالا۔ حضرت ضرار نے پطرس کو قتل کیا۔ رومی بھاگ گئے، مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کیا، جب وہ قلعہ میں گھس گئے، تب وہ لوٹے۔ مال غنیمت، گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ جمع کیے، اور عورتوں کو لیکر حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آئے۔ وہاں سے اجنادین کی طرف روانہ ہوئے۔

عظیم الشان فتح:۔ وردان اجنادین کے مقام پر نوے ہزار لشکر کے ساتھ فروکش تھا۔ حضرت خالدؓ بھی اسلامی لشکر لیکر وہاں پہنچ گئے۔ دوسرے روز سے جنگ شروع ہوئی، باوجودیکہ مسلمان تھوڑے تھے لیکن وہ دشمنوں کی کثرت سے گھبرائے نہیں، بڑے استقلال، جوش اور دلیری سے لڑے۔ انہوں نے ہزاروں عیسائی سپاہیوں اور بہت سے افسروں کو مار ڈالا، جب وردان نے دیکھا کہ مسلمانوں سے جیتنا آسان نہیں۔ اس نے فریب کی ٹھانی، یہ طے کیا کہ دھوکہ سے حضرت خالدؓ کو بلا کر قتل کر ڈالے۔ اس نے داؤد نامی نصرانی کو بلا کر کہا کہ۔ ''مسلمانوں کے سردار کو پیغام دو کہ وہ ٹیلہ پر آ کر مصالحت کے متعلق بات چیت کرے۔'' داؤد نے کہا۔ تمہیں ہرقل اعظم نے مصالحت کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔'' وردان نے کہا۔ ''میں بھی مصالحت کرنا نہیں چاہتا، میں نے یہ سوچا کہ میں ٹیلے کے قریب رات کو دس بہادروں کو چھپا دوں گا۔ جب خالدؓ تنہا وہاں آویں گے تو انہیں آواز دیکر مار ڈالوں گا۔''

Marfat.com

داؤد مسلمانوں کے پاس آیا۔ اور خالدؓ کو پیغام دیا کہ ''ہمارا سردار مصالحت کرنا چاہتا ہے تمہیں تنہا گفتگو کرنے کے لیے سامنے والے ٹیلے پر بلایا ہے، دردان بھی تنہا آوے گا۔'' حضرت خالدؓ نے منظور کرلیا۔ داؤد مسلمانوں کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ فتح ان کی ہی ہو گا، اس نے دردان کے فریب دینے کا حال بیان کر کے اپنے لیے امان حاصل کرلی، حضرت خالدؓ نے دس آدمی اپنے بھی آدھی رات کو ٹیلہ کے پاس چھپنے کے لیے بھیج دیئے۔ یہ مسلمان جب ٹیلہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دس عیسائیوں کو سوتے ہوئے دیکھا، وہ سمجھ گےء کہ دردان نے انہیں بھیجا ہے انہوں نے انہیں قتل کر ڈالا اور ان کے کپڑے خود پہن لیے، صبح کو دردان تنہا آیا۔ حضرت خالدؓ بھی پہنچ گئے۔ کچھ باتیں کرنے کے بعد دردان نے حضرت خالدؓ کے مونڈھے پکڑے اور چلا کر کہا۔ آجاؤ''

مسلمان دوڑ کر اس کے پاس پہنچے۔ دردان انہیں دیکھ کر گھبرا گیا۔ حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''بے وقوف انسان! تو نہیں جانتا تھا خدا ہمارا مددگار ہے، تیرا فریب تجھ پر ہی پڑا۔'' حضرت خالدؓ کے حکم سے حضرت ضرارؓ نے دردان کو قتل کر کے اس کا سر اتار لیا۔ حضرت خالدؓ اپنے دسوں ہمراہیوں کو ساتھ لیکر عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے، انہوں نے دردان کا سر عیسائیوں کے سامنے ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر حملہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ تمام لشکر لے کر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے رومیوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً پچاس ہزار عیسائیوں کو مار ڈالا۔ باقی بھاگ گئے، بہت کم مسلمان شہید ہوئے۔ یہ عظیم الشان فتح اٹھائیسویں جمادی الاول 13 ھ کو حاصل ہوئی۔

فتح دمشق:۔ مسلمانوں نے اجنادین سے واپس لوٹ کر دمشق کا پھر محاصرہ کرلیا۔ دمشق میں ہرقل اعظم کا داماد توما آ گیا تھا اور وہی حاکم ہو گیا تھا توما بڑا بہادر تھا۔ اس نے جنگ کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ کبھی کسی دروازہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتا، کبھی رات کو شب خون مارتا لیکن اسے کسی معرکہ میں کامیابی نہیں ہوئی، ہر لڑائی میں اس کے سپاہی بھاری تعداد میں مارے گئے۔

ایک روز مسلمانوں نے ہر طرف اور ہر دروازہ پر سختی سے چڑھائی کی عیسائیوں نے تیروں، پتھروں اور موٹے موٹے ڈلوں کی بارش شروع کردی توما اس دروازہ پر جو اس کے نام سے مشہور تھا، یعنی باب توما کہلاتا تھا، برج میں آ بیٹھا، اس کے سامنے صلیب اعظم جو بڑی متبرک سمجھی جاتی تھی۔ خدام لیکر کھڑے ہو گئے، تیروں کی بارش ہو رہی تھی،

Marfat.com

توما خود بھی تیر مار رہا تھا، اتفاق سے توما کا تیر ایک مرد مجاہد ابانؓ بن سعید کے لگا۔ تیر زہر میں بجھا ہوا تھا، ابانؓ زخمی ہو کر گر ے۔ چند ہی روز پہلے ان کی شادی اجنادین کے مقام پر ام ابان سے ہوئی تھی۔ ابانؓ شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی ام ابان بنت عتبہ نے سنا انہیں کمال صدمہ ہوا، وہ غم سے دوہری ہو گئیں اور ٹھوکریں کھاتی ہوئی میدانِ جنگ میں آئیں۔ اپنے شوہر کی لاش کے پاس کھڑی ہوئیں، ان کے آنسو جاری ہو گئے، انہوں نے کہا۔ ''تم جنت کو سدھارے، حوروں کا اشتیاق تمہیں وہاں لے گیا، تم نے کہا تھا خدا نے ہمیں ملا دیا ہے، اب ہم کبھی جدا نہ ہوں گے مگر تم جدا ہو گئے، میں جہاد کروں گی اور بہت جلد تم سے آملوں گی۔''

وہ واپس لوٹ گئیں اور پھر مسلح ہو کر آئیں، وہ نہایت خوبصورت تھیں انہوں نے سر سے لیکر پیروں تک اپنے آپ کو اس طرح چادر میں لپیٹ لیا کہ آنکھوں اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے سوائے کوئی نظر نہ آتا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ توما کے تیر سے ان کے شوہر شہید ہوئے ہیں، وہ بڑی تیر انداز تھیں، انہوں نے صلیب بردار کے تیر مارا وہ مردہ ہو کر معہ صلیب کے دروازے سے نیچے گرا۔ مسلمان صلیب اٹھانے کے لیے بڑھے۔ رومیوں نے پھرتی سے تیر اور پتھر مارنے شروع کیے توما فوج گراں لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور صلیب اٹھانے کے لیے بڑھا۔ ام ابانؓ نے تاک کر تیر مارا، تیر توما کی آنکھ میں ترازو ہو گیا۔ ام ابانؓ نے کئی اور تیر چلائے، انہوں نے کئی گبروں کو مار ڈالا۔ توما بلبلاتا ہوا واپس لوٹا۔ عیسائی بھی اس کے ساتھ ہی بھاگے، سب قلعہ میں پہنچ گئے۔

جب محاصرہ سے عیسائی تنگ آ گئے تو بعض رئیسوں نے جمع ہو کر طے کر لیا کہ مسلمانوں سے مصالحت کر لو۔ انہیں معلوم تھا کہ ابو عبیدہؓ نرم دل ہیں چنانچہ ان سے انہوں نے مصالحت کر لی لیکن جس رات کو یہ صلح ہوئی، اسی رات کو ایک قس جس کا نام یوشا بن مرقس تھا اور جو بڑا عالم دین تھا، اپنے گھر میں نقب لگا کر حضرت خالدؓ کے پاس آیا۔ ان سے اپنے اور اپنے خاندانوں والوں کے لیے امان طلب کی۔ حضرت خالدؓ نے امان نامہ لکھ دیا اور سو آدمی اس کے ساتھ کر دیئے۔ ان لوگوں نے نقب کے ذریعہ سے قلعہ میں گھس کر دروازہ کھول دیا حضرت خالدؓ معہ لشکر کے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے تلواریں سونت لیں اور فوجیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، جب وہ کنیہ مریم کے پاس پہنچے تو حضرت ابو عبیدہؓ معہ لشکر کے ملے، وہ ان کے ساتھ آئے تھے جنہوں نے ان سے مصالحت کی تھی، چونکہ وہ صلح کر کے شہر میں داخل ہوئے تھے، اس لیے لڑ نہیں رہے

Marfat.com

تھے۔ انہوں نے حضرت خالدؓ کو قتال سے منع کیا اور دونوں میں یہ طے ہوا کہ خلیفہ کو تمام واقعات لکھے جائیں، اگر وہ صلح کو برقرار رکھیں تو صلح قائم رہے ورنہ نہیں چنانچہ حضرت خالدؓ نے اس بات کو مان لیا۔ مسلمانوں نے تلواریں میانوں میں ڈال لیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واقعات لکھ کر روانہ کیے گئے۔

حضرت خالدؓ کی معزولی:۔ بعض تاریخوں میں ہے کہ جس رات کو دمشق فتح ہوا، اسی روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ حضرت خالد اگرچہ اس زمانہ کے بہترین سپہ سالار تھے، لیکن وہ لڑائی میں احتیاط نہیں کرتے تھے، انہوں نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور ان کی بیوی سے عقد کر لیا تھا، حالانکہ مالک مسلمان تھے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مالک کا خون بہا بیت المال سے ادا کیا تھا اور جنگ مقتح میں عبدالعزیزؓ بن الاہم اور لبیدؓ بن حریر کو مار ڈالا تھا باوجودیکہ وہ دونوں مسلمان تھے، مال غنیمت کا حساب نہیں لکھتے تھے۔ ان شاعروں کو جو آپؓ کی تعریف کرتے تھے انعامات دے کر مالا مال کر دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ ان کی ان باتوں سے ناراض تھے، ایک اور بات بھی پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت خالدؓ نے حجاز میں عراق میں اور شام میں جس قدر لڑائیاں لڑیں، سب میں فتح یابی ہوئی۔ لوگوں کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ حضرت خالدؓ کی وجہ سے فتوحات ہو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ فتوحات خدا کی طرف سے ہیں، انسانی کوششوں کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کو معزول کر دیا۔ ابوعبیدہؓ کو ان کی جگہ مقرر کیا اور دمشق کی فتح بروئے صلح قرار دی۔ حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو ایک مفصل خط لکھ کر دیا جس میں حضرت خالدؓ کی معزولی اور ان کی تقرری کا ذکر تھا۔ یہ خط عامرؓ بن ابی وقاص کو دیکر روانہ کیا۔ عامرؓ نے دمشق میں پہنچ کر تمام لشکر کو اور سارے فوجی افسروں کو جمع کر کے حضرت عمر فاروقؓ کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے لیے بیعت لی، پھر عامرؓ نے حضرت خالدؓ کے سر سے کلاہ اتار لی اور ان کے ہی عمامہ سے ان کی گردن بندھی اس سے ان کی معزولی کا اعلان ہو گیا۔

حیرت ہوتی ہے کہ جن کی شجاعت مشہور زمانہ تھی، جنہوں نے بے شمار فتوحات حاصل کی تھیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا جو بہادر بھی تھے اور تیز مزاج بھی۔ وہ اپنی معزولی اور اس توہین پر کہ ان کے سر سے ٹوپی

Marfat.com

اتاری گئی ان کے عمامہ سے ان کی گردن باندھی گئی، مطلق دم نہیں مارا۔ اس سے ایک طرف تو حضرت خالدؓ کی بے نفسی اور حق پرستی ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف حضرت عمرؓ کے سطوت وجلال کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت خالدؓ نے اس کے بعد ایک تقریر کی اور کہا۔ ''میں نے حجاز فتح کیا، عراق فتح کیا اور ملک شام کا بھی کافی حصہ فتح کیا۔ میری خدمات کا یہ صلہ دیا گیا کہ مجھے معزول کر دیا۔'' وہ زمانہ حقیقی جمہوریت کا تھا، لوگ خلیفہ وقت کو ٹوک دیتے تھے، چنانچہ ایک سپاہی نے اٹھ کر کہا۔ ''اے سردار چپ رہ، ان باتوں سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔'' حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''عمرؓ کے ہوتے کسی فتنہ کا خوف نہیں ہو سکتا۔'' حضرت خالدؓ اپنی صفائی کرنے کے لیے مدینہ میں آئے اور جو الزامات ان پر تھے ان کی جواب دہی کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ ''خالدؓ! واللہ تم مجھے محبوب بھی ہو اور میں تمہاری عزت بھی کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں ناراضی یا خیانت کی وجہ سے موقوف نہیں کیا بلکہ اس لیے کہ کہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے، تم یہ نہ سمجھنے لگو کہ فتوحات تمہاری طاقت اور تلوار کے زور سے ہو رہی ہیں، کہیں نام نمود حاصل کرنے کے خیال سے تمہارا ثواب ضائع ہو جائے، تم ملک شام میں واپس جاؤ اور ابو عبیدہؓ کے مشیر بن کر کام کرو۔''

حضرت خالدؓ ملک شام میں لوٹ آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے تمام عاملوں کو لکھ بھیجا کہ وہ اس بات کی منادی کر دیں کہ ہم نے خالدؓ کو خیانت یا کسی اور ایسے الزام پر معزول نہیں کیا ہے۔ ان کی معزولی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ فتوحات خالدؓ کی وجہ سے نہیں خدا کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

فتح حصن ابی القدس:۔ حضرت خالدؓ کی معزولی کے بعد ایک شخص ذمی آیا، اس نے ابو عبیدہؓ سے کہا۔ ''مسلمانوں نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے، میں اس کا صلہ دینا چاہتا ہوں، یہاں سے قریب عراقہ اور طرابلس کے درمیان ہر سال میلہ ہوتا ہے چنانچہ وہ میلہ ہو رہا ہے، آپ اس پر تاخت کریں۔'' حضرت ابو عبیدہؓ نے مسلمانوں سے پوچھا۔ ''کون اس مہم پر جانے کو آمادہ ہے۔'' وہ حضرت خالدؓ کو بھیجنا چاہتے تھے۔ لیکن اس شرم کی وجہ سے ان سے نہ کہہ سکتے تھے کہ وہ چند روز ہوئے جب خود مختار سپہ سالار تھے۔ اب معزول ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفر نے جو نوجوان تھے، اس مہم پر جانے کی درخواست کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے انہیں سیاہ علم دے کر پانچ سو سواروں

Marfat.com

کے ساتھ روانہ کیا۔ عبیداللہؓ بن انیس، عبداللہؓ بن جعفر کے دوست بھی ساتھ چلے۔ ذمی بامعاہدہ راہبر کے طور پر ساتھ ہولیا۔ شعبان کی چودھویں رات تھی، چاند نکلا ہوا تھا اور چاندنی پھیلی ہوئی تھی، صبح کے قریب یہ لوگ حصن ابی القدس کے قریب پہنچ گئے۔ معاہدی میلہ میں خبر لینے گیا، اس نے واپس آ کر کہا۔ ''افسوس ! ایک زبردست دریا تمہارے اور میلہ کے درمیان حائل ہوگیا ہے۔ طرابلس کا بادشاہ اپنی لڑکی کی شادی کرنے آیا ہے۔ اس کے ساتھ کافی فوج ہے، تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، بہتر یہ ہے کہ واپس لوٹ چلو۔'' حضرت عبداللہؓ کے والد حضرت جعفرؓ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے ان کے سینہ میں انتقام کی آگ دھک رہی تھی۔ انہوں نے واپس چلنے سے انکار کیا اور آگے بڑھ کر رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی ہزاروں تھے۔ وہ مسلمانوں کے گرد چھا گئے نہایت خون ریز جنگ شروع ہوگئی۔ عبداللہؓ بن انیس نے سمجھ لیا کہ اس جنگ سے مسلمان زندہ واپس نہ لوٹیں گے وہ مدد حاصل کرنے کے لیے وہاں سے چلے۔ گھوڑے کو سرپٹ چھوڑ دیا اور حضرت ابوعبیدؓ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ ''عبداللہؓ بن جعفر کی مدد کے لیے فوراً لشکر بھیجئے نہیں تو رومی انہیں اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر ڈالیں گے۔''

حضرت خالدؓ سے ابوعبیدہؓ نے درخواست کی اور کہا۔ ''یا خالدؓ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ابن جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بچاؤ۔'' حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''یا امیر آپ مجھ سے درخواست نہ کریں مجھے حکم دیں خدا کی قسم میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں ہبہ کر دی ہے، میں جس سرفروشی سے اب تک لڑتا رہا ہوں، اب اس سے زیادہ جانبازی سے لڑوں گا اور حضرت عمرؓ کو یہ دکھا دوں گا کہ میں نام و نمود کے لیے نہیں لڑتا تھا۔'' چنانچہ وہ مسلح ہوئے اور پانچ سو سواروں کو ساتھ لیکر گھوڑے اڑاتے ہوئے چلے۔ عبداللہؓ بن انیس ان کے ساتھ ہو لیے۔

عبداللہؓ بن جعفر اور ان کے ساتھی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے، انہیں سب کو اپنی شہادت کا یقین ہوگیا تھا، وہ جس قدر رومیوں کو مار ڈالتے تھے اس سے زیادہ رومی ان پر پھر آ ٹوٹتے تھے، سب مسلمان تھک کر چور ہو گئے تھے، رات بھر سفر کیا تھا، تمام دن لڑتے گزر گیا تھا، مگر اب بھی وہ خدا کی ذات سے ناامید نہیں ہوئے تھے عین اس وقت حضرت خالدؓ پہنچ گئے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے جوش میں آ کر حملہ کیا اور بے دریغ رومیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس نعرہ نے عبداللہؓ بن جعفر کے ساتھیوں میں بہادری کی روح پھونک دی۔ وہ تازہ دم ہو کر پھر

Marfat.com

لڑنے لگے، کئی گھنٹوں کی سرفروشی کے بعد رومی شکست کھا کر بھاگے، عبداللہؓ بن جعفر نے اس قدر خونریزی کی تھی کہ دشمنوں کے خون میں وہ نہا گئے تھے۔ انہوں نے حضرت خالدؓ کا اور حضرت خالدؓ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ طرابلس کے بادشاہ کی لڑکی گرفتار کر لی گئی۔ وہ نہایت حسین اور پری جمال تھی، اس کے ساتھ چالیس لڑکیاں اور تھیں، وہ بھی معزز خاندان سے تھیں۔ وہ بھی گرفتار ہوئیں، بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا، کچھ رومی بھی گرفتار ہوئے۔ حضرت خالدؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو ساتھ لیکر واپس آئے، طرابلس کے بادشاہ کی لڑکی عبداللہؓ بن جعفر کو دے دی گئی اور انہوں نے ان سے نکاح کر لیا۔

جنگ فحل:۔ جب رومیوں کو دمشق پر ہزیمت ہوئی تو بسیان کے مقام پر عیسائیوں کا پچاس ہزار لشکر جمع ہو گیا، لیکن ان پر مسلمانوں کی ہیبت طاری تھی، انہوں نے آس پاس کی تمام نہریں کاٹ دیں، اس سے وہ علاقہ زیر آب ہو گیا۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ مسلمان ان تک نہ آسکیں لیکن مسلمان شہر فحل کے قریب پہنچ گئے، عیسائیوں نے اسلامی سفیر کو طلب کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے معاذؓ بن جبل کو بھیجا۔ رومیوں نے دربار آراستہ کیا۔ دیبائے زریں کا فرش بچھایا۔ حضرت معاذؓ نے درباری خیمہ میں جھانکا وہ گھوڑے کی باگ پکڑ کر دربار کے باہر ہی زمین پر بیٹھ گئے۔ رومیوں نے کہا۔ ''ہیں ہیں، کہاں بیٹھ گئے اندر دربار میں چلیے۔'' معاذؓ نے کہا۔ ''دربار میں جو فرش اور جو ساز و سامان ہے وہ غریبوں کا حق چھین کر مفلسوں کا خون چوس کر اور ناداروں کو لوٹ کر جمع کیا گیا ہے، اس پر بیٹھنا گناہ ہے۔''

کسی عیسائی نے کہا۔ ''ہم تمہاری عزت کرنا چاہتے ہیں لیکن تمہیں خود اپنی عزت کا خیال نہیں، حضرت معاذؓ کو غصہ آ گیا انہوں نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا۔ ''اگر تم زمین پر بیٹھنا بے عزتی اور غلاموں کا شیوہ سمجھتے ہو تو مجھ سے بڑھ کر خدا کا غلام کون ہو سکتا ہے۔'' ایک عیسائی افسر نے کہا۔ ''مگر جب تم یہاں بیٹھو گے اور ہمارے سردار دربار میں ہیں تو گفتگو کیسے ہو گی۔؟'' معاذؓ بولے۔ ''جسے ضرورت ہو وہ مجھ سے یہاں آ کر گفتگو کرے۔'' ایک شخص نے پوچھا مسلمانوں میں تم سے کوئی اور بڑھ کر بھی ہے۔''

حضرت معاذؓ نے جواب دیا معاذ اللہ! میں کس شمار قطار میں ہوں میں اسی کو غنیمت سمجھتا ہوں کہ سب سے بدتر نہیں ہوں۔''

معاذؓ دربار کے اندر نہیں گئے۔ عیسائی سرداران کے پاس ہی آئے۔ بڑے سردار

Marfat.com

نے کہا۔ ''تم ہمارے ملک پر حملہ آور ہوئے ہو حالانکہ اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارا بادشاہ دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ ہے اور ہماری تعداد آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذروں سے بھی زیادہ ہے لیکن ہم تمہارے ساتھ اب بھی سلوک کرنے کو تیار ہیں، اگر تم چلے جاؤ تو ہم تمہیں کچھ دولت دے دیں گے۔'' معاذؓ نے کہا۔ ''ہمیں دولت کی ضرورت نہیں، ہم چلے جائیں گے اگر تم مسلمان ہو جاؤ، شراب پینا چھوڑ دو اور سور کا گوشت نہ کھاؤ۔ اگر مسلمان نہ ہو تو جزیہ دو، ہمارے محکوم ہو جاؤ اور اگر تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہے تو خدا کی قسم ہماری تلواریں تمہیں گھاس کی طرح کاٹ ڈالیں گی۔''

غرض صلح نہ ہو سکی، لڑائی ہوئی۔ رومیوں نے پچاس ہزار کی پانچ صفیں قائم کیں، ہر صف پر ایک مشہور اور بہادر افسر کو مقرر کیا۔ حضرت خالدؓ نے بھی اپنے لشکر کی پانچ ہی صفیں مرتب کیں، جب رومیوں کی پہلی صف نے حملہ کیا تو مسلمانوں کی پہلی صف مقابلہ میں آئی۔ مسلمانوں نے جوش سے حملہ کر کے عیسائیوں کی پہلی صف میں رخنے ڈال دیئے۔ رومیوں کی دوسری اور تیسری صف نے بھی حملہ کیا، مسلمانوں کی دوسری صف نے انہیں روکا، حضرت خالدؓ کو جوش آ گیا۔ وہ اپنا رسالہ لیکر رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ صفیں کی صفیں الٹ دیں۔ لاشوں پر لاشیں ڈال دیں، خون کے دریا بہا دیئے۔ اس روز حضرت خالدؓ نے بڑے بڑے گیارہ عیسائی افسروں کو قتل کیا۔ عیسائیوں پر ہیبت چھا گئی، ان کے قدم اکھڑ گئے اور وہ نہایت ہی بدحواسی سے بھاگے۔ اس معرکہ میں مسلمان بہت کم اور رومی بہت زیادہ مارے گئے چونکہ عیسائی بڑے ساز و سامان کے ساتھ آئے تھے، اس لیے مسلمانوں کو وہ سب سامان مال غنیمت میں ملا۔

عہد کی پابندی:۔ اب حضرت خالدؓ نے حمص پر چڑھائی کی، وہاں کے عیسائی محصور ہو گئے۔ حمص کا والی نقیطا بن گرگس تھا، اس نے ایک سال کے لیے معاہدہ کر لیا۔ جب عیسائیوں نے یہ دیکھا کہ مسلمان محض جزیہ پر مصالحت کر لیتے ہیں تو عوام اور معرات کے شہروں اور بستیوں کے لوگ آ آ کر امان حاصل کرنے لگے۔ قنسرین ایک بڑا شہر تھا، اس کا حاکم لوقا تھا، نہایت بہادر اور چالاک تھا، وہ مسلمانوں سے لڑنا چاہتا تھا لیکن رعایا صلح کی خواہشمند تھی۔ لوقا نے رئیسوں کو بلا کر دھمکایا، انہوں نے صاف کہہ دیا کہ جو کوئی مسلمانوں سے لڑا وہ تباہ ہوا، اور جس نے ان سے صلح کر لی وہ

Marfat.com

بے ڈر ہو گیا۔ مسلمان عہد و اقرار کی پابندی کرتے ہیں، مجبور ہو کر لوقا نے اصطخر نامی راہب کو ابو عبیدہؓ کی خدمت میں بھیج کر صلح کر لی۔ اس نے یہ صلح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے صرف ایک سال کے لیے کی، ادھر صلح کی اور ادھر ہرقل اعظم سے مدد طلب کی۔ صلح میں حد بندی قنسرین کی کر دی گئی تھی، جسے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ شہنشاہ روم بڑے جلال کے ساتھ بیٹھا قنسرین کی طرف دیکھ رہا ہے، یہاں تک علاقہ قنسرین میں شامل تھا، اتفاقاً مسلمانوں کا ایک گروہ اس طرف آ نکلا۔ وہ ستون اور اس پر ہرقل اعظم کا مجسمہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ابو جندلہؓ بن سہیل محض دل لگی کے لیے نیزہ لے کر ہاتھ نکالنے لگے۔ اتفاق سے تصویر کی آنکھ میں لگا اور آنکھ پھوٹ گئی۔

محافظوں نے دوڑ کر لوقا کو اطلاع دی۔ اس نے اصطخر کو ایک سو سواروں کے ساتھ ابو عبیدہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ اصطخر نے حضرت ابو عبیدہؓ سے کہا۔ ''مجھے لوقا نے بھیجا ہے کہ تم نے بدعہدی کی بے وفائی کی۔ تمہارے آدمیوں نے ہمارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔'' ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''مجھے علم نہیں ہے میں ابھی تحقیق کرتا ہوں۔'' چنانچہ انہوں نے پکار کر کہا۔ ''اے گروہ عرب! وہ شخص جس نے تصویر کی آنکھ پھوڑی ہے آگے بڑھ کر آئے۔'' ابو جندلہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ ''یہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے مگر قصداً نہیں۔'' ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''مجھے اس کا علم نہیں تھا، واقعی ہم سے غلطی ہوگئی، اب تم کس بات پر راضی ہوتے ہو۔'' اصطخر نے کہا۔ ''ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس بدعہدی کے عوض تمہارے شہنشاہ کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔''

مسلمان سمجھ گئے کہ کافر حضرت عمرؓ کی آنکھ کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ انہیں جوش آ گیا۔ وہ اصطخر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے۔ ابو عبیدہؓ نے ڈانٹ کر کہا۔ ''کہاں چلے۔ ایک تو تم نے بدعہدی کی، تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالی اور اب ان لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ عربوں نے کہا۔ ''ہم امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پسینہ کی جگہ خون گرانے والے ہیں، یہ ہم سے بدلہ لیں، ہم تصویر کی آنکھ کے بدلہ میں ایک ہزار آنکھیں دینے کو تیار ہیں۔'' اصطخر نے کہا۔ خوش قسمت ہیں تمہارے شہنشاہ کہ ان کی قوم ان کی اس قدر ہمدرد اور جانثار ہے، ہم کسی کی آنکھ نہیں چاہتے بلکہ تمہارے شہنشاہ کی تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔'' ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''مسلمان اس بات پر بھی تیار نہ ہوں گے۔ تم ایسا کرو میری تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈال۔'' اہل قنسرین واپس چلے گئے۔ انہوں نے ایک ستون پر حضرت ابو عبیدہؓ کی تصویر بنائی اور نیزہ مار کر اس کی آنکھ

Marfat.com

پھوڑ دی۔

قنسرین کی فتح:۔ حضرت ابوعبیدہؓ معہ لشکر کے وہاں سے کوچ کر کے مقام شیرز میں پہنچ کر مقیم ہو گئے، وہاں انہیں معلوم ہوا کہ لوقا حاکم قنسرین نے بدعہدی کی۔اس نے ہرقل اعظم سے مدد طلب کی ہے۔ ہرقل اعظم نے جبلہ بن ایہم غسانی اور عمود یہ ایک بطریق کو دس ہزار سواروں کے ساتھ اہل قنسرین کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ ''لوقا نے ہمارے ساتھ فریب کیا ہے، اے ابا سلمان (حضرت خالدؓ کی کنیت ہے) اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟''

حضرت خالدؓ نے کہا:۔ اس گبر نے ہمیں دھوکہ دیا ہے، ہم اس کے ساتھ دلیرانہ فریب کریں گے میں لوقا کو اس کی بدعہدی کی سزا دینے کے لیے دس ایسے آدمیوں کو ساتھ لے جاؤں گا جو دس ہزار کے لیے کافی ہوں گے۔'' چنانچہ انہوں نے آواز دی، ان مسلمانوں کو جن کا مشغلہ عبادت اور جہاد تھا، جو موت سے نہیں ڈرتے تھے اور شہادت کی تمنا رکھتے تھے بولے کہاں ہیں عیاضؓ بن حاتم، کہاں ہیں عمروؓ بن سعد، کہاں ہیں سہیلؓ بن معدی کرب، کہاں ہیں ضرارؓ بن الازور، کہاں ہیں عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر صدیقؓ کہاں ہیں مسیبؓ بن نخیتہ اور کہاں ہیں قیسؓ بن ہبیرہ، یہ سب لوگ مسلح ہو کر آ گئے۔ حضرت خالدؓ انہیں ساتھ لے کر چلے وہ رات کو روانہ ہوئے، صبح کے وقت جبلہ کے لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور جب اجالا پھیل گیا تو کمین گاہ میں چھپ گئے، کچھ دن چڑھے، جبلہ اور عمودیہ معہ لشکر کے روانہ ہوئے۔ حضرت خالدؓ معہ اپنے ساتھیوں کے ڈھاٹے باندھ کر جبلہ کے لشکر میں شامل ہو گئے جب یہ قنسرین کے قریب پہنچے تو لوقا معہ اپنے لشکر کے جبلہ کے استقبال کو نکلا، جب وہ جبلہ اور عمودیہ سے ملنے کے لیے بڑھا تو حضرت خالدؓ معہ اپنے ساتھیوں کے سامنے جا پہنچے۔ لوقا نے کہا۔ ''سلامتی ہو تم پر اے اہل صلیب۔'' حضرت خالد نے کہا سختی ہو تجھ پر، ہم بندگان صلیب سے نہیں ہیں بلکہ مسلمان ہیں۔'' یہ کہتے ہی انہوں نے اپنا ڈھاٹا کھول ڈالا اور پکار کر کہا لا الہ الا اللہ ۔ وحدہ لاشریک لہ و آن محمد عبداہ و رسولہ ۔ میں خالدؓ بن ولید ہوں، مکاروں اور دغا بازوں کا دشمن ہوں۔'' یہ کہتے ہی انہوں نے جھپٹ کر لوقا پر جست کی اور اسے گرفتار کر لیا رومی اول حیران و ششدر رہ گئے پھر جوش میں آ کر مسلمان پر ٹوٹ پڑے۔ مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں سونت لیں

Marfat.com

اور جنگ شروع کر دی۔ جبلہ اور عمود یہ دونوں حیران ہوئے کہ مسلمان کہاں سے آ گئے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ صرف دس مسلمانوں نے حملہ کر کے لوقا کو گرفتار کر لیا ہے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ مسلمانوں نے اپنی پشتیں ملالیں اور موت کی لڑائی شروع کر دی جس صف پر وہ حملہ کرتے تھے اسے تہہ و بالا کر ڈالتے تھے، جبلہ نے کوشش کی کہ حضرت خالدؓ کو فریب دے کر لوقا کو رہا کرالے مگر خالدؓ اس کے دھوکہ میں نہیں آئے۔ اثنائے جنگ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ زخمی ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے غصہ میں آ کر لوقا کو قتل کر ڈالا۔ عیسائیوں کو جوش آ گیا۔ انہوں نے ہر طرف سے مسلمانوں پر نرغہ کر دیا۔ انہیں نیزوں اور تلواروں سے گھیر لیا، اگر چہ بے شمار رومیوں میں مسلمان گھرے ہوئے تھے لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ شیروں کی طرح لڑنے اور عیسائیوں کو قتل کرنے لگے۔ دشمنوں کو قتل کرتے کرتے مسلمانوں کے جسم ست پڑ گئے اور ہاتھ شل ہو گئے، ان میں سے ہر شخص نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے مگر عیسائی اتنی بھاری تعداد میں تھے کہ بے شمار مارے جانے پر بھی ان کی تعداد میں بالکل کمی معلوم نہ ہوتی تھی جبکہ مسلمان تھک کر چور ہو گئے اور موت ان کی نظروں کے سامنے گھوم گئی، اس وقت حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''مسلمانو! شہادت یقینی معلوم ہوتی ہے، میں اپنی وہ ٹوپی بھول آیا ہوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک لگے ہوئے تھے۔'' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ ''جب مرنا یقینی ہے تو دلوں کے حوصلے کیوں نہ نکال لو۔ حملہ کرو اور زیادہ سے زیادہ گبروں کو مار ڈالو۔''

مسلمانوں نے جوش میں آ کر حملہ کیا، ہر شخص اپنے مقابل والوں پر ٹوٹ پڑا اور جلدی جلدی حملے کر کے لاشوں پر لاشیں ڈال دیں لیکن جبکہ طاقت جواب دے چکی تھی جوش کب تک قائم رہتا، بہت جلد سرد پڑ گیا اور اب مسلمان مدافعت کرنے لگے۔ عین اس وقت اللہ اکبر کے نعرہ کی پرشور آواز آئی، مسلمانوں نے حیرت سے سنا۔ انہیں خیال ہوا خدا نے یا تو فرشتے مدد کے لیے بھیج دیئے یا مسلمان آ گئے حضرت خالدؓ اور ان کے ہمراہیوں نے دیکھا کہ ایک سوار جو سر سے پاؤں تک چادر میں لپٹا ہوا تھا اور جس کی صرف آنکھوں کی پتلیاں نظر آ رہی تھیں نیزہ سے حملے کر کے دشمنوں کو مار مار کر ہٹاتا بڑھا چلا آ رہا تھا، اس کے دلیرانہ حملے دیکھ کر سب حیران رہ گئے، تھوڑی ہی دیر میں وہ سوار حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور زنانہ لہجہ میں بولا۔ ''اے سرتاج! آج تم اپنی ٹوپی بھول آئے تھے، میں لے کر آئی ہوں۔''

Marfat.com

یہ حضرت ام تمیمؓ حضرت خالدؓ بن الولید کی بیوی تھیں، حضرت خالدؓ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ٹوپی لے کر اوڑھی اور کہا۔ ''اب کوئی فکر نہیں رہا۔'' انہوں نے اللہ اکبر کا پر شور نعرہ لگایا، تمام مسلمانوں نے اس نعرہ کی تکرار کی، ان کے دلوں میں تازہ جوش اور جسموں میں نئی طاقت آ گئی، انہوں نے پر زور حملے کر کے صفوں کو درہم برہم کرنا شروع کر دیا۔ اسی وقت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے معہ لشکر مسلمین کے نہایت شدت سے حملہ کیا اس کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے اور فرمایا۔ ''اے ابن جراح! تم مسلمانوں کی طرف سے غافل ہو حالانکہ انہیں گبروں نے گھیر لیا ہے، ان کی مدد کرو۔'' وہ جلدی سے اٹھے اور لشکر لے کر چل پڑے۔ انہوں نے عین وقت پر پہنچ کر حضرت خالدؓ کی مدد کی۔ مسلمانوں نے اس جوش سے حملہ کیا کہ عیسائیوں کی صفوں کی صفیں کاٹ ڈالیں، لاشوں کے انبار لگا دیئے۔ خون کے دریا بہا دیئے یہ حالت دیکھ کر سب سے پہلے جبلہ بھاگا، اس کے بعد تمام رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور مال غنیمت بہت کافی ملا۔ مسلمانوں نے قنسرین پر یورش کی۔ شہر والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ جزیہ ادا کر کے امان حاصل کر لی، اس طرح قنسرین بھی فتح ہو گیا۔

یرموک میں ٹڈی دل عیسائی لشکر:۔ ہرقل اعظم کو جب عیسائیوں کی پیہم شکستوں اور مسلمانوں کی متواتر فتح یابیوں کی خبریں پہنچیں تو اسے اپنی سلطنت کے زوال کا خوف ہوا۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالنے کے لیے اطراف ملک سے بے شمار لشکر جمع کیا۔ مشہور اور جنگجو افسر چھانٹ کر بلائے اور اس عظیم الشان لشکر کا سپہ سالار اعظم باہان راضی کو مقرر کیا جو بڑا بہادر، بڑا دلیر، بڑا مدبر اور بڑا مستقل مزاج تھا، ایرانیوں سے لڑ کر اور ان پر فتح پا کر بڑی شہرت حاصل کر چکا تھا، وہ آرمینیہ کا رہنے والا تھا۔ بے شمار لشکر لے کر انطاکیہ سے روانہ ہوا اور مقام یرموک میں آ کر ٹھہرا، اس لشکر میں ساٹھ ہزار وہ عرب تھے جو عیسائی ہو گئے تھے اور جبلہ بن ایہم کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے اس لشکر کی تعداد میں مورخوں کو اختلاف ہے، کوئی چار لاکھ لکھتا ہے کوئی سات لاکھ اور کوئی گیارہ لاکھ، یہ لشکر چھ میل مربع میں فروکش ہوا تھا۔

مسلمان کل 37 یا 39 ہزار تھے۔

Marfat.com

جزیہ کی واپسی :۔ حضرت ابو عبیدہؓ حمص میں تھے، انہوں نے جب رومیوں کے بے پناہ لشکر کے آنے کی خبر سنی، تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو مدد کے لیے لکھا اور حمص کے عیسائیوں کو بلا کر ان سے کہا۔ ’’ہرقل اعظم نے اپنی ساری قوم کو ہمارے سامنے لا ڈالا ہے، یرموک کے مقام پر باہان بے پناہ لشکر لے کر آ گیا ہے ہم نے تم سے جزیہ اس شرط پر وصول کیا تھا کہ تمہارے اور اپنے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریں گے لیکن اب ہم تمہاری حفاظت کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے جو جزیہ تم سے وصول کیا گیا تھا وہ واپس کیا جاتا ہے۔‘‘ یہ کہتے ہی حضرت ابو عبیدہؓ نے حبیبؓ بن مسلمہ کو جو افسر خزانہ تھے حکم دیا کہ زر جزیہ واپس کرو چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول کی گئی تھی واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر مسلمانوں کی اس ایمانداری کا ایسا اثر ہوا کہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ خدا تمہیں پھر واپس[1] لائے۔ کیا اس زمانہ میں کوئی مہذب قوم ایسا کر سکتی ہے۔

مسلمانوں کی اخوت :۔ مدینہ منورہ میں جب حضرت ابو عبیدہؓ کا خط امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں پہنچا تو وہ پڑھ کر متفکر اور مغموم ہو گئے انہوں نے مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے خط سنایا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ ’’رومی عیسائی بحر و بر سے ابل پڑے ہیں ان کے جوش کا یہ عالم ہے کہ جس راستہ سے فوج گزرتی ہے نوجوان اور جوان ہی نہیں ادھیڑ عمر اور بوڑھے یہاں تک کہ راہب اور خانقاہ نشین بھی فوج کے ساتھ ہو لیتے ہیں ان کے لشکر کا کوئی حد و حساب نہیں ہے، اگر ہو سکے تو کچھ امدادی لشکر بھیجیے۔‘‘ اس خط کو سن کر تمام صحابہؓ بے اختیار رو پڑے۔ اور نہایت جوش کے ساتھ پکار اٹھے۔

’’یا امیر المومنین! خدا کے لیے ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اپنے بھائیوں پر جا کر نثار ہو جائیں، اگر خدا نہ کرے ان کا بال بھی بیکا ہو گیا تو پھر ہمارا جینا بے سود ہو جائے گا۔‘‘
امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو بھی جوش آ رہا تھا آپؓ نے فرمایا کہ میں خود لشکر لے کر مسلمانوں کی مدد کروں گا، لیکن جب قاصد سے یہ معلوم ہوا کہ دشمن یرموک کے قریب پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے غمزدہ ہو کر کہا۔ ’’افسوس مسلمانوں کو فوجی مدد نہیں پہنچ

---

[1] ۔۔ از فتوح البلدان صفحہ 137

Marfat.com

سکتی۔ لوگو! اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگو کہ وہ ان کی مدد کرے۔'' سب نے سجدہ میں جا کر بڑے خلوص اور نہایت عاجزی سے دعا مانگی، حضرت عمر فاروقؓ نے قاصد کو خط کا جواب لکھ کر دیا اور تیزی سے چلنے کی ہدایت کی، حسن اتفاق سے جس روز قاصد یرموک میں پہنچا، اسی روز عامرؓ ایک ہزار سواروں کے ساتھ وہاں پہنچے، مسلمانوں کو ان کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی۔

باہان ارمنی مسلمانو کو مرعوب کرنے کے لیے اپنا تمام لشکر لیکر میدان میں نکلا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بھی مسلمانوں کو لیکر صف بستہ ہو گئے۔ ایک قوی الجثہ گرانڈیل بطریق جس کی بہادری اور دلیری کی شہرت تھی، صفوں کو چیر کر نکلا۔ میسرہؓ بن مسروق عبلی اس کے مقابلہ میں نکلے لیکن دشمن بڑا تنومند تھا اور میسرہؓ دبلے پتلے تھے۔ حضرت خالدؓ نے انہیں روک دیا اور قیس بن ہبیرہ کی طرف دیکھا۔

قیسؓ کو بڑی خوشی ہوئی۔ وہ گھوڑا دوڑا کر بطریق کے سامنے پہنچے۔ رومی نے ان پر حملہ کیا۔ قیسؓ نے اس کا حملہ روک کر اس زور سے تلوار ماری کہ خود کو کاٹتی ہوئی گردن تک اتر آئی، بطریق ڈگمگا کر گھوڑے سے گرا، مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا۔ حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''یہ پہلی خدا کی مدد ہے۔ انشاء اللہ وہ آئندہ بھی ہماری مدد کرے گا اور ہمیں فتح عظیم حاصل ہوگی۔''

باہان نے لشکر کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ عیسائیوں کا سیلاب مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ حضرت خالدؓ نے بلند آواز سے کہا۔ ''مسلمانو! ان کافران بے ختنہ بریدہ کی کثرت سے ہرگز نہ گھبرانا، یہ ناسمجھ بھیڑوں کی طرح ہیں۔ خدا کو یاد کرو، تلواریں میانوں سے کھینچ لو اور ان ناکسوں پر ٹوٹ پڑو۔''

مسلمانوں نے جوش میں آ کر حملہ کیا۔ انہوں نے عیسائیوں کے یلغار کو روک دیا۔ تلواریں چلنے لگیں۔ سروتن کے فیصلے ہونے لگے، سروں پر سر اور دھڑوں پر دھڑ گرنے لگے۔ خون کی بارش ہونے لگی۔ مسلمان بڑی بہادری اور دلیری سے لڑے، شام تک بڑے جوش و خروش سے جنگ ہوتی رہی، دن چھپتے ہی دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر پہنچ گئے۔

دوسرے روز باہان نے اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہا۔ ''یہ مسلمان بڑے بہادر اور نڈر ہیں، انہیں ملک شام کی دولت اور نعمت کا مزہ پڑ گیا ہے اچھا یہ ہے کہ انہیں مال و زر کی طمع دلا کر ٹال دیا جائے۔'' سب نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ جرجیر کو جو بڑا

Marfat.com

لسان اور چرب زبان تھا اور عربی خوب جانتا تھا، حضرت ابو عبیدہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ اسے ہدایت کی کہ وہ اسلامی سپہ سالار سے درخواست کرے کہ وہ اپنے کسی معزز افسر کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے صلح کی گفتگو کریں، بعض تاریخوں میں جرجیر کا نام جارج لکھا ہے جب جارج اسلامی لشکر میں پہنچا تو ذرا ہی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ مسلمان نماز کے لیے اس طرح دوڑے جس طرح دنیا دار مال و دولت کو لوٹنے کے لیے دوڑ پڑتے ہیں، وہ اس بڑے میدان میں جمع ہوئے جس میں نماز پڑھا کرتے تھے جارج بھی وہاں پہنچ گیا، اس نے دیکھا کہ مسلمان بڑے ذوق و شوق سے نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور بڑی محویت و سکون وقار و ادب اور خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے لگے۔ ابو عبیدہؓ سردار ہونے کی وجہ سے امام تھے۔ جب وہ تکبیر کہتے تھے تو پچاسوں لوگ تکبیر کہتے جاتے تھے جب مسلمان رکوع کرتے، سجدہ میں جاتے اور قیام کرتے تو جارج پر بڑا اثر پڑتا، جب نماز ختم ہوگئی تو جارج نے ابو عبیدہؓ سے پوچھا۔ ''اسلام کیا ہے؟''

حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''اسلام ہے خدا کو واحد جاننا، اس کی خدائی میں کسی کو شریک نہ کرنا۔'' جارج نے دریافت کیا۔ ''ارکان اسلام کیا ہے۔؟'' حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''نماز پڑھنا، روزے رکھنا، دولت مند کو زکوٰۃ دینا اور حج کرنا، بری باتوں سے بچنا اور پرہیز گاری کرنا۔''

جارج:۔ ''حضرت عیسیٰ کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟''

ابو عبیدہؓ:۔ ''ہم حضرت عیسیٰؑ کو ابن مریمؑ کہتے ہیں۔ خدا کا رسولؐ مانتے ہیں۔ وہ پیغمبر تھے، بڑے جلیل القدر پیغمبر لیکن خدا کے بیٹے نہیں تھے۔''

جارج:۔ ''تم نے ٹھیک کہا، حضرت عیسیٰؑ پیغمبر ہی تھے، تمہارا دین سچا ہے، میں اسلام قبول کرتا ہوں۔''

چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا، اور ایسا پختہ عقیدہ کا مسلمان ہوا کہ اس نے واپس جانا نہ چاہا لیکن ابو عبیدہؓ نے سمجھایا کہ تم سفیر بن کر آئے ہو، واپس جا کر باہان کو جواب دو کہ ہم کل اپنا سفیر بھیجیں گے، تم اس سفیر کے ساتھ چلے آنا، جارج واپس گئے۔

پیغام خداوندی:۔ اگلے روز حضرت خالدؓ بن الولید میسرہؓ بن مسروق عیسیٰؑ کو ساتھ لے کر باہان کے پاس پہنچے۔ باہان نے تمام لشکر کو راستہ کے دونوں سروں

Marfat.com

پر صف در صف کھڑا کر دیا، اگلی صف اس قدر لوہے میں غرق تھی کہ آنکھوں کی پتلیوں کے سوائے کچھ اور نظر نہ آتا تھا، دربار بڑی شان سے آراستہ کیا تھا، درباری فوق البھڑک پوشاکیں۔ پہن کر بڑی تمکنت کے ساتھ درجہ بدرجہ بیٹھے تھے، فوجی شان اور درباری عظمت اسلامی سفیر کو مرعوب اور خوفزدہ کرنے کے لیے کی گئی تھی لیکن حضرت خالدؓ اور میسرہؓ پر ان کی نمائش کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ وہ سرسری نظروں سے سواروں اور پیادوں کو دیکھتے ہوئے بڑھے چلے گئے۔ حضرت خالدؓ اپنے ساتھ اپنا سرخ خیمہ لائے تھے۔ انہوں نے رومی لشکر کے قریب اپنا خیمہ کھڑا کرا دیا۔ باہان انہیں استقبال کر کے دربار میں لے گیا، بڑی عزت سے انہیں اور میسرہؓ کو بٹھایا۔ باہان نے مزاج پرسی کے بعد کہا۔ ''آپ لائق ہیں، شریف ہیں، بزرگ خاندان سے ہیں، بڑے ذی فہم اور با لیاقت ہیں۔''

حضرت خالدؓ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ ''ایام جاہلیت میں ہم اپنے نسب اور اپنی عقل پر اور لیاقت پر فخر کیا کرتے تھے لیکن ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''انسان کی لیاقت و شرافت دین پر موقوف ہے اور بے دین شرافت سے خالی ہوتا ہے۔'' اس روز سے ہم اسے شریف اور با لیاقت سمجھتے ہیں جو سب سے زیادہ پرہیز گار اور عبادت گزار ہوتا ہے۔''

باہان نے اول حضرت عیسیٰؑ کی تعریف کی اور پھر رومی قیصر کا نام لیکر فخر سے کہا کہ:۔ ''ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے، بڑا عظمت و جلال والا ہے۔'' حضرت خالدؓ نے اسے روک کر کہا۔ ''تمہیں حضرت عیسیٰؑ سے پہلے اس خدا کی تعریف کرنی چاہیے تھی جس نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا، تم اور تمہارا بادشاہ قیصر کی شان کو باعث فخر سمجھتے ہو، مگر ہم نے جسے اپنا خلیفہ بنایا ہے، اگر اس کے دل میں ذرا بھی بادشاہی کا خیال آئے تو ہم اسے فوراً معزول کر دیں۔''

باہان نے رومی دولت، عزت اور ثروت کا بیان کر کے کہا۔ ''جو عرب ہمارے ملک میں آ کر آباد ہوئے ہم نے ان کے ساتھ ہمیشہ مربیانہ اور فیاضیانہ سلوک کیا، تمہاری قوم جاہل، وحشی مفلس اور بے سروسامان تھی، ہم نے کبھی یہ خیال نہیں کیا تا کہ تم کبھی ہمارے ملک پر حملہ آور ہو گے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ہم پر چڑھ کر آئے ہو، ہم تمہارا یہ قصور معاف کر دیں گے، بشرطیکہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ اب بھی فیاضی کا برتاؤ کریں گے، تمہارے سپاہیوں کو سو سو دینار، افسروں کو ایک ایک ہزار

Marfat.com

دینار اور تمہارے بڑے افسر کو دس ہزار دینار دے دیں گے۔'' حضرت خالدؓ نے اول حمد وثناء بیان کی پھر کہا۔ ''ہم جانتے ہیں تم دولت مند ہو، صاحب حکومت ہو، تمہارے پاس بے شمار فوجیں ہیں، سامان حرب ہے، تم نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا، وہ بھی ہمیں معلوم ہے مگر تم نے ہم پر احسان نہیں کیا، تم نے ہماری قوم میں اپنے مذہب کی اشاعت کی جس کا یہ اثر ہوا کہ بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے۔ اور آج ہماری قوم کے عیسائی ہمارے مقابلہ میں آ رہے ہیں، یہ بھی سچ ہے کہ ہم محتاج تھے، تنگدست تھے اور خانہ بدوش تھے، بے رحم اور ظالم تھے، ہماری جہالت کا یہ حال تھا کہ قوی کمزور کو پیس ڈالتا تھا، قبائل آپس میں لڑ کر برباد ہو جاتے تھے، ہم اپنی لڑکیوں کو اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ کر مار ڈالتے تھے، ہم نے بہت سے خدا بنا رکھے تھے۔ تین سو ساٹھ بتوں کو پوجتے تھے، ہر قبیلہ اور ہر خاندان کا بت جدا تھا، خدا نے ہم پر رحم کیا، ہم میں ایک پیغمبرؐ بھیجا جو ہماری قوم سے تھا، ہماری قوم میں سب سے زیادہ شریف، سب سے زیادہ عالی نسب اور سب سے زیادہ فیاض اور رحم دل تھا، اس نے ہمیں توحید سکھائی، یہ بتایا کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی کوئی بیوی نہیں، اس کا کوئی بیٹا نہیں، وہ یکتا اور یگانہ ہے، وہی ہمارا اور اس دنیا کا جس میں ہم رہتے ہیں اور ان دنیاؤں کا جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں، خالق ہے، وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے، اسی سے ڈرنا چاہیے، اس کے علاوہ ہمارے محترم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سچ بولو، ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، زنا سے اور برائیوں سے بچو، شراب ہرگز نہ پیو، پرہیزگاری کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہے ''اے پیغمبر جو احکام تمہارے پروردگار نے تم پر نازل کیے ہیں وہ بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائے گا تم نے حق رسالت ادا نہیں کیا۔''

ہم اسلام کی تبلیغ اس لیے کرتے ہیں کہ خدا کے بندے خدا کے سامنے جھک جائیں۔ نسل آدم کو کفر و شرک سے بچائیں، ہم مفلسی اور تنگدستی سے تنگ ہو کر اپنے ملک سے نہیں نکلے بلکہ اشاعت اسلام کے لیے نکلے ہیں، اسی لیے اول ہم اسلام پیش کرتے ہیں، اگر اسلام لاؤ گے نجات پاؤ گے ہم تم برابر ہو جائیں گے۔ درجات ابدیہ حاصل کرو گے، تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے ہمیں تمہارے ملک، دولت، جاہ حشمت، ثروت، مال اور اسباب وغیرہ سے کوئی سرکار نہ ہوگا اور اگر تم اسلام سے انکار کرو گے تو ہمارا مذہب جو تمام

Marfat.com

عالم کے لیے رحمت ہے نہایت فیاضی اور رحم دلی سے یہ موقعہ دیتا ہے کہ مسلمان نہ ہونے والے امن اور اطمینان سے رہیں اور مسلمان ان کی حفاظت کریں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جزیہ دو جزیہ کے عوض میں ہم تمہارے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں گے، یہ موقع اس لیے دیا جاتا ہے کہ تم ہمیں جب نیک پرہیز گار اور خدا کی عبادت کرتے دیکھو تو غور کرو اور آئندہ چل کر مسلمان ہو جاؤ سوچو کیسا سستا سودا ہے، اس صورت میں بھی ہمیں تمہاری دولت اور حکومت سے کوئی سرکار نہ ہوگا، اور اگر یہ بات بھی تمہیں منظور نہ ہو تو پھر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے گی، ہم اس وقت تک تم سے لڑیں گے جب تک تمہاری شرارتیں ختم نہ ہو جائیں اور اللہ کا دین غالب نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ہمیں حکم دیا ہے (کفار جو مسلمانوں کے ساتھ شرارتیں کرتے ہیں ان سے) یہاں تک لڑو کہ ان کی شرارت کا کچھ اندیشہ نہ رہے، فتنے مٹ جائیں اور اللہ کا دین غالب ہو جائے۔''

باہان حضرت خالدؓ کی تقریر سن کر ساکت رہ گیا۔ اس نے کہا۔ ''تم نے ہمارا لشکر دیکھا ہے کس قدر ہے اور کیسا ہے، اس عظیم الشان لشکر کی موجودگی میں ہم جزیہ نہیں دے سکتے۔ شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ہم جزیہ لیتے ہیں، دیتے نہیں۔''

حضرت خالدؓ نے کھڑے ہو کر کہا۔ خدا اور اس کے فرشتے گواہ ہیں کہ میں نے پیغام الٰہی تم تک پہنچا دیا۔ تم اپنے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو، یہ نہیں جانتے کہ خدا کمزوروں کی جو حق پر ہوتے ہیں، مدد کیا کرتا ہے ہم حق پر ہیں، خدا ہماری ضرور مدد کرے گا جس لشکر پر تمہیں ناز ہے، انشاء اللہ وہ تباہ ہو جائے گا۔'' یہ کہہ کر وہ چلے آئے، اگلے روز رومی بڑے جوش و خروش سے میدان میں نکلے مسلمان بھی صبح کی نماز پڑھ کر صف بستہ ہو گئے باہان نے جبلہ کو جس کے ساتھ ساٹھ ہزار عیسائی عرب تھے، مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آگے بڑھایا یا جبلہ نے غرور میں آ کر باہان سے کہا۔ اے بادشاہ! تو مجھے عنقریب انہیں تڑپاتے دیکھے گا، ہم ایسی لڑائی لڑیں گے کہ اس کے ہول سے بچہ بوڑھا ہو جائے گا، میں اپنے تاج کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا، انہیں قتل کر کے عرب میں جاؤں گا اور سارے حجاز کو زیروزبر کر ڈالوں گا۔''

حضرت خالدؓ نے جب جبلہ کے لشکر کو دیکھا تو حضرت ابو عبیدہؓ سے کہا۔ ''باہان نے ہماری قوم کو ہم سے لڑنے کے لیے بھیجا ہے۔ شاید اس خیال سے کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ یا امین اللہ (حضرت ابو عبیدہؓ کا خطاب ہے) ایسے مسلمانوں کو منتخب کرو جو ایک

Marfat.com

آدمی دو ہزار عیسائیوں سے لڑ سکے۔ جبلہ کے ساٹھ ہزار سے تیس آدمی جنگ کریں گے۔'' حضرت خالدؓ کی یہ بات سن کر حضرت ابو عبیدہؓ اور دوسرے مسلمان حیران رہ گئے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا۔ ''یا خالدؓ کیا تم یہ بات مذاق سے کہہ رہے ہو؟'' حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''میں مزاح نہیں کر رہا بلکہ درست کہہ رہا ہوں۔'' حضرت ابوسفیانؓ بولے۔ ''یہ خیال ہے تو مجھے بھی ساتھ لے لینا۔'' حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''تیس آدمی بہت کم ہوں گے۔'' حضرت خالدؓ نے کہا۔ ''اچھا میں ساٹھ آدمی لے لوں گا لیکن خدا کی قسم اس سے زیادہ نہ لوں گا۔'' چنانچہ انہوں نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا، کہاں ہیں زبیرؓ بن العوام، کہاں ہیں فضلؓ بن عباسؓ۔ غرض اسی طرح ساٹھ آدمیوں کو نام لے لے کر پکارتے رہے۔ جب پورے ساٹھ ہو گئے تب انہیں بتایا کہ انہیں جبلہ کے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ سے لڑنے کے لیے مسلح ہو کر آ جانا چاہیے۔ اللہ اکبر کیسے مضبوط دل کے لوگ تھے، یہ جانتے ہوئے کہ ایک آدمی ایک ہزار کے مقابلہ میں جا رہا ہے، کسی کے دل پر بھی متعلق احساس نہ ہوا، سب خوشی خوشی مسلح ہو کر آ گئے۔ حضرت خالدؓ انہیں ساتھ لے کر جبلہ کے لشکر کے سامنے پہنچے۔ جبلہ کو خیال ہوا کہ مسلمانوں نے قاصد بھیجے ہیں۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو بھیجا اور کہا۔ ''دریافت کر کے آؤ کہ یہ لوگ کس لیے آئے ہیں؟ کیا چاہتے ہیں۔؟'' وہ شخص گیا اور سخت حیرت زدہ واپس آیا۔ جبلہ نے دریافت کیا۔ ''کیا بات ہے تم حیران کیوں ہو رہے ہو۔'' اس شخص نے کہا۔ ''یہ لوگ لڑنے کے لیے آئے ہیں۔'' فرط حیرت سے جبلہ کا منہ کھلا رہ گیا۔ اس نے کہا۔ ''لڑنے آئے ہیں، جب تو ان کے پاگل ہونے میں شبہ نہیں ہے۔'' اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ان چند مسلمانوں کو روندتے ہوئے بڑھتے چلے جاؤ۔ عیسائی عرب جوش و خروش سے بڑھے۔ انہوں نے تلواروں سے حملہ کیا، مسلمانوں نے نیزوں سے ان کا استقبال کیا، نہایت پھرتی سے نیزے چلا کر عیسائیوں کی پہلی صف کے بہت سے آدمی قتل کر کے زمین پر ڈال دیے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خالدؓ بن الولید نے جن ساٹھ آدمیوں کا انتخاب کیا، وہ بڑے بہادر، بڑے دلیر اور بڑے ثابت قدم رہنے والے تھے۔ ان پر ساٹھ ہزار آدمیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ وہ دشمنوں میں غرق ہو گئے تھے، ان کی زندگیوں کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی مگر انہوں نے جنت کے عوض اپنی جانیں ہبہ کر دی تھیں، وہ سب شہادت کے خواہشمند تھے بڑی ہی بے خوفی اور دلیری سے لڑنے لگے، انہوں نے اپنے

Marfat.com

کئی گروہ بنا لیے تھے اور ہر گروہ بڑی جانبازی اور سرفروشی سے لڑ رہا تھا ان کی تلواریں بڑی پھرتی سے چل چل کر دشمنوں کو قتل کر رہی تھیں، مسلمان تمام دن بڑی بہادری اور استقلال سے لڑتے رہے جب عصر کا وقت بھی گزر گیا، تب ابو عبیدہؓ ایک دم بے چین ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ ''آہ اگر یہ ساٹھ شیران اسلام میرے علم کے نیچے شہید ہو گئے تو میں قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا۔ اے مجاہدین اسلام! اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی کر دو دوڑو اور اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔''

مسلمان حملہ کرنے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ دفعتہً شور ہوا اور جبلہ معہ اپنے لشکر کے بھاگا۔ حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور ان کے تمام لشکر نے خوشی ہو کر اللہ کا نعرہ لگایا اس معرکہ میں پانچ ہزار عرب عیسائی قتل ہوئے۔ مسلمان صرف دس شہید ہوئے۔ پانچ قید ہو گئے تھے، دوسرے روز حضرت خالدؓ باہان کے پاس جا کر نہایت دلیری سے انہیں رہا کرا لائے۔ اس جنگ اور جبلہ کی ہزیمت نے رومیوں پر مسلمانوں کی دھاک بٹھا دی۔

خونریز جنگ:۔ باہان کو فکر و غم لاحق ہو گیا۔ وہ لڑائی کو ٹالنا چاہتا تھا لیکن دوسرے افسروں نے اس پر زور ڈالا اور وہ ایک روز تمام لشکر لیکر پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا، مسلمان بھی جم کر لڑنے لگے۔ ایک شخص نے کہا۔ ''اللہ اکبر دشمنوں کی فوج کس قدر زیادہ ہے۔'' حضرت خالدؓ نے جھلا کر کہا۔ ''خاموش رہو، خدا کی قسم اگر عیسائی اتنی ہی فوج اور بڑھالیں، تب بھی کوئی فکر کی بات نہیں ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ رومیوں کا کوئی حامی نہیں ہے اور ہمارا خدا مددگار ہے۔''

دونوں لشکر بھڑ گئے تھے، نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی تھی، دور تک جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ ہر طرف تلواریں ہی تلواریں چمک رہی تھیں۔ سر، ہاتھ بازو اور دھڑ کٹ کٹ کر گرتے جاتے تھے، خون کی بارش ہو رہی تھی۔ حضرت خالدؓ نے اپنی فوج پیچھے لگا رکھی تھی، جب گھمسان کا رن پڑا اور سروتن کے فیصلے ہونے لگے تو وہ لشکر لیکر جھپٹے، نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے رومیوں کی صفیں ابتر کر دیں۔ حضرت خالدؓ میمنہ میں تھے۔ انہوں نے میمنہ کو سنبھال لیا لیکن مسلمانوں کے میسرہ پر قناطر نے جو مشہور رومی سپہ سالار تھا، بڑی شدت سے حملہ کیا۔ بدقسمتی سے اس لشکر میں قبیلہ غسان کے لوگ زیادہ تھے۔ یہ قبیلہ جبلہ کا تھا، ان پر عیسائیوں کا رعب طاری تھا، پہلے ہی حملہ

Marfat.com

میں وہ پسپا ہو کر پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ عورتوں کے خیموں سے جا ملے۔ یہ کیفیت دیکھ کر عورتوں کو جوش آ گیا، وہ خیموں کی چوبیں لے لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں، مردوں نے جب عورتوں کو لڑتے ہوئے دیکھا تو انہیں غیرت آ گئی وہ پلٹ پڑے اور انہوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ رومی یا تو بڑھے چلے آ رہے تھے یا گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے، مسلمان بڑے جوش سے لڑ رہے تھے۔ قیاثؓ کا یہ عالم تھا کہ وہ تلوار سے دشمنوں پر حملہ کرتے، سپاہی اور افسر جوان کے سامنے آ جاتا اسے مار ڈالتے۔ ان کے ہاتھ سے جب تلوار ٹوٹ کر گر جاتی تو نیزہ اٹھا کر حملہ کرتے اور جب نیزہ ٹوٹ جاتا تو کہتے کون ہے جو آج مجھے ہتھیار دے میں نے خدا سے اقرار کیا ہے کہ جب تک بدن میں جان رہے گی، لڑتا رہوں گا۔" لوگ انہیں ہتھیار دے دیتے اور وہ پھر لڑائی میں مشغول ہو جاتے۔

سعیدؓ بن زید زمین پر گھٹنے ٹیکے کھڑے تھے، جب رومی ان پر حملہ کرتے تھے تو وہ شیر کی طرح ان پر جھپٹتے اور قتل کر ڈالتے انہوں نے مقدمہ کے افسر کو مار کر گرا دیا۔ ابو الاعورؓ گھوڑے سے کود پڑے اور اپنی رکابی فوج سے کہا۔" صبر کرو، بہادرو صبر کرو، لڑو، اس سے دنیا میں عزت اور آخرت میں جنت ملے گی، دیکھنا شہادت کی دولت ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

حضرت خالدؓ اس دلیری اور جانبازی سے لڑ رہے تھے کہ حیرت ہوتی تھی جس طرف حملہ کرتے تھے، دشمنوں کو کاٹ چھانٹ ڈالتے تھے، وہ اور ان کی رکابی فوج اس شدت سے لڑ رہے تھے کہ رومی ان کے سامنے سے پسپا ہونے لگے۔ آخر مسلمانوں نے ہر محاذ پر سنبھل کر اس سختی سے حملہ کیا کہ رومیوں کی تیرہ صفوں کو درہم برہم کر ڈالا، عیسائیوں پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی۔ وہ گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

حیرت انگیز واقعہ:۔ اس لڑائی کا سب سے زیادہ حیرت انگیز اور یاد رکھنے کے قابل یہ واقعہ ہے کہ اس وقت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی، سر کٹ کٹ کر اولوں کی طرح گر رہے تھے اس وقت حباشؓ بن قیس جو ایک بہادر سپاہی تھے، بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ اثنائے جنگ میں کسی نے ان کے پاؤں پر تلوار ماری، پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا۔ حباشؓ کو خبر تک نہ ہوئی۔ برابر لڑتے رہے، جب رومی شکست کھا کر بھاگ گئے، تب حباشؓ کو ہوش آیا۔ وہ ڈھونڈتے پھرنے لگے، کہتے جاتے تھے

Marfat.com

میرا پاؤں کیا ہوا یہ تھا جوش جہاد اور شوق شہادت، اس لڑائی میں ایک لاکھ رومی مارے گئے۔ مسلمان تین ہزار شہید ہوئے، یہ واقعہ ماہ رجب 15ھ (636ھ) میں ہوا تھا۔

شہر آمد کی فتح:۔ عراق میں دریائے دجلہ کے قریب ایک شہر آمد تھا، اس کی حکمران ایک عورت مریم نامی تھی، نہایت چالاک اور بڑی فریب کار تھی، اس نے اپنے شوہر یوحنا کو جو اس شہر کا حاکم تھا، زہر دیکر مار ڈالا تھا، ایک عرصہ سے وہ حکمرانی کر رہی تھی، اس شہر کا قلعہ نہایت مضبوط اور بڑا مستحکم تھا، مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ اس قلعہ کے کئی دروازے تھے۔ ایک دروازہ کا نام عربوں نے باب الماء رکھ دیا تھا۔ باب الماء کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس دروازہ کے سامنے ایک تالاب تھا، اس دروازہ پر حضرت خالدؓ بن ابولید محاصرہ کیے پڑے تھے۔ مسلمانوں نے کئی مرتبہ یورش کی لیکن ہر مرتبہ عیسائیوں نے انہیں پسپا کر دیا، پانچ مہینے قلعہ آمد کا محاصرہ کیے ہو گئے لیکن کوئی سبیل ایسی نظر نہ آئی جس سے قلعہ فتح ہوسکتا، آخر خدا نے ایک عجیب سبیل پیدا کر دی، ہوا یہ کہ حضرت خالدؓ روزانہ معہ اپنی رکابی فوج کے حملہ آور ہوتے تھے اور اطراف میں جو اور سردار تھے وہ بھی روزانہ حملہ کرتے تھے اور رات کو واپس آتے تھے۔ حضرت خالدؓ کا غلام ہمامؓ حضرت خالدؓ کے لیے روزانہ جو کی ایک روٹی پکا کر خیمہ میں رکھ دیتا تھا اور حضرت خالدؓ میدان جنگ سے واپس آ کر کھالیا کرتے تھے۔ وہ روزہ رکھتے تھے، مغرب کے وقت افطار کر کے نماز کے بعد روٹی کھایا کرتے تھے لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ تین رات برابر حضرت خالدؓ کو روٹی نہ ملی۔ چھوارے سے افطار کر لیتے اور روزے پر روزہ رکھتے۔ جب تین روز گزر گئے تو کمزوری بڑھ گئی آپؓ نے جب چوتھے روز بھی روٹی نہ پائی تو غلام ہمامؓ سے کہا میرے عزیز کیا تیری طبیعت خراب ہے یا تیرے پاس کچھ ہے نہیں، آخر تین روز سے تو نے کچھ پکایا کیوں نہیں۔"

ہمامؓ نے عرض کیا۔ "میں تو روزانہ روٹی پکا کر رکھ دیتا ہوں میں سمجھتا تھا کہ آپ کھا لیتے ہوں گے۔ آخر روٹی جاتی کہاں ہے۔" رات کو حسب معمول ہمامؓ نے روٹی پکا کر رکھ دی اور خود چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ دیکھیں کہ روٹی کون لے جاتا ہے کچھ رات گئے انہوں نے دیکھا کہ کتا آیا اور روٹی لے کر چل دیا۔ ہمامؓ اس کے پیچھے ہولیے۔ وہ فصیل کے پاس آ کر بدرو میں گھس گیا، ہمامؓ نے واپس آ کر حضرت خالدؓ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ حضرت خالدؓ عشاء کی نماز پڑھ کر ہمامؓ کے ساتھ گئے اور اس بدرو کو دیکھا۔ حضرت

Marfat.com

خالدؓ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ ''اللہ نے ہماری مشکل آسان کر دی۔ انشاء اللہ میں اس کے ذریعہ سے قلعہ میں داخل ہوں گا۔''

حضرت خالدؓ واپس آئے انہوں نے اپنی فوج کے سو آدمیوں کو بلا کر تمام قصہ سنایا اور کہا۔ ''دنیا چند روزہ ہے آخرت ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے، مومنوں کے لیے دنیا قید خانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے جنت کے عوض ان کے مالوں اور ان کی جانوں کو مول لے لیا ہے۔'' میں اس سوراخ کے ذریعہ سے قلعہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں، تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا۔'' ہر شخص ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا چنانچہ سو آدمی مسلح ہو کر آ گئے۔ حضرت خالدؓ عیاضؓ بن غنم کی خدمت میں گئے اس وقت وہی اس لشکر کے سپہ سالار تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان سے سب حال کہہ کر عرض کیا کہ ''میں سو مجاہدوں کو ساتھ لے کر سوراخ میں داخل ہوں گا اور قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا، تم تیار رہنا جس وقت قلعہ کے اندر سے نعرہ تکبیر کی آواز بلند ہو فوراً قلعہ کے اندر گھس جانا۔''

عیاضؓ بن غنم نے کہا۔ ''انشاء اللہ میں تیار اور گوش بر آواز رہوں گا۔''

حضرت خالدؓ سو شیرانِ اسلام کو ساتھ لیکر فصیل کے پاس گئے اور سب سے پہلے خود سمٹ سمٹا کر سوراخ میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے اور لوگ چلے، اسی آدمی تو معمولی تن و توش کے تھے، سوراخ میں گھس گئے لیکن بیس آدمی ذرا بھاری بدن کے تھے انہوں نے ہر چند کوششیں کیں لیکن اندر داخل نہ ہو سکے۔ انہیں بڑا رنج ہوا، ان میں سے ایک نے کہا۔ ''یہ بد بخت رومی بھی بڑے ہی بد عقل ہیں۔ ذرا اور کشادہ سوراخ نہ رکھا، ہم شہادت کی نعمت سے محروم رہے جاتے ہیں۔'' دوسرے بولے۔ ''خدا نہ کرے کہ ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں۔ آؤ کوشش کریں۔''

انہوں نے سوراخ کو کھود ڈالا اور اندر داخل ہو گئے، ان کے پیچھے باقی انیس بہادر بھی گھس گئے۔ جب وہ قلعہ میں پہنچے تو انہوں نے حضرت خالدؓ بن الولید اور ان کے ساتھیوں کو بیچ شہر میں چوک میں کھڑے پایا۔ حضرت خالدؓ نے دس آدمی صدر دروازہ کی طرف دروازہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے۔ جب وہ دروازہ پر پہنچے تو محافظوں کو غافل پایا انہوں نے تلواریں سونت کر تمام محافظوں کو قتل کر ڈالا، دروازہ کھول دیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت عیاضؓ بن غنم اس نعرہ کے منتظر ہی تھے وہ معہ فوج کے قلعہ کے اندر دھنس پڑے ادھر حضرت خالدؓ اور ان کے ہمراہیوں نے نعرہ تکبیر بلند کر کے عیسائیوں پر

Marfat.com

حملہ کر دیا اور بے دریغ انہیں قتل کرنے لگے۔ عیسائی بھی ہوشیار اور بیدار ہو کر مسلمانوں پر آ ٹوٹے۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ خون کی چھینٹیں اڑنے لگیں اسی وقت حضرت عیاضؓ اور ان کے ہمراہیوں نے شہر میں داخل ہو کر اس سختی سے حملہ کیا کہ عیسائی جو مسلمانوں کے مقابلہ میں آ چکے تھے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے، کچھ افسر قصر شاہی میں ملکہ مریم کے پاس گئے، انہیں محل میں جا کر معلوم ہوا کہ مریم سرنگ کے ذریعے سے فرار ہو چکی ہے۔

ہوا یہ کہ جب مریم نے نعرہ تکبیر کی آواز سنی تو اچھل کر جاگ پڑی۔ وہ سمجھ گئی کہ مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے، فوراً سونا، جواہرات اور بیش قیمت زیورات لیکر مصاحبان خاص کے ساتھ سرنگ کے ذریعہ بھاگ گئی۔ یہ بات بہت جلد مشہور ہو گئی، اس سے عیسائیوں کو بڑا صدمہ ہوا، اگرچہ ان کی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ تھی لیکن ان پر ہیبت چھا گئی، انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور الغیاث اور الامان پکارنے لگے۔

عیاضؓ بن غنم نے پکار دیا کہ:۔ ''دشمن زیر ہو گیا، اس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ امان چاہتا ہے، اب کوئی شخص تلوار نہ چلائے، کسی عیسائی کو قتل نہ کرے۔ بھول جائے اس بات کو ہم عرصہ پانچ مہینے سے اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں اور ہمارے بہترین آدمی فتح کرنے کی کوشش میں شہید ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غصہ ضبط کرنے اور معاف کر دینے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔'' جو لوگ غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔'' رحمتہ للعالمین یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے۔'' مسلمانوں نے غصہ ضبط کر لیا۔ رحم اور درگزر سے کام لیا، اپنی تلواریں عیسائیوں کے سروں پر سے اٹھالیں۔

اس وقت صبح ہو گئی تھی، عیسائی مرد اور عورتیں بچے اور بوڑھے سب خائف و ترساں گھروں سے باہر نکلے کھڑے تھے۔ شہر آمد میں کچھ یہودی بھی تھے۔ وہ بھی آ کر کھڑے ہوئے تھے، ان میں یہودیوں کا ایک زبردست عالم زید بن حالوک بھی تھا، اس نے اپنی قوم یہودیوں اور عیسائیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لوگو! میں نے اپنے دین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفے بھی پڑھے ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوں گے، ان کی امت کے چہرے روشن ہوں گے، وہ بڑے شفیق اور رحیم ہوں گے۔ لوگوں کی بڑی سے بڑی خطاؤں سے درگزر کریں گے۔ میں نے اپنی نظروں سے دیکھ لیا

Marfat.com

کہ مسلمانوں نے لطف وکرم سے کام لیا ہے۔ غصہ کو ضبط کیا۔ ان کا دین سچا ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔'' چنانچہ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا، اس کے مسلمان ہوتے ہی چند یہودی اور بہت سے عیسائی بھی مسلمان ہو گئے جو لوگ مسلمان ہوئے، ان کی تمام دولت اور چیزیں جو لوٹ لی گئی تھیں، واپس کر دی گئیں اور مال غنیمت میں سے انہیں حصہ دیا گیا جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان سے جزیہ لیا۔

حضرت سلیمانؓ کی شہادت :۔ حضرت خالدؓ کو اپنے جواں بخت و جواں سال بیٹے حضرت سلیمانؓ کی شہادت کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ ہوا یہ کہ حضرت خالدؓ کے بیٹے حضرت سلیمانؓ کچھ لشکر کے ساتھ جس کی تعداد غالباً پانچ سو تھی، شہر اسنا کے باہر خیمہ زن تھے۔ اسنا کا حاکم بولیاص تھا۔ اسنا اور طبندی دو شہر قریب قریب تھے۔ ان دونوں شہروں پر وہ حکومت کرتا تھا، مگر خود شہر اسنا میں رہتا تھا اور طبندی میں اس کا نائب لوص نامی رہتا تھا، بولیاص نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے صلح کر لی تھی۔ اس نے مدد طلب کی تھی اور اس نواح کے شہنشاہ بطلیوس نے اس کے پاس امدادی لشکر بھیج دیا تھا۔ ایک رات کو یہ لشکر اسنا میں داخل ہو گیا، مسلمان ایک طرف شہر کے فروکش تھے۔ وہ دشمن کے فریب سے ناواقف تھے۔ انہیں اس لشکر کے آنے کی اطلاع نہ ہوئی، صبح ہوتے ہی بولیاص تقریباً دس ہزار لشکر لیکر قلعہ سے نکلا اور مسلمانوں کی طرف بڑھا۔

مسلمان صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہی ہوئے تھے، عیسائیوں کو دیکھتے ہی وہ ہتھیاروں کی طرف دوڑے۔ جلد جلد مسلح ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر عیسائیوں کے مقابلہ میں آگئے۔ بولیاص نے اپنا ٹڈی دل لشکر مسلمانوں پر ریل دیا، مسلمان نہایت صبر و استقلال سے لڑنے لگے۔ حضرت سلیمانؓ بن خالدؓ، حضرت عبداللہؓ بن مقداد اور حضرت عامرؓ بن عقبہ چند مجاہدین اسلام کے ساتھ علیحدہ ہو گئے۔ نصرانیوں نے ان پر نرغہ کر لیا۔ مسلمان تلواروں اور نیزوں سے نہایت سرفروشی سے جنگ کرنے لگے۔ جب عربی گھوڑے طرارے بھرتے تھے تو ان کی ٹاپوں سے شرارے اڑنے لگتے تھے۔ ہر طرف تلواریں اور نیزوں کی انیاں چمک رہی تھیں، عیسائی شور مچا رہے تھے، مسلمان اطمینان اور استقلال سے لڑ رہے تھے چونکہ عیسائی زیادہ تھے، اس لیے وہ حضرت سلیمانؓ کے دستہ پر چھا گئے، حضرت سلیمانؓ کا یہ عالم تھا کہ نہایت سختی اور درشتی سے حملے کرتے

Marfat.com

دشمنوں کو قتل اور زخمی کر رہے تھے اور انہیں مسلمانوں کے پاس سے ہٹا رہے تھے، وہ اس قدر جوش اور غصہ میں تھے کہ جس طرف حملہ کرتے تھے دشمنوں کی کائی سی پھاڑ دیتے تھے۔

عیسائی جوش میں آ کر حملہ کرتے تھے لیکن مسلمان جھپٹ کر انہیں قتل کر کے ان کی لاشیں زمین پر ڈال دیتے تھے، حضرت سلیمانؓ کے ساتھ سو سے کچھ ہی زیادہ مسلمان تھے۔ ان تھوڑے سے مسلمانوں نے دو ہزار دشمنوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ حضرت سلیمانؓ نے ان کے چھوٹے بڑے تیس سرداروں کو مار ڈالا تھا۔

حضرت سلیمانؓ، حضرت خالدؓ کے بیٹے تھے۔ شیر کی اولاد تھے، شیر تھے، جس طرف حملہ کرتے تھے، کافروں کی لاشیں بچھا دیتے تھے، دو ہزار عیسائیوں نے تنہا ان پر حملہ کر دیا، آفرین ہے انہیں، انہوں نے ان کے یلغار کو روک دیا اور ان میں سے کئی شہسواروں کو قتل کر ڈالا، آخر دشمنوں نے ان کے گھوڑے کو پے کیا۔ اور حضرت سلیمانؓ پر تلواروں کا مینہ برسا دیا، ان کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور دشمنوں کو مارنے اور ہٹانے لگے، کسی نے ان کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا، اب وہ مجبور ہو گئے۔ زخموں سے ان کا بدن چھلنی ہو گیا تھا، وہ گر پڑے، عبداللہؓ بن مقداد ان کے قریب تھے۔ حضرت سلیمانؓ نے آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''خدا کی قسم! خدا نے جو وعدہ کیا ہے وہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔'' وہ مسکرائے اور اسی عالم میں شہید ہو گئے۔ حضرت عبداللہؓ بن مقداد ان کے ہم نشین اور دوست تھے۔ انہیں بڑا رنج ہوا، انہوں نے سختی سے حملہ کر کے دشمنوں کو ٹکڑیوں کی طرف کاٹ ڈالا جس صف پر حملہ کیا، اسے زیر و زبر کر ڈالا، آخر خود بھی شہید ہو گئے۔ اتفاق سے حضرت قعقاعؓ کچھ لشکر لیکر پہنچ گئے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے پرزور حملے کر کے دشمنوں کو گھاس پھونس کی طرح کاٹ ڈالا۔ بے شمار عیسائی قتل کیے۔ بولیاص کو بھی مار ڈالا، عیسائی گھبرا کر بھاگ گئے، مسلمانوں نے انہیں شہر اسنا میں نہیں گھسنے دیا۔ وہ ادھر ادھر بھاگ گئے، مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس ٹیلہ کے گرد جس کے قریب حضرت سلیمانؓ اور عبداللہؓ شہید ہوئے تھے اور بھی بہت سے مسلمانوں کی لاشیں پڑی تھیں، مسلمان ان لاشوں کو دیکھ کر اخوت اور محبت کی وجہ سے رونے لگے۔ ایک شاعر نے مرثیہ پڑھا ہم اس مرثیہ کے چند اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

''اے آنکھ خون کے آنسوؤں کی بارش کر اور حبیب (دوست) کے مرجانے کا ماتم کر۔ اے آنکھ ماتم داری اور ماتم پرسی کر، ان شہیدوں کی جوکل سے صحرا میں بے وطن پڑے ہیں۔ اے آنکھ بکا کر سلیمانؓ بن خالدؓ پر اور آنسو بہانے میں کمی نہ کر کیونکہ اس کا واقعہ عجیب ہے، وہ ایسا بہادر تھا کہ جب نیام سے تلوار کھینچ لیتا تھا تو دشمنوں کی کثرت سے مطلق اندیشہ نہ کرتا تھا، اس کے دشمن ہیبت میں آجاتے تھے، اگرچہ وہ شمار میں ریت کے ذروں کے برابر ہوتے تھے، اے کبوتر خالدؓ کو اس جانکاہ حادثہ کی خبر کر۔ شاید وہ اشکِ خون فشاں واقعہ کو سن کر بکا کرے۔''

جب حضرت خالدؓ کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو فرطِ رنج وقلق سے ان کا کلیجہ شق ہو گیا، آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا اور سر گھومنے لگا، جب تھوڑی دیر میں ان کی طبیعت ٹھکانے ہوئی تو انہوں نے کہا۔ ''خدایا سلیمانؓ تیری امانت تھی تو نے لے لیا، مجھے صبر کرنے کی طاقت عطا فرما اور میرے بازوؤں میں ایسی قوت دے کہ میں اپنے بیٹے کے بدلہ میں دشمنوں کے ایک ہزار سرداروں کو قتل کروں۔''

حضرت سلیمانؓ کی شہادت کی خبر تمام لشکر میں گونج گئی جس نے بھی سنا اسے صدمہ ہوا، لشکر کے افسر اور سردار، امراء اور اکابر حضرت خالدؓ کے پاس تعزیت کو آنے لگے۔ جب مدینہ منورہ میں خبر پہنچی اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے سنی تو انہیں بھی بڑا رنج ہوا۔ انہوں نے حضرت خالدؓ کو ماتم پرسی کا خط لکھا اور اس میں تحریر کیا۔ ''جو ہو گیا وہ ہونے ہی والا تھا، سلیمانؓ کی موت سے نہ تم یہ اثر لینا کہ دشمنوں سے انتقام لو کیونکہ اگر تمہارے دل میں انتقام کا جذبہ پیدا ہو گیا تو جہاد کے ثواب سے محروم ہو جاؤ گے، جہاد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرو اور نہ یہ اثر لینا کہ سست اور ناکارہ ہو کر رہ جاؤ، جوش اور بہادری میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں داخل کرے۔''

حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ نے بھی تعزیت کے خطوط لکھے۔

حضرت خالدؓ کی وفات:۔ حضرت خالدؓ کے کارنامے اور فتوحات اس قدر ہیں کہ اگر مختصراً بھی انہیں لکھا جائے تو ایسی ایسی کئی جلدوں میں بھی نہ آسکیں، محض چند واقعات قلمبند کیے گئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت خالدؓ کو شہادت کی بڑی

Marfat.com

تمنا تھی، لیکن ان شیر اسلام کو شہادت حاصل نہ ہوئی۔ انہوں نے 21ھ میں ملک شام میں وفات پائی۔ حمص میں ان کی قبر موجود بتائی جاتی ہے جب ان کی وفات کی خبر مدینہ میں پہنچی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ بھی چشم پرنم ہو گئے۔ قبیلہ مغیرہ کی عورتیں دردناک آواز سے رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ انہیں منع نہ کر سکے۔ بلکہ فرمایا۔ ''ایسے عظیم الشان بہادر کی موت پر جس قدر رویا جائے کم ہے اور جس قدر غم کیا جائے بجا ہے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خبیبؓ بن عدی انصاری

خبیبؓ بن عدی انصاری تھے، نہایت جانباز اور بڑے بہادر تھے۔ ارکان اسلام سے اچھی طرح واقف تھے، بڑے مشہور اور جلیل القدر صحابی تھے۔ مکہ کے کافروں کو مسلمانوں سے خدائی بیر تھا۔ وہ انہیں نقصان پہنچانے اور قتل کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ چند قریش مکہ عضل اور فارہ دو قبیلوں میں گئے اور ان کے چند آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دھوکہ دینے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے جا کر آنحضورﷺ سے عرض کیا کہ ''ہمارے قبیلے مسلمان ہو گئے ہیں لیکن ارکانِ اسلام سے نا واقف ہیں، ہمارے ساتھ ایسے لوگ کر دیجیے جو ہمیں شرع اسلام کی تعلیم دے سکیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اگرچہ مجھے تمہاری باتوں سے فریب کی بو آتی ہے لیکن پھر بھی میں تمہارے ساتھ مبلغ ضرور بھیجوں گا۔'' چنانچہ آپؐ نے دس آدمی منتخب کر کے ان کے ساتھ کر دیئے اور اس مختصر جمعیت کا سردار عاصمؓ بن ثابت کو مقرر کیا، اس گروہ میں خبیبؓ بن عدی بھی تھے، جب یہ لوگ مقام رجع میں پہنچے جو عسقان اور مکہ کے درمیان واقع ہے تو ان غداروں نے بدعہدی کی اور قبیلہ بنو طیان کو جو شریک سازش تھا، بلالیا۔ بنولحیان کو جو شریک سازش تھا بلا لیا۔ بنولحیان کا سردار سفیان بن خالد دو سو آدمیوں کو لیکر چڑھ آیا، مسلمان انہیں دیکھتے ہی ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ اس ٹیلہ کا نام قدقد تھا۔ عاصمؓ نے للکار کر کہا۔ ''مسلمانو! جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، شہادت کو غنیمت سمجھو۔'' کفار نے چاپلوسی کرتے ہوئے کہا۔ ''ہم تو تمہیں آزماتے تھے، واقعی تم بہادر ہو، مت گھبراؤ، ٹیلہ سے نیچے اتر آؤ۔ ہم تمہیں پناہ دیتے ہیں۔''

عاصمؓ نے کہا۔ ''تم بدعہد ہو، دغاباز ہو، تمہاری بات کا اعتبار نہیں ہے، ہم تمہاری پناہ سے خدا کی پناہ کو بہتر سمجھتے ہیں۔'' کفار نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ عاصمؓ اور مسلمانوں نے بھی تیروں کا جواب تیروں سے دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ کفار ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ مسلمان بڑی دلیری سے لڑے۔ نہایت زور و قوت سے حملہ کر کر کے دشمنوں کو قتل کرنے لگے۔ دیر تک ہنگامہ کارزار گرم رہا، دس مسلمانوں نے سینکڑوں عیسائیوں کو مار ڈالا، مگر مسلمان بھی آٹھ شہید ہو گئے۔ حضرت عاصمؓ بھی مارے

Marfat.com

گے،، خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن الاشانہ گرفتار ہو گئے۔ عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ دشمن کے سردار کی لاش کو گھوڑوں سے پامال کر دیا جاتا تھا۔ یہ قاعدہ ایام جاہلیت میں تھا۔ کفار اکثر ایسا ہی کیا کرتے تھے چنانچہ سفاک اور بے رحم قریش نے حضرت عاصمؓ کی لاش کو پامال کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ لاش پر گئے، خدا کو یہ گوارانہ ہوا کہ اس کی راہ میں شہید ہونے والے کی لاش بے حرمت اور پارہ پارہ کی جائے چنانچہ شہد کی مکھیوں کے جھنڈ آ کر لاش کے گرد پرواز کرنے لگے، کفار کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ لاش تک پہنچیں، وہاں سے بھاگ آئے۔

کفار خبیبؓ اور زیدؓ کو اسیر کر کے مکہ لے گئے۔ خبیبؓ کے ہاتھ سے ایک کافر قریش حارث نامی قتل ہو گیا تھا۔ حارث کے بیٹوں نے حضرت خبیبؓ کو سو اونٹوں کے عوض اس لیے خرید لیا کہ انہیں اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کریں۔ زیدؓ کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے عوض میں اس لے خریدا کہ مقتولین بدر کے انتقام میں انہیں قتل کریں، چونکہ ماہ حرام شروع ہو گیا تھا۔ اس لیے ان دونوں کو الگ الگ قید کر دیا۔ حارث کے بیٹوں نے خبیبؓ کو بھوکا اور پیاسا رکھنا شروع کر دیا۔ بھولے بھٹکے کبھی کبھی کھانے پینے کو دے دیتے تھے۔

ایک روز حارثؓ کا چھوٹا بیٹا جو بچہ ہی تھا، چھری ہاتھ میں لیے کھیلتا ہوا حضرت خبیبؓ کے پاس چلا گیا اگرچہ وہ دشمنوں کا بیٹا تھا لیکن خبیبؓ جانتے تھے کہ وہ معصوم ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے اس لیے ان کے دل و دماغ میں اسے قتل کرنے کا خیال بھی پیدا نہ ہوا، انہوں نے اس سے چھری لے کر الگ رکھ دی اور اسے گود میں لیکر کھلانے لگے۔ اسی وقت بچہ کی ماں وہاں آ گئی، اس عورت نے خبیبؓ کے ساتھ بڑے نامناسب سلوک کیے تھے۔ وہ قیدی کی گود میں بچہ اور پاس ہی چھری رکھی ہوئی دیکھ کر زرد پڑ گئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ خبیبؓ بچہ کو ضرور مار ڈالیں گے وہ زار و قطار رونے لگی۔ حضرت خبیبؓ نے کہا۔ ''او سفاک عورت! کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ میں ایسا بے رحم اور ظالم بن جاؤں گا کہ تیرے بچہ کو قتل کر ڈالوں گا اس معصوم نے کیا قصور کیا ہے۔ بد بخت خاتون سن! میں مسلمان ہوں، مسلمان ایسا بے رحم نہیں ہوتا، اطمینان رکھ میں اسے قتل نہ کروں گا۔'' مگر اس عورت کو اس کا یقین نہیں آیا۔ وہ برابر روتی اور چیختی رہی۔ حضرت خبیبؓ نے بچہ کو چھوڑ دیا اور کہا۔ ''جاؤ بیٹا! اپنی ماں کو جا کر تسلی دو۔'' بچہ ماں کے پاس چلا آیا۔ عورت نے جھپٹ کر اسے گود میں اٹھایا اور سینہ سے لگا لیا۔

Marfat.com

جب ماہ حرام گزر گیا، تب خبیبؓ اور زیدؓ دونوں قیدیوں کو پھانسی دینے کے لیے مکہ سے باہر مقام تنعم میں لائے۔ مکہ کے تمام کافر اور مشرک تماشہ دیکھنے کے لیے امنڈ آئے۔ جب خبیبؓ کو پھانسی پر لٹکانے لگے تو انہوں نے کہا۔ میرا آخری وقت آگیا ہے، میں آخری عبادت کرلوں، دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں، کفار نے اجازت دے دی۔ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، نماز پڑھ کر کافروں سے کہا۔ ''جی چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھوں لیکن اس خیال سے جلد پڑھ لی کہ کہیں تم یہ نہ خیال کرنے لگو کہ موت سے ڈر کر میں نے نماز کو طول دیا، اس کے بعد انہوں نے دو اشعار پڑھے۔ان کا مضمون یہ تھا۔

''جبکہ میں اس لیے قتل کیا جارہا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل کیا جاؤں گا۔ چونکہ میں خدا کے لیے اسلام پر جان دے رہا ہوں، اس لیے اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو جسم کے ٹکڑوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے گا۔''

چنانچہ بے رحم اور سفاک مشرکوں نے خبیبؓ کو سولی پر چڑھا دیا۔ اس وقت انہوں نے خبیبؓ سے کہا۔ ''خبیبؓ! تم سولی پر چڑھا دیئے گئے ہو، موت تمہارے سر پر آگئی ہے، اب بھی تم بچ سکتے ہو، اگر تم اسلام چھوڑ دو، ہم تمہیں اتنی دولت دے دیں گے جس سے تم دولت مند ہو جاؤ گے، ایک حسین دوشیزہ سے تمہاری شادی کر دیں گے۔''

حضرت خبیبؓ نے کہا۔ ''اگر تم ساری دنیا کی دولت وحکومت بھی مجھے دے ڈالو اور دنیا کی ماہ تمثال پری پیکر سے میری شادی کرو، میں تب بھی اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔''

کفار یہ سن کر جل بھن گئے۔ انہوں نے نیزوں سے انہیں چھیدنا شروع کر دیا۔ بدر میں جو چالیس مشرک قتل ہوئے تھے۔ ان کے عزیز واقارب نے خبیبؓ پر تیروں کا مینہ برسا دیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد زیدؓ کو لایا گیا۔ ابوسفیان نے ان سے کہا۔ ''زیدؓ! کیا اچھا ہوتا کہ تمہارے بجائے محمد ﷺ ہوتے اور وہ قتل کیے جاتے۔ تمہاری یہ تمنا ہے کہ نہیں۔''

حضرت زیدؓ نے کہا۔ ''خدا کی قسم میں ہرگز اس بات کو گوارا نہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلووں کو کانٹا چبھے اور میں آرام سے رہوں میں ان کے پسینہ کی جگہ خون گرا دیتا۔''

ابوسفیان نے کہا۔ ''لات (ایک بت کا نام تھا) کی قسم مجھے یہی حسد ہے کہ محمد (ﷺ) نے کیسے جانثار دوست پائے ہیں۔''

Marfat.com

زید نے بھی دو رکعت نماز پڑھی اور جب وہ نماز پڑھ چکے تو صفوان کے غلام نسطاس نے انہیں تلوار سے شہید کر ڈالا۔

خبیبؓ نے اپنے قتل کیے جانے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ دستور ہو گیا کہ قتل ہونے والا مسلمان اول دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہے، حضرت خبیبؓ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہیں سولی دی گئی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت عمروؓ بن العاص

حضرت عمروؓ بن العاص قریش مکہ میں نہایت معزز اور بڑے سر برآوردہ تھے۔ حضرت خالدؓ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ ایام جاہلیت میں انہوں نے بھی مشرکین قریش کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر بڑے مظالم کیے تھے۔ جب مسلمانوں نے قریش کی سفاکیوں اور درندگیوں سے تنگ آ کر حبش کی طرف ہجرت کی تو کفار مکہ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو شاہ حبش کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ مسلمانوں کو پناہ نہ دے اور جو مسلمان وہاں پہنچ گئے ہیں، انہیں واپس کر دے لیکن وہاں انہیں ناکامی ہوئی تھی، نجاشی شاہ حبش نے مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص واپس لوٹ آئے۔ وہ سوچنے لگے کہ اسلام میں ایسی کیا بات ہے کہ جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا ہے وہ ہزار ستم ہونے پر بھی اسلام کو نہیں چھوڑتا۔ انہوں نے اسلام کے متعلق مکہ کے مسلمانوں سے معلومات حاصل کیں، یہ بات ان کے ذہن نشین ہو گئی کہ اسلام سچا مذہب ہے اس کے دامن میں توحید کی دولت ہے وہ اس خدا کے باغی بندوں کو جو ہر چیز کا خالق ہے، اس کے سامنے جھکا دیتا ہے، وہ نرم پڑ گئے اور اسلام کی خوبیاں ان کے دل میں نقش ہو گئیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا۔ وہ بتوں کے پجاری تھے، پتھر اور دھات کے مجسمے سامنے رکھ کر پوجتے تھے، نماز پڑھنے کا طریقہ انہیں بہت ہی پسند آیا۔

اتفاق سے حضرت خالدؓ کا دل بھی اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا، جب انہوں نے مدینہ جا کر مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت عمروؓ بن العاص سے ذکر کیا۔ وہ تیار ہی تھے، ان کے ساتھ مدینہ میں جا کر مسلمان ہو گئے۔ انہیں یہ بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ مسلمان ہونے سے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، حضرت خالدؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص دونوں بہادر بھی تھے اور مدبر بھی تھے اور سپہ سالاری کی بھی لیاقت رکھتے تھے اور حکومت کرنے کی بھی قابلیت تھی۔ حضورﷺ کو ان دونوں کے مسلمان ہونے سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ رومی حکومت مسلمانوں

Marfat.com

کی ترقی کو دیکھ کر کچھ نہایت ہی برہم ہو رہی ہے جنگی تیاریوں میں مصروف ہے، عجب نہیں کہ کسی وقت حملہ کر دے۔ انہوں نے یہ بات مناسب نہیں بلکہ ضروری سمجھی کہ دشمن کو اس کے گھر پر ہی روک دیا جائے، چنانچہ انہوں نے اعلان جہاد کر دیا، جب حجاز کے گوشہ گوشہ میں جہاد کی منادی ہوئی تو سرفروشانِ اسلام بڑی ہی بے سرو سامانی کی حالت میں سروں سے کفن باندھ باندھ کر گھروں سے نکل نکل کر مدینہ منورہ میں آ گئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو مجاہدین آ چکے تھے، ان کو چار لشکروں میں تقسیم کر دیا، اور ان چاروں لشکروں پر ان چار بزرگوں کو سردار مقرر کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت زیدؓ بن ابو سفیان (یہ حضرت امیر معاویہؓ کے بھائی ہے) حضرت شرجیلؓ بن حسنہ (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی تھے)۔

اس زمانہ میں رومی سلطنت کے چار بڑے صوبے تھے، یہ چاروں صوبے چار بڑے شہروں کے نام سے موسوم تھے۔ ایک حمص دوسرا دمشق، تیسرا اردن، چوتھا فلسطین، ان ہی صوبوں کی طرف سے عرب پر حملہ کرنے کا اندیشہ تھا، چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے چاروں سرداروں کو ان چاروں صوبوں کی طرف اس طرح روانہ کیا کہ حضرت عمروؓ بن العاص کو فلسطین، حضرت یزیدؓ بن ابو سفیان کو دمشق، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو حمص اور حضرت شرجیلؓ بن حسفہ کو اردن، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سرداروں سے یہ بھی کہہ دیا کہ ملک شام کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ کے حکم کی تعمیل کریں جس وقت یہ لشکر ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو بہت سے شاہی عیسائی تجارت کے سلسلہ میں مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تھے، وہ جلدی جلدی اونے پونے اپنا مال فروخت کر کے بھاگے اور ملک شام کے دارالسلطنت انطاکیہ میں پہنچ کر ہرقل اعظم کے حضور میں گئے اور مسلمانوں کی یورش کا حال بیان کیا۔

ہرقل اعظم قسطنطنیہ میں رہتا تھا، وہ انطاکیہ میں اس لیے آیا تھا کہ وہاں سے رومی فوجیں حجاز روانہ کرے، اس نے بڑے پیمانہ پر تیاری کی تھی لیکن ابھی اس کی تیاریاں ختم نہ ہوئی تھیں کہ خلیفہ اولؓ نے اس کی نیت معلوم کر کے خود اس کے ملک پر حملہ کر دیا۔ اس کا اسے بڑا افسوس ہوا کیونکہ وہ مسلمانوں کے گھر پر حملہ کر کے شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے گھر پر حملہ کر کے اس کی آرزو کو مٹا دیا تھا۔ مجبور ہو کر ہرقل اعظم نے بھی چار مشہور جنگجو افسروں کی معیت میں چار لشکر چاروں صوبوں کی طرف روانہ کیے۔ اس نے اپنے بھائی تدارق کو 90 ہزار فوج دیکر فلسطین کی طرف حضرت عمروؓ

Marfat.com

بن العاص کے مقابلہ پر، جرجہ بن نوذر کو 40 ہزار فوج کے ساتھ دمشق کی طرف، یزیدؓ بن ابی سفیان کے مقابلہ پر، رفیقا بن نسطورس کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ حمص کی طرف حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے مقابلہ پر اور راقص کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ اردن کی طرف حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

مسلمانوں کے چاروں لشکروں کی تعداد جب وہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو صرف سات ہزار تھی اور رومی لشکروں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔ اس سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ ہرقل اعظم نے مسلمانوں کو کچل ڈالنے کے لیے کس قدر زبردست تیاریاں کر لی تھیں، اگر اس کے یہ ٹڈی دل لشکر حجاز پر حملہ کر دیتے تو عام عرب پر گہرا اثر پڑ جاتا لیکن چونکہ مسلمانوں نے ملک شام پر یلغار کی، اس لیے رومیوں پر مسلمانوں کی ہیبت طاری ہوگئی، ہر شخص پکار اٹھا کہ رومیوں جیسی عظیم الشان سلطنت پر مسلمانوں نے پوری قوت سے حملہ کیا ہوگا۔ حالانکہ قوت کا یہ حال تھا کہ صرف سات ہزار سپاہ تھی، اور وہ بھی ایسی بے سروسامان کہ نہ سارے مجاہدوں کے پاس پورے ہتھیار تھے، نہ زرہیں تھیں، نہ گھوڑے تھے، نہ خیمے تھے، نہ فرش تھا، کچھ بھی نہ تھا بلکہ ایک چیز تھی اور وہ تھی قوت ایمانی۔ انہیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد تھا، وہ اس کی امداد کا یقین رکھتے تھے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کی خواہش :۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سپہ سالار اعظم حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو مقرر کیا تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص کی خواہش ہوئی کہ ابو عبیدہؓ کے بجائے وہ سپہ سالار اعظم مقرر کیے جائیں چنانچہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ ”تم میری بہادری جنگجوئی، ثابت قدمی اور جہاد میں سختی کرنے سے بخوبی واقف ہو۔ یہ بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ میری کس قدر عزت کرتے تھے۔ میری خواہش یہ ہے کہ بلادِ شام میرے ہاتھوں سے فتح ہوں اور دشمنان اسلام میرے زیر علم ہلاک ہوں۔ تم میری سفارش خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کر دو کہ وہ مجھے سپہ سالار اعظم مقرر فرما دیں۔“ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ ”میں تمہارے مرتبہ اور تمہارے کارناموں سے بخوبی واقف ہوں، لیکن پھر بھی تمہیں ابو عبیدہؓ پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ ایک تو اس لیے کہ وہ تم سے پہلے ایمان لائے، دوسرے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں امین الامتہ کا خطاب دیا ہے۔“

عمروؓ بن العاص نے سمجھانے کے طور پر کہا۔ ”لیکن یہ امر ان کے مرتبہ اور ان کی

Marfat.com

عزت کی کمی کا باعث نہ ہوگا۔'' حضرت عمر فاروقؓ کو طیش آ گیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ ''افسوس ہے اے عمروؓ! تم دنیا کی عزت کے طلب گار ہو، حالانکہ عقبیٰ کی عزت کی فکر کرنی چاہیے۔ شیطان تمہیں ورغلا رہا ہے، تم اللہ سے ڈرو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کہیں بے جا خواہش تمہارے اعمال کو ضائع نہ کر دیں۔''

حضرت عمروؓ بن العاص ڈر گئے انہوں نے توبہ کی۔

نصیحتیں:۔

جب عمروؓ بن العاص کا لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے۔ عمروؓ بن العاص گھوڑے پر سوار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوتے ہوئے پیدل تھے۔ عمروؓ بن العاص نے چاہا کہ ان کی تعظیم کے لیے گھوڑے سے اتر لیں۔ خلیفہ نے انہیں روکا اور کہا۔ ''تم جہاد کے لیے جا رہے ہو، میں تمہیں رخصت کرنے آیا ہوں، تمہاری شان اسی میں ہے کہ تم گھوڑے پر سوار رہو اور میری شان اسی میں ہے کہ میں پیدل رہوں، سنو میں تمہیں نصیحتیں کر کے اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔

''ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا یہ سمجھنا کہ وہ تمہارے ہر کام کو دیکھتا ہے، یہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے بہتر اور باعزت لوگوں پر سردار مقرر کیا ہے، تم نفس کے دھوکہ میں نہ آنا، یہ نہ سمجھنا کہ تم مرتبہ میں سب سے بڑے ہو، آخرت کے لیے اچھے کام کرنا، اپنے نیک کاموں سے خدا کو راضی رکھنا، سپاہیوں پر مثل باپ کے شفقت کرنا۔ تیزی سے نہ چلنا، تمہارے ساتھ بوڑھے بھی ہیں اور کمزور بھی ہیں، ان کا لحاظ رکھنا، اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضرور غالب کریگا۔'' اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنیوالا ہے تاکہ وہ اسے اور دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ یہ بات مشرکوں کو اچھی معلوم نہ ہو۔'' ارض فلسطین میں پہنچ کر دشمنوں کا حال معلوم کرنے کے لیے جاسوس بھیجنا، جہاد میں سستی ہرگز نہ کرنا۔ اگر دشمنوں کی کثرت دیکھنا تو مطلق نہ گھبرانا یہ نہ کہنا کہ خلیفہ نے ہمیں ان کے مقابلہ میں بھیجا، جن سے لڑنے کی ہم میں تاب نہیں ہے تم نے اکثر معرکوں میں دیکھا ہے کہ کفار زیادہ تھے مسلمان کم لیکن پھر بھی فتح اللہ نے مسلمانوں ہی کو دی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کی مدد کرتا ہے۔ تمہاری سپاہ میں وہ مہاجرین اور انصار ہی ہیں جو اہل بدر سے ہیں، ان کی تعظیم و تکریم اور عزت و عظمت میں کوتاہی نہ کرنا، وہ تم سے بہتر ہیں، ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مشورہ کرنا اور مشورہ میں اہل

Marfat.com

بدر کو ضرور شریک کرنا، نماز وقت پر اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ کوئی نماز بے اذان نہ پڑھنا، جب نماز کا وقت آئے اذان کہنا تا کہ تمہارے ساتھی اذان سن کر نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھنے کی تاکید کرنا۔ قرآن مجید پڑھنے کی بھی تاکید کرتے رہنا، لڑائی میں ثابت قدمی کرنا، دشمنوں کی کثرت سے ہرگز نہ گھبرانا، جو لوگ امان چاہیں انہیں امان دینا۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں، اپاہجوں اور گوشہ نشین مذہبی رہنماؤں کو قتل نہ کرنا، معبد گاہوں کو، کھیتوں کو اور پھلدار درختوں کو نہ جلانا، جس بستی پر قبضہ کرو، اس میں عدل کرنا جو لوگ لڑنے سے انکار کریں، ان سے جزیہ لیکر ان کی حفاظت کرنا۔"

عمروؓ بن العاص نو ہزار مجاہدین کو ساتھ لیکر فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کی روانگی کے وقت تک اور مجاہدین بھی آ گئے تھے۔

جنگ فلسطین :۔ رومی سپہ سالار اقدارق جب 90 ہزار فوج لیکر فلسطین میں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ عمروؓ بن العاص تھوڑا سا اسلامی لشکر لیکر فلسطین کی سرحد پر آ گئے ہیں، وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

عمروؓ بن العاص اجنادین کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے، لمبا سفر کرنے کی وجہ سے اور چارہ دانہ نہ ملنے کے باعث ان کے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے لاغر ہو گئے تھے، اجنادین سر سبز و شاداب مقام تھا، گھوڑے اور اونٹ چراگاہوں میں چر کر موٹے تازے ہو گئے، ایک روز عامرؓ بن عدی جاسوسی کے لیے گئے تھے، جب وہ واپس آئے تو ان کے چہرہ سے خوف و ہراس ٹپک رہے تھے، سخت مضطرب تھے۔ عمروؓ بن العاص نے ان سے پوچھا۔ ""اے ابن عدی! کیا حال ہے تمہارے پیچھے تم کیوں مضطرب ہو؟ تمہارے چہرے سے خوف و ہراس کیوں ظاہر ہے؟"

عامر بن عدی نے جواب دیا۔ "میں نے رومی عیسائیوں کا ایسا اعظیم الشان لشکر دیکھا ہے جس نے میلوں زمین کو ڈھک رکھا تھا، ان کے ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے، ان کے چلنے سے زمین لرز رہی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔"

عمروؓ بن العاص نے کہا۔ "یا عامرؓ! تم نے تو اپنے کلام سے مسلمانوں کے دلوں میں خوف بھر دیا۔ یہ بتاؤ، تم نے دشمنوں کی تعداد کا کس قدر اندازہ کیا ہے۔"

عامرؓ نے کہا۔ "میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ گیا تھا، میں نے نشانوں سے اندازہ کیا کہ

Marfat.com

ایک لاکھ آدمی ہوں گے، تمام وادی الاحمر جو فلسطین کا ایک بڑا مقام ہے، ان سے بھرا ہوا ہے۔

عمروؓ بن العاص نے کہا۔''ہم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں، ہم نو ہزار ہیں اور وہ ایک لاکھ، ایک آدمی کے مقابلہ میں گیارہ، یہ کچھ زیادہ تعداد نہیں ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں ہبہ کر دی ہیں جو جنت کے خواستگار ہیں۔ جن کے دلوں میں جوش جہاد ہے لیکن مجھے خلیفہ نے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے، میں مشورہ چاہتا ہوں، بتاؤ تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔''

کچھ لوگوں نے کہا۔ خلیفتہ الرسولؐ کو اطلاع دیکر مدد طلب کی جائے، بعض نے کہا جنگل میں چھپ جاؤ جب دشمنوں کا لشکر متفرق ہونے لگے تب اس پر حملہ کر کے زیر و زبر کر ڈالو لیکن بہت سے مجاہدین کو یہ مشورے پسند نہیں آئے۔ سہیلؓ بن عمر نے کہا، یہ مشورے تو مردان عاجز کے ہیں، ہمیں دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔'' بہت سے مہاجرین اور انصار نے بھی یہی مشورہ دیا اور کہا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔''تم ان کفار سے جو تمہارے نزدیک ہیں لڑو، وہ تم میں شدت اور سختی پاویں۔'' دشمن ہم میں طمع کر کے آیا ہے، ہم اس کے ملک میں ہیں، ہمیں اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔''

اس لشکر میں حضرت عبداللہؓ بن عمر بھی تھے، انہوں نے کہا۔''خدا کی قسم نیک مشورہ دیا تم لوگوں نے رحمت کرے اللہ تم پر، ہم ہرگز واپس نہ جاویں گے نہ کمین گاہوں میں چھپیں گے بلکہ بڑھ کر مقابلہ کریں گے اپنی تلواریں ان پر خرچ کریں گے جس کی رائے اس کے خلاف ہو۔ وہ پلٹ جائے اور جو شخص موت سے ڈر کر پیچھے پھرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی راہ میں اور موت اس کی گھات میں ہے۔'' حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا۔''خدا کی قسم اچھا مشورہ دیا۔ ابن عمرؓ نے۔ اے بیٹے فاروقؓ کے تمہیں میرے دل کا بھید کس طرح معلوم ہو گیا۔ خدا کی قسم میری رائے یہی ہے ہم مجاہدین اسلام ہیں، دشمنوں کی کثرت سے ڈرنا بزدلوں کا کام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہیں رکھتے حالانکہ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے مدد کی امید رکھتے ہیں، میری طرف سے ان لوگوں کو جو واپس جانا چاہیں اجازت ہے۔''

نو ہزار مسلمانوں میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا جو واپس ہو جاتا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ کو ایک ہزار سواروں پر سردار مقرر کر کے بطور طلیعہ کے روانہ کیا، یہ لوگ دن بھر چلتے رہے، رات کو تھوڑی دیر آرام کر کے پچھلی رات کو

Marfat.com

پھر چل پڑے۔ ایک میدان میں صبح کی نماز پڑھی، نماز پڑھ کر تھوڑی ہی دور چلے تھے کے آندھی کی صورت میں غبار اڑتا ہوا دیکھا، جب غبار چھٹا تو رومی لشکر نظر آیا۔ اس لشکر میں دس ہزار سوار تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ نے کہا۔ ''شیران اسلام! کافران بے ختنہ بریدہ تمہارے سامنے آگئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مشرک ہیں، تین خدا مانتے ہیں۔ خدا ان سے ناراض ہے، وہ تمہارے مقابلہ کے لیے آئے ہیں، انہیں مہلت نہ دو، جھپٹ کر ان پر حملہ کرو اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ بہشت میں داخل ہونے کا یہی راستہ ہے۔ ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' تمام لشکر نے یہی شعار اختیار کیا اور اللہ اکبر کا پر شور نعرہ لگا کر دس ہزار رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے جب مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد دیکھی تو ان پر ٹوٹ پڑے لیکن جب مسلمانوں کی تلواروں کی کاٹ چھانٹ دیکھی تو گھبرا گئے اور سنبھل کر لڑنے لگے۔

عبداللہؓ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک بڑے ڈیل ڈول کا رومی ایک اونچے گھوڑے پر سوار ہے اور بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے لوہے کا برج ہو، وہ موٹا تھا اور لوہے کی زرہ پہنے تھا، وہ سمجھے کہ یہی رومیوں کا سردار ہے وہ اس پر جھپٹ کر گئے اس نے انہیں دیکھتے ہی نیزہ سے ان پر حملہ کیا، انہوں نے اس صفائی سے تلوار ماری کہ نیزہ کی انی کٹ گئی۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے فوراً دوسرا حملہ کیا اور اپنی پوری قوت سے تلوار ماری، مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے تلوار پتھر پر پڑی، مجھے خوف ہوا کہ میری تلوار ٹوٹ نہ گئی ہو لیکن تلوار باقی تھی اور دشمن کے کاری ضرب لگی تھی، میں نے جلدی سے تلوار کھینچی اور دوسرا وار کیا، میری تلوار نے اس کی شہہ رگ کاٹ ڈالی، وہ مردہ ہو کر گرا۔

مسلمانوں نے اللہ اکبر کا پر شور نعرہ لگایا۔ رومیوں نے جب اپنے سردار کو مردہ دیکھا تو انہوں نے جوش میں آ کر حملہ کیا، مسلمانوں نے بڑے ضبط اور استقلال سے ان کے سخت حملہ کو روکا اور خود بھی سختی سے حملہ کیا، تلواروں سے تلواریں اور نیزوں سے نیزے ٹکرا گئے۔ سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ خون کے فوارے ابل آئے۔ نہایت خون ریز جنگ شروع ہو گئی، مسلمانوں نے تیزی سے حملہ کر کے عیسائیوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ لاشوں پر لاشیں ڈال دیں۔ آخر رومیوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، بہت سے رومیوں کو گرفتار کر لیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر حضرت عمروؓ بن العاص کی خدمت میں لوٹ آئے۔

حضرت عمرؓ اس فتح کا حال سن کر بہت خوش ہوئے، انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

Marfat.com

رومیوں میں صرف تین آدمی ایسے تھے جو عربی زبان جانتے تھے، ان سے معلوم ہوا کہ ہرقل اعظم نے تدارق کو 90 ہزار لشکر دے کر مسلمانوں کو روکنے اور سرزمین فلسطین میں داخل ہونے سے باز رکھنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ لشکر جسے تم نے ہزیمت دی ہے، اس کا ہراول تھا اور اس میں دس ہزار سوار تھے۔ عمروؓ بن العاص نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے انکار کیا، چونکہ وہ بے شمار دشمن چڑھے چلے آرہے تھے، اس لیے قیدیوں کا زندہ رکھنا عقلمندی کی بات نہ تھی، چنانچہ وہ قتل کر دیئے گئے۔

دوسرے روز تدارق اسی ہزار لشکر لیکر آ گیا۔ اس نے آتے ہی اپنے لشکر کو صف بستہ کیا، مسلمانوں نے بھی میمنہ اور میسرہ قائم کر کے صفیں مرتب کرلیں۔ جنگ شروع ہو گئی۔ رومیوں نے اس طرح حملہ کیا، جیسے وہ مسلمانوں کو روند ڈالیں گے۔ مسلمانوں نے ان کے حملہ کو بڑی دلیری سے روکا اور خود بھی نہایت شدت سے حملہ کیا۔ رومی مسلمانوں میں اور مسلمان رومیوں میں گھس گئے اور ہر صف میں رخنے ڈالتے ہوئے دوسری صف پر حملے کرتے رہے۔ انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ خون کے دریا بہا دیئے۔

رومی بھی مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے لیکن جب پچاس ساٹھ رومی قتل ہو جاتے تھے تب ایک مسلمان شہید ہوتا تھا، لڑائی صبح ہی سے شروع ہو گئی تھی اور عصر کے وقت تک جاری رہی، مسلمان اپنے سے آٹھ گنے دشمنوں سے لڑ رہے تھے، تھک کر چور ہو گئے تھے لیکن عصر کے وقت انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس متبرک نعرہ نے ان کے دلوں میں تازہ جوش پیدا کر دیا۔ انہوں نے بڑھ کر اس سختی سے حملہ کیا کہ رومیوں کے قدم اکھڑ گئے، وہ بھاگے، مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا، اس معرکہ میں گیارہ ہزار دشمن مارے گئے۔ ایک سو اکتیس مسلمان بھی شہید ہوئے۔ ان شہیدوں کی لاشوں کو ایک جگہ جمع کر کے نماز پڑھی اور دفن کر دیا چونکہ مسلمانوں کی کئی نمازیں قضا ہو گئی تھیں اس لیے اول قضا نمازیں پڑھی گئیں اور پھر مغرب کی نماز پڑھی، اس لڑائی میں مال غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ بہت کچھ آیا۔

مصر پر یورش :۔ حضرت عمروؓ بن العاص تجارت پیشہ تھے، ایام جاہلیت میں اور عرب تو ملک شام میں تجارت کے لیے جایا کرتے تھے لیکن حضرت عمروؓ بن العاص کا سلسلہ تجارت مصر سے تھا، وہ مصر بلکہ مصر سے بھی آگے بڑھ کر اسکندریہ تک تجارت کے

Marfat.com

سلسلہ میں آتے جاتے رہتے تھے، مصر کی سبزی، شادابی، زرخیزی اور عمدہ پیداوار سے بخوبی واقف تھے، انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے مصر پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا، عمروؓ بن العاص نے انہیں لکھا کہ "ملک شام سے عیسائی بھاگ کر مصر میں پہنچنے لگے۔ مصر کے قبطی عیسائی رومی عیسائیوں کی باتیں سن سن کر مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ ہو رہے ہیں، اگر مصر پر لشکر کشی نہ کی گئی تو مصری خود حملہ کر دیں گے، اس لیے ان کے حملہ کرنے سے پہلے ان پر یورش کرنے کا حکم دیا جاوے۔"

غرض عمروؓ بن العاص نے اس قدر اصرار کیا کہ حضرت عمرؓ فاروق نے اجازت دے دی۔ وہ اپنا لشکر لیکر بڑھے، ان کے ساتھ یزیدؓ بن ابی سفیان اور عامرؓ بن ربیعہ بھی معہ اپنے لشکروں کے ساتھ ہو لیے اور جب وہ مصر کی سرحد پر پہنچے تو عبداللہ یوقنا جو کسی زمانہ میں حلب کے بادشاہ تھے اور عیسائی تھے مگر اب مسلمان ہو چکے تھے، اپنی قوم کے چار ہزار سواروں کے ساتھ آ کر شامل ہو گئے۔

شاہزادی ارمانوسہ کی گرفتاری:۔ یوقنا کو حضرت عمروؓ بن العاص نے بطور ہراول کے آگے روانہ کیا، وہ اپنی قوم کی جمعیت کے ساتھ چلے اور رات دن چل کر قلعہ قرما میں پہنچے۔ یہ قلعہ دریائے تنّیس کے مشرق میں واقع تھا، وہاں کا حاکم دیندان تھا، یوقنا جب قرما کے سامنے پہنچے تو انہوں نے وہاں خیموں کا شہر آباد دیکھا انہیں مقام عریش میں یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ مصر کے بادشاہ مقوقس نے اپنی بیٹی ارمانوسہ کی شادی ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین کے ساتھ کر دی تھی اور چونکہ عربوں کے خوف سے قسطنطین قسطنطنیہ کو بھاگ گیا ہے، اس لیے مقوقس نے اس کی بیگم یعنی اپنی بیٹی کو معہ سامان جہیز کے روانہ کیا ہے وہ یہ سمجھ گئے کہ ان خیموں میں ارمانوسہ اور اس کا لشکر مقیم ہے۔

جب عبداللہ یوقنا اور ان کے لشکر کو قبطیوں نے دیکھا تو شور کیا۔ دیندان قرما کا حاکم معہ اپنے مصاحبوں اور سرداروں کے یوقنا کے پاس آیا اور ان کے آنے کی وجہ پوچھی، یوقنا نے کہا۔ "میں ملکہ ارمانوسہ کو لینے آیا ہوں۔" دیندان نے دریافت کیا۔ "کیا قسطنطین نے تمہیں بھیجا ہے۔؟" انہوں نے جواب دیا۔ "تم ایسا ہی سمجھو۔ میرا نام یوقنا ہے، میں حلب کا بادشاہ ہوں، مسلمانوں نے حلب فتح کر لیا، میں مصر میں آ یا

Marfat.com

ہوں۔''

دیندان نے ارمانوسہ کو جا کر اطلاع دی، اس نے یوقنا کو اپنے حضور میں بلایا اور پوچھا۔''کیا تم مجھے لے جانے آئے ہو؟ کیا قسطنطین نے تمہیں بھیجا ہے؟'' یوقنا نے کہا، قسطنطین بڑی بدحواسی کے عالم میں بھاگ کر قسطنطنیہ گئے ہیں، وہ تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جاسکے، میں لینے آیا ہوں۔''

یوقنا نے گول مول جواب دیا۔ ارمانوسہ یہی سمجھی کہ اس کے شوہر قسطنطین نے انہیں اسے لینے کے لیے بھیجا ہے، اس نے کہا۔''تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔ میں بغیر بادشاہ یعنی اپنے باپ کی مرضی کے کچھ نہیں کرسکتی۔'' یوقنا چلے آئے، رات کو چند قبطی جاسوس آئے اور انہوں نے ملکہ ارمانوسہ کو اطلاع دی کہ یوقنا مسلمان ہو گئے ہیں اور تمہیں فریب سے اپنے ساتھ لے چلنے کے لیے آئے ہیں ے اسے بڑا غصہ آیا۔ اس نے آدھی رات کے قریب یوقنا کو طلب کیا۔ یوقنا سمجھ گئے کہ راز فاش ہو گیا وہ نہیں آئے۔ ارمانوسہ انہیں گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ اس نے ایک قاصد اور بھیجا۔ یوقنا نے اسے بھی ٹال دیا اور اپنی قوم کولڑائی پر برانگیختہ کیا۔ صبح ہوتے ہی قبطیوں کا لشکر یوقنا اور ان کے ساتھیوں پر آ ٹوٹا اگرچہ قبطیوں کے مقابلہ میں یوقنا کے ساتھی بہت کم تھے مگر وہ بڑی دلیری سے لڑنے لگے، تمام دن لڑائی ہوتی رہی، رات کو دونوں لشکر جدا ہو گئے، ارمانوسہ نے رات ہی کو اپنے باپ شاہ مصر مقوقس کے پاس قاصد روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ جلد مدد لیکر آؤ، دوسرے روز قاصد واپس آیا۔ مقوقس نے ملکہ کو لکھا تھا کہ''یوقنا سے جنگ نہ کرے، اسے اور اس کے ساتھیوں کو یہاں بھیج دے تاکہ میں انہیں خلعت دوں۔'' ملکہ نے وہ خط یوقنا کے پاس بھیج دیا۔ یوقنا نے قاصد سے کہا کہ''میں اپنے لوگوں سے مشورہ کر کے کل جواب دوں گا۔''

اگلے روز عمروؓ بن العاص معہ لشکر مجاہدین کے وہاں پہنچ گئے۔ انہیں ان واقعات کا علم ہو گیا تھا جو یوقنا کے ساتھ پیش آئے تھے، انہوں نے آتے ہی قبطیوں پر نہایت سختی سے حملہ کر دیا، قبطی بھی مقابلہ پر آ گئے۔ نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ جانبازوں نے جانوں کی بازیاں لگا دیں اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ خون کی بارش ہونے لگی۔ مسلمانوں نے ایک ہزار قبطیوں کو مار ڈالا اور ایک بڑی جماعت کو قید کر لیا۔ قبطی ملکہ ارمانوسہ اور تمام ساز و سامان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور ملکہ ارمانوسہ اور اس کی سہیلیوں اور کنیزوں کو گرفتار کر لیا۔

Marfat.com

حضرت عمروؓ بن العاص نے اکابر صحابہؓ کو جمع کر کے کہا۔ "خدا نے ہمیں مصر میں داخل ہونے پر عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ شاہزادی ارمانوسہ اور اس کی سہیلیاں اور کنیزیں ہمارے ہاتھ آ گئی ہیں، اگر چہ ہم جنگی قانون کی رو سے انہیں اپنی کنیزیں بنا سکتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احسان اور مہربانی کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا ہے کہ جو دولت مند مفلس ہو جائیں۔ ان پر رحم کرو۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ اگر تمہاری سب کی رائے ہو تو میں ملکہ ارمانوسہ کو اس کے باپ مقوقس کے پاس معہ اس کی کنیزوں، غلاموں اور سامان جہیز کے بھیج دوں۔" سب نے کہا۔ "آپ کی رائے نیک ہے، ہم کسی چیز کے حریص نہیں ہیں۔" چنانچہ انہوں نے قیسؓ بن سعید کے ساتھ ملکہ ارمانوسہ اور اس کی سہیلیوں، غلاموں، کنیزوں اور سامان جہیز کے روانہ کر دیا۔ مقوقس پر مسلمانوں کی اس مہربانی کا بڑا گہرا اثر ہوا، اس نے اپنی قوم سے کہا۔ "قسم ہے حضرت مسیحؑ کی مسلمان نہایت نیک اور پرہیز گار لوگ ہیں، مجھے یقین ہے وہ ملک مصر پر قبضہ کر لیں گے۔ ان سے جنگ کرنے میں بڑا نقصان رہے گا۔ بہتر ہے کہ مناسب شرطوں پر ان سے صلح کر لی جائے۔" اس کی قوم کے لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس سے کچھ کہہ سکتا۔

مقوقس کا قتل:۔ جب سے مقوقس نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تھی اور یہ معلوم ہوا تھا کہ ماہ رمضان المبارک کے روزے ان کی امت پر فرض ہوئے ہیں، اس وقت سے وہ اس مبارک مہینہ میں گوشہ نشین ہو کر روزے رکھتا تھا چنانچہ ملکہ ارمانوسہ کے آنے کے بعد رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا۔ مقوقس نے اپنے بیٹے ارسطولیس کے سپرد امورات حکومت کیے۔ اسے عارضی طور پر تخت نشین کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو کر عبادت کرنے لگا۔

ارسطولیس کو مقوقس کی گفتگو سے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر کے ملک مصر ان کے حوالہ کر دے گا اس لیے اس نے نیک دل بادشاہ کو زہر دے کر مروا ڈالا اور خود بدشاہ بن بیٹھا۔

شہر مصر:۔ مصر ایک شہر تھا۔ اس شہر کے نام ہی سے ملک بھی مشہور ہو گیا تھا۔ اس ملک میں قوم قبطی آباد تھی۔ یہ قوم عیسائی ہو گئی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسی

Marfat.com

سرزمین میں آ کر فروخت ہوئے تھے۔ اسی شہر مصر میں قید رہے تھے اور اسی مصر پر انہوں نے حکومت کی تھی۔ یہی وہ شہر مصر تھا جہاں فرعون جیسا ظالم و جابر اور سفاک بادشاہ پیدا ہوا تھا جو بنی اسرائیل کے بے شمار لڑکوں کو قتل کرا دیا کرتا تھا اور جوان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا اور ان کے لڑکوں کو مروا ڈالتا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا، شہر مصر دریائے نیل کے کنارہ پر آباد تھا، اس شہر نے بہت سے انقلاب دیکھے تھے۔

محاصرہ:۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے شہر مصر کا آ کر محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے مقوقس کے پاس قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا، انہیں معلوم نہیں تھا کہ مقوقس کو اس کے بیٹے ارسطولیس نے مروا ڈالا ہے اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے، چند روز کے بعد انہیں اس بات کا علم ہوا، انہوں نے اپنے لشکر کے گرد خندق کھدوالی۔ ایک روز ارسطولیس کا قاصد ان کے پاس آیا اور کہا۔ "اے گروہ عرب! بادشاہ ارسطولیس نے تمہارا سفیر طلب کیا ہے تاکہ وہ سنے کہ تم کیا چاہتے ہو اور کیوں اس ملک میں آئے ہو؟"

بہت سے لوگ اس خدمت پر جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا۔ "قسم ہے تمہیں خداوند عالم کی، نہ پیش قدمی کرے کوئی سوائے میرے اس لیے میں خود شاہ مصر کے پاس جاؤں گا۔" بعض صحابہ نے کہا۔ "تم ہمارے سردار ہو۔ اگر بادشاہ نے تمہارے ساتھ فریب کیا اور تمہیں گرفتار کر لیا یا قتل کر ڈالا تو ہم کیا کریں گے؟" عمروؓ بن العاص نے کہا۔ "تم وہ کرنا جو تمہارے شایان شان ہے۔ میں اپنا قائم مقام اپنے سے بہتر شخص کو مقرر کر جاؤں گا۔" صحابہ نے کہا۔ "یا امیر جو آپ مناسب سمجھتے ہیں کر دیں۔"

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو جو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے ان کے پاس آ گئے تھے، اپنی جگہ سردار مقرر کیا اور اپنا مخصوص عربی لباس پہنا، ہتھیار لگائے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اپنے غلام وردان کو ساتھ لیا اور چلے۔ شہر مصر کے گرد درے تھے، ہر درہ پر سوار اور پیادے چھائے ہوئے تھے، جب عمروؓ بن العاص دروں کے پاس پہنچے تو ارسطولیس نے حکم بھیجا کہ انہیں آنے دیا جائے۔ وہ شہر میں داخل ہوئے، قبطیوں نے بڑی شان اور تحمل کا اظہار کیا، ہر شخص فاخرہ ریشمیں لباس اور سونے کے کنگن پہنے تھا۔ جب حضرت عمروؓ بن العاص قصر شمع میں داخل ہوئے، جہاں

Marfat.com

ارسطولیس بادشاہ نے دربار کیا تھا تو ایک دہشتناک آواز گونجنے لگی۔ قصر شمع پر ایک دھات کا مجسمہ تھا، وہ شور کرنے لگا، قصر شمع وہ محل تھا جس میں وہ عزیز مصر رہتا تھا، جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی مکان میں رہے تھے، ان کے بعد یہ محل ویران ہو گیا تھا۔ پانچ سو برس تک ویران پڑا رہا۔ اسے فرعون نے پھر تعمیر کیا، فرعون کے بعد پھر وہ ویران ہو گیا۔ اس کے بہت عرصہ بعد ارجالیس جو عیسائی تھا، مصر کا بادشاہ ہوا، اس نے اس محل کو از سر نو تعمیر کر کے قصر شمع نام رکھا۔ اس کے عہد میں ایک زبردست حکیم فریانس تھا، اس نے اس قصر میں ایک مجسمہ دھات کا بنا کر نصب کیا اور یہ پیشین گوئی کی کہ جب یہاں پیغمبر آخر الزمانؐ کے صحابیوںؓ میں سے وہ شخص آئے گا جو اس ملک کو فتح کرے گا تو یہ تصویر ایک دہشت ناک آواز کے ساتھ لرز کر گر پڑے گی۔

جوں ہی عمروؓ بن العاص محل میں داخل ہوئے، تصویر کے منہ سے ایسی دہشتناک آواز نکلی کہ شہر مصر کے باشندے سراسیمہ اور بدحواس ہو گئے، ساتھ ہی وہ لرز کر بڑے زور سے گری۔ اس کے دھماکہ سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ لوگوں نے اسے بڑی بد شگونی سمجھا۔ یہ بات ان کے ذہن نشین ہو گئی کہ یہی عرب جو قاصد بن کر آیا ہے ضرور اس شہر اور اس ملک کو فتح کر لے گا۔ ارسطولیس بھی گھبرا گیا، اس نے نہایت شان سے دربار آراستہ کیا تھا۔ درباری بڑے کروفر سے بیٹھے تھے۔ فرش اطلس کا تھا اور در و دیوار پر سونے کی استر کاری ہو رہی تھی۔ حضرت عمروؓ بن العاص بادشاہ کے سامنے تخت پر چڑھ کر بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گئے۔ جب انہوں نے محل کی آراستگی پر نگاہ ڈالی اور چاندی سونے کا کام نظر آیا تو انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھیں۔

ترجمہ ''اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ان لوگوں کے لیے جو رحمان کے منکر ہیں یہ کرتے کہ ان کی چھت اور زینے روپے کے کر دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگا دیں، سونے کے کر دیتے۔ یہ سب متاع دنیا ہے اور پچھلا گھر تیرے اب کے یہاں پرہیز گاروں کے لیے ہے۔''

اس کے بعد انہوں نے مختصر تقریر کی۔ اول خدا کی واحدانیت کی تعریف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو سراہا اور پھر کہا۔ ''اے قوم نصرانی! خدا کی قسم قیامت کے روز تم اپنے اپنے اعمال کے متعلق پوچھے جاؤ گے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جانا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز، دولت۔

Marfat.com

ثروت، سلطنت اور حکومت سب فنا ہونے والی ہیں۔ یہ کارخانہ عالم ہی فنا ہو جائے گا۔ ہمیشہ رہنے کی جگہ آخرت کی ہے، اگر تم نے اچھے عمل کیے ہیں، پرہیزگاری کی ہے، خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ اس کی عبادت کرتے اور اس سے ڈرتے رہے ہو تو جنت میں داخل ہو گے، اس جنت میں جہاں نہ تکلیف ہے نہ دکھ ہے نہ بیماری ہے، نہ غم ہے، آرام ہی آرام اور راحت ہی راحت ہے، تم جس نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو ہو، کبھی غور کیا ہے ان کا لباس بالوں کا تھا، فرش زمین کا تھا اور چراغ چاند کا تھا، تم نے یہ عیش و عشرت کے سامان مہیا کیے۔ خدا کو اور خدا کے مذہب کو بھول گئے۔ خدا کے بیٹا بتانے لگے۔ حضرت عیسیٰ کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھنے لگے۔ حالانکہ خدا واحد ہے، یکتا ہے، اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں، اس کے کوئی بیٹا نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی تعریف حد بیان سے باہر ہے، وہ اپنے بندوں میں سب سے زیادہ اسے پسند کرتا ہے جو سب سے زیادہ اس کی عبادت کرتا ہے اور وہ سب سے زیادہ اس سے ناخوش ہوتا ہے جو اس کے ساتھ شرک کرتا ہے، اس کی خدائی میں کسی کو شریک سمجھتا ہے، ربوبیت خدا کی چادر ہے جو اس چادر کو اتارنے اور اوڑھنے کی کوشش کرے گا خدا اسے دنیا اور آخرت دونوں جگہ رسوا کرے گا۔"

ایک مترجم ان کی تقریر کا ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ ارسطولیس نے کہا۔ "تم حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو؟"

عمروؓ بن العاص:۔ ہم وہ کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے، یعنی حضرت عیسیٰ اللہ کی روح ہیں، بے باپ کے پیدا کیے گئے ہیں۔ خدا کے رسولؑ ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔"

ارسطولیس:۔ "تم اس بات کو تو مانتے ہو گے کہ حضرت عیسیٰ نے گہوارہ میں بات کی تھی، اسی سے انہیں تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ہے۔"

عمروؓ بن العاص:۔ "یہ بات اور بچوں کو بھی حاصل ہوئی ہے۔ بنی اسرائیل میں جریج شخص ایک بڑا عابد و زاہد تھا، وہ ایک اونچے صومعے میں عبادت کیا کرتا تھا، ایک فاحشہ عورت جو بہت زیادہ خوبصورت اور صاحب جمال تھی اس کی دینداری کی شہرت سن کر اسے بدکاری پر آمادہ کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ اسے جریج کے حاسدوں نے بھی ابھارا وہ جریج کے پاس گئی، اسے لبھانا چاہا مگر وہ اس کی طرف مطلق بھی متوجہ نہ ہوا۔ وہ وہاں سے چلی آئی اور ایک چرواہے سے جو جریج کے صومعہ کے نیچے رہتا تھا ہم بستر ہو کر حاملہ

Marfat.com

ہوئی، مدت حمل گزرنے پر اس کے لڑکا ہوا، اس نے مشہور کیا کہ یہ لڑکا جریج کا ہے، لوگ صومعہ پر چڑھ گئے اور جریج کو مارتے ہوئے نیچے کھینچ لائے۔ جریج نے کہا۔ ''کیوں تم میرے ساتھ زیادتی کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا۔ ''تو نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا، اس کی گود میں جو بچہ ہے وہ تیرا ہے۔'' جریج نے کہا ''تم ٹھہرو یہ بچہ خود بخود گواہی دے گا۔'' چنانچہ جریج نے نماز پڑھی اور دعا مانگی کہ یااللہ اس بچہ کو گویا کر دے، یہ بتادے کہ اس کا باپ کون ہے؟ اس نے لڑکے کے پیٹ میں انگلی گاڑ کر کہا۔ ''خدا کے حکم سے بول اور بتا کہ تو کس کا بیٹا ہے؟'' لڑکے نے کہا تمہارے صومعہ کے نیچے جو چرواہہ رہتا ہے وہ میرا باپ ہے۔'' بنی اسرائیل نے جریج کی بڑی عزت و تکریم کی، اس سے معافی چاہی اور اس کا صومعہ سونے چاندی کا بنانا چاہا جریج نے کہا۔ ''نہیں اسے مٹی ہی کا رہنے دو۔'' دوسرا قصہ ایک اور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان باتوں کی خبر دی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''بنی اسرائیل کی ایک عورت سرراہ بیٹھی اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی، ایک خوبصورت اور سجیلا سوار اس طرف سے نکلا، ماں نے اس سوار کو دیکھا کر کہا۔ ''اے اللہ میرے بچہ کو بھی ایسا ہی کرنا۔'' بچہ نے چھاتی چھوڑ کر کہا۔ ''اے اللہ مجھے ایسا نہ کرنا۔'' عورت کو حیرت ہوئی، کچھ دیر بعد لوگ ایک لڑکی کو مارتے ہوئے لائے۔ اس پر چوری اور زنا کا الزام تھا، ماں نے کہا۔ ''اے اللہ میرے بچہ کو ایسا نہ کرنا۔'' بچہ نے پھر چھاتی چھوڑ دی اور کہا۔ ''اے اللہ مجھے ایسا ہی کرنا۔'' ماں کو تعجب ہوا۔ اس نے کہا۔ ''میرے بیٹے ! تجھے اللہ نے گویا کیا ہے، بتا میری باتوں کے خلاف تو نے کیوں دعا مانگی، بچہ نے کہا ''اماں تم نہیں جانتی ہو، وہ مرد سفاک اور ظالم ہے اور یہ لڑکی بے گناہ اور معصوم ہے۔''

ارسطولیس:۔ ''تمہارے نبیؑ عربی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان بھی جانتے تھے۔''

عمروؓ:۔ ''نہیں۔ ان کی مادری زبان عربی تھی، وہ امی تھے۔ بغیر لکھے پڑھے چونکہ وہ عرب میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس لیے عربی زبان جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ ''ہم نے (جس قوم میں) رسول بھیجا، وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا۔''

ارسطولیس:۔ ''تمہارے نبیؑ کے علاوہ کیا اور بھی نبی عرب میں ہوئے ہیں؟''

عمروؓ:۔ ''بے شک کئی نبی ہوئے ہیں۔ ہودؑ، صالحؑ اور شعیبؑ۔

Marfat.com

عمروؓ بن العاص کو ارسطولیس اور اس کا وزیر اعظم گفتگو میں زچ کرنا چاہتے تھے چنانچہ وزیر اعظم نے جس کا نام قبطس تھا، جس کے معنے بحر العلوم کے ہیں۔ عمروؓ بن العاص سے پوچھا ''کیا تم ستاروں اور ان کی تاثیر سے واقف ہو؟'' حضرت عمروؓ بن العاص نے جواب دیا۔ ''میں ستاروں اور ان کی تاثیر سے واقف ہوں لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ ستاروں کی گردش اور ان کی تاثیر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلیں مقرر کی ہیں، جیسا کہ فرمایا اپنے کلام پاک قرآن مجید میں۔ ''اور ہم نے چاند کو اس کی منزلیں بانٹ دی ہیں۔'' یہ منزلیں علم نجوم سے تعلق رکھتی ہیں۔ بارہ منزلیں ہیں۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت، ستارے سات ہیں۔ زحل، مشتری، مریخ، قمر، شمس، زہرہ اور عطارد۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کر دیا ہے علم نجوم پر یقین کرنے کو۔ جو شخص ان ستاروں کی تاثیر اور علم نجوم کا قائل ہوا وہ ہماری ملت سے نکل گیا۔ اس لیے کہ ستاروں کی تاثیر پر یقین رکھنے والے خدا کے منکر ہو جاتے ہیں حالانکہ ستاروں اور ان کی تاثیر کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان ستاروں کے متعلق کچھ تھوڑا سا علم خدا نے اپنے بندوں کو بھی عطا کر دیا ہے چونکہ علم ناتمام ہے، اس لیے منجم حساب میں غلطی کر جاتے ہیں۔ اصل علم تو خدا ہی کے پاس ہے۔ اسی لیے ہمارے محترم نبیؐ نے فرمایا ہے۔ ''جو کاہن یا منجم کی بات کو سچ جانے پس اس نے انکار اور کفر کیا۔ اس چیز سے جسے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔'' ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ ''صبح کرتے ہیں بعض مومن اور کافر پس جس نے کہا کہ اللہ کی مہربانی سے ہم پانی دیئے گئے، یعنی بارش ہوئی، وہ ساتھ اللہ کے ایمان لایا اور اس نے ستاروں کی تاثیر سے انکار کیا اور جس نے کہا کہ فلاں ستارہ کی تاثیر سے بارش ہوئی، اس نے ستاروں کی تاثیر کی تصدیق کی اور ساتھ کفر کیا۔''

قبطس ان کا بیان سن کر اور ان کی فصاحت اور بلاغت دیکھ کر نہایت متعجب ہوا، اس نے قبطی زبان میں ارسطولیس سے کہا۔ ''یہ شخص عربوں کا سردار معلوم ہوتا ہے۔ بڑا ہوشیار، مدبر اور نڈر ہے، اگر آپ اسے گرفتار کرلیں تو مسلمان بھاگ جائیں۔'' عمروؓ بن العاص کا غلام وردان قبطی زبان جانتا تھا، اس نے اپنے آقا کو آگاہ کرنے کے لیے کہا۔ ''یا امیر! آپ اندیشہ نہ کریں، بادشاہ ارسطولیس بدعہدی نہ کرے گا۔ شاہان مصر قاصدوں کو گرفتار نہیں کیا کرتے۔'' حضرت عمروؓ بن العاص سمجھ گئے کہ ارسطولیس انہیں گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ وہ گھبرائے نہیں، البتہ انہوں نے تلوار کے قبضہ پر اس طرح

Marfat.com

ہاتھ رکھ لیا کہ ضرورت کے وقت فوراً اس سے کام لے سکیں، ارسطولیس نے کہا۔ ''تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟'' عمروؓ بن العاص نے کہا۔ ''ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، مسلمان ہونے سے تم ہمارے بھائی ہو جاؤ گے۔ ہم تمہارے ملک اور تمہاری دولت سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے۔ واپس چلے جائیں گے۔''

ارسطولیس نے گرج کر کہا۔ ''بہت سخت بات کہی تم نے، ہم ہرگز مسلمان ہونے والے نہیں، تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ ہم اہل مصر کثرت میں، قوت میں، دولت میں اور دبدبہ میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں، ہمارے پاس بے شمار لشکر ہیں، ہماری امداد کو نوبہ اور اسکندریہ سے لشکروں پر لشکر آنے والے ہیں، تم ان لشکروں کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔'' عمروؓ نے کہا۔ ''تم نہیں جانتے ہم وہ قوم ہیں جو دشمنوں کی کثرت سے نہیں ڈرتے، ہم نے جنت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیا ہے۔ لڑائی ہماری عین تمنا اور شہادت ہماری عین آرزو ہے، ہمیں اللہ کی مدد کا بھروسہ ہے، وہ ضرور ہمیں اپنی زمین کا مالک کرے گا، جیسا اس نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ''یعنی ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔''

ارسطولیس:۔ ''کچھ بھی ہو ہم اسلام قبول نہیں کر سکتے۔''

عمروؓ:۔ ''تب جزیہ دو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔''

ارسطولیس:۔ ''یہ بالکل ہی ناممکن ہے، ہم تمہارے محکوم بھی نہیں ہو سکتے۔''

عمروؓ:۔ ''بس تو تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔''

ارسطولیس:۔ ''اے برادر عربی! میرے خیال میں تمہارے لشکر میں کوئی اور شخص تم سے زیادہ علم دان، لسان، تیز زبان، تمام علموں سے واقف، دلیر، نڈر، بے باک اور مستقل مزاج نہیں ہے۔''

''عمروؓ:۔ ''تمہارا گمان درست نہیں ہے، اس لشکر میں ایسے لوگ ہیں جن کے سامنے میں بالکل گونگا ہوں، اگر تم ان سے باتیں کرو تو جانو کہ ان کے سامنے میری کوئی بھی حقیقت نہیں ہے، اگر تم دیکھنا چاہو تو میں کم سے کم دس آدمی ایسے لیکر آؤں جن سے گفتگو کر کے تم اور تمہارے درباری حیران رہ جاؤں گے۔''

ارسطولیس نے قبطی زبان میں اپنے وزیر اعظم قبطس سے کہا۔ ''یہ بہتر ہوگا کہ دس آدمیوں کے آنے پر سب کو گرفتار کر لیا جائے۔'' پھر عمروؓ سے بولا۔ ''اچھا تم انہیں اپنے

Marfat.com

ساتھ لے آؤ۔" عمرؓو بن العاص وہاں سے چل کر اپنے لشکر میں آئے۔ مسلمانوں نے انہیں مبارکباد دی۔ انہوں نے مسلمانوں سے کہا۔" ارسطولیس کم سمجھ اور ناتجربہ کار ہے، وہ ضرور لڑے گا۔"

دوسرے روز قبطی ایلچی آیا، اس نے کہا۔" ہمارا بادشاہ منتظر ہے دس آدمیوں کا جیسا تمہارا قاصد کل وعدہ کر کے آیا ہے۔" عمرؓو بن العاص نے کہا۔" برا کرے اللہ تیرا اور تیرے آقا کا، کل تیرے مالک نے اسلامی قاصد کو طلب کیا، میں گیا، اس نے اپنے وزیر اعظم کے کہنے پر مجھے گرفتار کرنا چاہا، اب بتا تجھے ہمارے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔" قاصد کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ کانپنے لگا۔ عمرؓو بن العاص نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔" ہم مسلمان ہیں، بدعہدی نہیں کیا کرتے، جا تو اپنے آقا کے پاس لوٹ جا اور اس سے کہہ دے کہ میں اس کے فریب سے واقف ہو گیا ہوں۔" قاصد نے واپس آ کر ارسطولیس کو اطلاع دی۔ اس کے وزیر نے کہا۔" کچھ اندیشہ نہ کرو۔ مجھے معلوم ہے جمعہ کے روز مسلمان خاص طور پر عبادت کرتے ہیں، اس روز ان پر نماز کی حالت میں حملہ کیا جائے۔" یہ بات قرار پا گئی۔

شوق نماز:۔ ارسطولیس نے اپنے چچازاد بھائی ماسیوس کو جو سپہ سالار بھی تھا، چار ہزار فوج دے کر کمین گاہ میں ناحیہ حرا سے ٹیلہ نور تک چھپا دیا، جب مسلمان جمعہ کی نماز میں مشغول ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا، عید کے چار یا پانچ دن باقی تھے، مسلمانوں کو معلوم نہیں تھا کہ رات کو قبطیوں نے اپنا لشکر کمین گاہ میں چھپا دیا ہے، پہلی رکعت پڑھ کر جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو ماسیوس اپنے چار ہزار آدمی لیکر مسلمانوں پر آ ٹوٹا مسلمان دوسری رکعت ختم کر کے سجدہ میں جا چکے تھے۔ قبطیوں نے آتے ہی مار دھاڑ شروع کر دی، سب سے پچھلی صف پر انہوں نے حملہ کیا، مسلمان برابر نماز میں مشغول رہے قتل ہو رہے تھے لیکن نیت نہ توڑتے تھے، نماز کی حالت میں شہید ہونے سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہو سکتی تھی۔

اتفاق سے یوقنامہ اپنے چار ہزار سواروں کے آ گئے وہ رسد لینے گئے تھے۔ انہوں نے آتے ہی قبطیوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی اس عرصہ میں مسلمان نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے، وہ ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور تلواریں سونت کر دشمنوں پر جا پڑے انہیں جوش تھا، غصہ تھا، پرزور حملے کر کے تھوڑی ہی دیر میں تمام قبطیوں کو مار ڈالا، چار

Marfat.com

ہزار میں سے ایک کو بھی واپس نہ جانے دیا، ماسیوس بھی مارا گیا۔ ارسطولیس کو اپنے چچا زاد بھائی کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا، مسلمان چار سو چھتیس شہید ہوئے۔

مصر کی فتح :۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کو اس واقع سے اطلاع دی اور مدد طلب کی۔ امیر المومنین نے لکھا کہ ''تعجب ہے تم نے دشمنوں سے دھوکہ کھایا، کیوں تم نے مسلمانوں کی حفاظت کا انتظام نہیں کر لیا تھا۔ یاد رکھو قیامت کے روز ہر راعی اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مجھے خوف ہے تم سے اس کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ تمہاری مدد کے لیے دس ہزار فوج چار افسروں کی ماتحتی میں جن میں سے ہر ایک ایک ہزار کے برابر ہے بھیجے جاتے ہیں۔ ان افسروں میں زبیرؓ بن العوام، عبادہؓ بن الصامت، مقدادؓ بن عمر اور سلمہؓ بن مخلد تھے۔

اس لشکر کے پہنچتے ہی حضرت عمروؓ بن العاص نے نہایت شدت سے حملہ کر دیا، کئی معرکے ہوئے، مسلمان بڑی جانبازی سے لڑے لیکن عیسائیوں نے انہیں درواں تک نہ پہنچنے دیا۔ آخر ایک روز نہایت شدت سے مسلمانوں نے حملہ کیا اور نعرہ تکبیر بلند کرتے شہر کے اندر گھس گئے۔ عیسائی گھبرا گئے۔ ارسطولیس بھاگ گیا، شہر فتح ہو گیا، اس فتح میں ارسطولیس کے چچا یعنی مقوقس کے بھائی ارجاوس نے بھی کافی حصہ لیا۔

قبطیوں کی توہم پرستی :۔ حضرت عمروؓ بن العاص شہر سے باہر خیمہ زن تھے کہ قبطی رئیس جمع ہو کر ان کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ''دریائے نیل خشک ہوتا جاتا ہے، اگر اس کی بھینٹ نہ دی گئی تو خوف ہے کہ دریا بالکل خشک ہو جائے گا اور تمام ملک میں قحط پڑ جائے گا۔'' عمروؓ بن العاص نے دریافت کیا کہ بھینٹ کیا دی جاتی ہے؟'' انہوں نے کہا۔ ''یہ دستور ہے کہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ لڑکی کو آراستہ و پیراستہ کر کے دریا میں ڈال دیا جاتا ہے ہر سال ایسا کیا جاتا ہے۔ اس سے سال بھر تک دریائے نیل نہایت زور و شور سے رواں رہتا ہے۔'' عمروؓ بن العاص نے کہا۔ ''ہم مسلمان ان توہمات کو نہیں مانتے، اگر ہم تمہیں اس کی اجازت دے بھی دیں تو ہمارے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم ہم سے سخت باز پرس کریں اور سزا دیں، میں انہیں اس کے متعلق لکھتا ہوں اور تمہیں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ خبردار ہرگز دریا کو لڑکی کی بھینٹ نہ دینا ورنہ تم بھی آفت میں پڑ جاؤ گے، خلیفہ تمہیں بھی سزا دیئے بغیر نہ رہیں

Marfat.com

گے۔"

حضرت عمروؓ بن العاص نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو شہر مصر فتح کی خوشخبری اور لڑکی کو دریائے نیل میں ڈالے جانے کا حال لکھا۔ ساتھ ہی مال غنیمت کا خمس بھی پہنچا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب میں لکھا کہ "اب تم اسکندریہ کی طرف بڑھو اور میرا خط دریائے نیل میں ڈال دو، کسی لڑکی کو قربانی دینا بڑی بے رحمی کی بات ہے۔ اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے، یہ ہرگز نہیں کیا جا سکتا، نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔"

حضرت عمروؓ بن العاص نے وہ خط کھول کر پڑھا جو دریائے نیل کے نام تھا، اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ امیر المومنین عمرؓ کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔ "بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہوا کہ تو مخلوق ہے اور ایسا مخلوق جو نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے، اگر تو اپنی قوت اور طاقت سے رواں رہتا ہے تو ہرگز رواں نہ ہو، ہمیں تجھ سے کچھ مطلب نہیں ہے اور اگر تو اللہ غالب کے حکم اور اس کی قوت اور طاقت سے بہتا ہے تو جاری ہو جا، جیسا کہ جاری ہوا کرتا ہے۔ والسلام یعنی اور سلامتی ہو تجھ پر۔"

دریائے نیل میں خشکی بڑھتی جاتی تھی، لوگوں کو قحط کا یقین ہو گیا تھا۔ عمروؓ بن العاص نے صحابہ کرامؓ اور چند قبطی رئیسوں کو ساتھ لے جا کر دریائے نیل کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے دریا! امیر المومنین کا خط تیرے حوالہ کیا جاتا ہے، یہ اس بزرگ ہستی کا خط ہے جس سے سوائے نیکی کے کبھی برائی ظاہر نہیں ہوئی، جس سے شیطان ڈرتا اور کانپتا ہے، جسے خدا نے برگزیدہ کیا ہے۔" انہوں نے خط دریا میں ڈال دیا، چند ہی گھنٹے بعد دریا میں طغیانی آ گئی۔ موجیں تھپیڑیں مارنے لگیں، قبطی اور رومی یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ بہت سے آدمی یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

بے مثل رحم دلی:۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے اسکندریہ کی طرف روانگی کی تیاری شروع کر دی جب خود ان کا خیمہ اکھاڑہ جانے لگا تو دیکھا کہ ایک کبوتر نے گھونسلا بنا لیا ہے، حضرت عمروؓ کی نظر پڑ گئی۔ انہوں نے حکم دیا کہ "اس خیمہ کو یوں ہی کھڑا رہنے دو، کبوتر ہمارا مہمان ہے، مہمان کو تکلیف نہ ہونے پائے۔" عرب مہمانوں کی بڑی مدارات کرتے تھے۔ چنانچہ خیمہ کھڑا رہنے دیا گیا تھا، ایک شہر آباد کیا، چونکہ عربی میں خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں اس لیے اس شہر کا نام فسطاط رکھا گیا۔

Marfat.com

اسکندریہ کی فتح!:۔ عمروؓ بن العاص نے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا، راستہ میں جس بستی والوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا، انہیں شکست ہوئی، آخر مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ رومیوں اور قبطیوں نے مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا، کئی معرکے ہوئے، ایک روز عیسائی بڑے کروفر اور زور و شور سے میدان میں نکلے۔ مسلمان بھی صف بستہ ہو گئے۔ لڑائی شروع ہوگئی، تلواریں اور تیزی سے چلنے لگے۔ سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ ہاتھ اچھلنے لگے۔ خون کے دریا بہہ نکلے۔ لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں، رومیوں نے اپنے سپاہیوں کو پیچھے ہٹایا اور صفیں از سر نو مرتب کیں۔ مسلمان بھی پھر سے صف بستہ ہوئے۔ عیسائی صفوں میں سے ایک گرانڈیل رومی نکل کر آیا۔ اس نے ازراہ تکبر کہا۔ ''جسے بہادری کا دعویٰ ہو میرے مقابلہ میں نکلے۔ مسلمہؓ بن خالد اس کے مقابلہ میں نکلے۔ یہ نہایت بزرگ اور بڑے بہادر تھے، رومی نے جھپٹ کر انہیں پکڑا اور گھوڑے سے زمین پر دے پٹکا، وہ جھک کر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ ایک اور مجاہد نے گھوڑا دوڑا کر انہیں بچایا۔ عمروؓ بن العاص کو اس بات پر اس قدر غصہ آیا کہ انہوں نے مسلمہؓ کے رتبہ کا بھی خیال نہ کیا بے ساختہ کہنے لگے۔ ''زنخوں کو میدان میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔'' مسلمہؓ کو ناگوار تو بہت گزرا مگر ضبط کیا۔

اب پھر لڑائی زور شور سے شروع ہوگئی۔ سر و تن کے فیصلے ہونے لگے۔ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ خون کے پرنالے بہہ گئے۔ مسلمانوں نے دل توڑ کر حملہ کیا اور عیسائیوں کو مارتے، کاٹتے، دباتے قلعہ کے اندر گھس گئے۔ عیسائیوں نے قلعہ کے صحن میں جم کر اس سختی سے مقابلہ اور حملہ کیا کہ مسلمانوں کو قلعہ میں سے نکلنا پڑا، اتفاق سے حضرت عمروؓ بن العاص اور مسلمہؓ بن خالد یہ دو شخص اندر رہ گئے عیسائیوں نے قلعہ کے پھاٹک بند کر لیے۔ ان دونوں نے مرنے مارنے کا ارادہ کر لیا۔ عیسائیوں نے ان سے کہا کہ ''ہمارے ایک آدمی کے مقابلہ میں تمہارا ایک آدمی نکلے، اگر تمہارا آدمی مارا گیا تو تم ہتھیار ڈال دینا۔ ہمارا آدمی مارا گیا تو ہم تمہیں قلعہ سے نکل جانے دیں گے۔ عمروؓ بن العاص نے اس بات کو مان لیا۔ عیسائی میدان میں نکل کر آیا۔ عمروؓ بن العاص اس کے مقابلہ کے لیے مسلمہؓ نے انہیں روک کر کہا۔ ''آپ امیر ہیں، اگر خدانخواستہ آپ کو ضرر پہنچا تو مسلمانوں کو نقصان پہنچ جانے کا احتمال ہے، مجھے اجازت دیجیے۔''

حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں اجازت دی، وہ رومی کے مقابلہ میں پہنچے، دونوں

Marfat.com

نہایت ہنرمندی سے لڑنے لگے، آخر مسلمہؓ نے رومی کو مار ڈالا۔ رومیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان دونوں میں مسلمانوں کے امیر بھی ہیں۔ ورنہ وہ ضرور بدعہدی کرتے، انہوں نے ان دونوں کو قلعہ سے نکل جانے دیا۔ عمروؓ بن العاص نے اپنی پہلی گستاخی کی معافی مانگی۔ مسلمہؓ نے صاف دل سے معاف کر دیا۔ یہ تھے مسلمان جو اپنی غلطی پر نادم ہو جاتے تھے معافی مانگ لیتے تھے اور معاف کر دیتے تھے، سوچیں اس زمانہ کے مسلمان کیا ان میں بھی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سی باتیں ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو مسلمان بنیں اور وہی باتیں اختیار کریں۔

اسکندریہ کی فتح:۔ جب اسکندریہ کے محاصرہ نے طول کھینچا تو امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کا عتاب نامہ صادر ہوا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ کیا تم بھی مصر میں جا کر عیش پسند ہو گئے ہو۔ اگر نہیں تو اسکندریہ کی فتح میں اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے، جب میرا خط پہنچے تو تمام لشکر کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دو اور اسی روز دشمن پر زبردست حملہ کرو۔" عمروؓ بن العاص نے خلیفہ کا خط مسلمانوں کو سنایا اور جہاد پر خطبہ دیا، مسلمانوں کے دلوں میں جوش کا طوفان موجزن ہو گیا۔ انہوں نے اسی روز حملہ کیا، اگرچہ عیسائیوں نے مدافعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن وہ مسلمانوں کے سیلاب کو کچھ نہ روک سکے، مسلمان قلعہ کے اندر گھس گئے اور بہت کچھ خونریزی کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ عمروؓ بن العاص نے اسی وقت معاویہؓ بن خدیج کو فتح کی خوشخبری کے ساتھ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں بھیجا۔ وہ دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، ٹھیک دوپہر کے وقت وہ مدینہ میں داخل ہوئے، وہ بارگاہ خلافت میں اس خیال سے نہیں گئے کہ امیر المومنین آرام کر رہے ہوں گے، مسجد نبویؐ کی طرف چلے۔ راستہ میں انہیں حضرت عمر فاروقؓ کی کنیز ملی۔ ان کی مسافرانہ حالت دیکھ کر اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟" حضرت معاویہؓ بن خدیج نے کہا۔ "میں معاویہ ہوں۔ اسکندریہ سے آ رہا ہوں۔" اس نے اسی وقت امیر المومنینؓ کو جا کر خبر کی اور فوراً ہی واپس آ کر بولی۔ "چلیے آپ کو امیر المومنینؓ بلاتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ چلے، حضرت عمر فاروقؓ کو اتنا انتظار بھی شاق گزرا وہ خود چلنے کے لیے تیار ہوئے۔ چادر سنبھال رہے تھے کہ معاویہ پہنچ گئے اور اسکندریہ کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ حضرت عمرؓ نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر کنیز سے کہا "مہمان کے لیے کچھ ہو تو لاؤ۔"

Marfat.com

کنیز نے روٹی اور روغن زیتون لا کر سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ ''عزیز! تم سیدھے میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے۔'' معاویہؓ نے عرض کیا۔ ''میں نے یہ خیال کیا کہ یہ آرام کا وقت ہے، شاید آپ آرام فرما رہے ہوں۔'' آپ نے فرمایا۔ ''تمہیں میرے متعلق یہ خیال کیسے ہوا۔ اگر عمرؓ دن میں سوئے گا تو خلافت کا بار کون اٹھائے گا۔''

اسکندریہ کی فتح سے مصر کی فتح کی تکمیل ہوگئی۔ مسلمانوں کے ہاتھ بے شمار قیدی آئے تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے امیر المومنینؓ سے قیدیوں کے متعلق دریافت کیا۔ دربار خلافت سے حکم صادر ہوا کہ ''ان کے سامنے اسلام پیش کرو جو لوگ مسلمان ہو جائیں، انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور جو مسلمان نہ ہوں ان سے جزیہ لو۔''

عمروؓ بن العاص نے تمام قیدیوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں تھے، طلب کیا، عیسائی سرداروں اور معزز لوگوں کو بھی بلایا۔ صحابہ کرامؓ کو بھی جمع کیا۔ ایک طرف مسلمان بیٹھ گئے اور دوسری طرف عیسائی، بیچ میں قیدی کھڑے کیے گئے، سب کے سامنے فرمان خلافت پڑھا گیا، جو عیسائی مسلمانوں سے مانوس ہو گئے تھے اور اسلام کے احکام سے آشنا ہو چکے تھے، وہ مسلمان ہونے لگے، جب کوئی شخص مسلمان ہوتا تو مسلمان خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے، خوشی سے جھومنے لگتے اور بچھ بچھ جاتے اور جب کوئی شخص عیسائیت کا اقرار کرتا تو عیسائی شور مچا دیتے، مسلمان اس قدر غمزدہ ہو جاتے کہ بعض کے آنسو نکل پڑتے۔ یہ غم اس افسوس کی وجہ سے تھا کہ وہ اسلام کے مقابلے میں کفر اختیار کر رہے تھے، خدا سے دور ہوتے جاتے تھے، جنت کو چھوڑ رہے تھے جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے جزیہ ادا کیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت عیاضؓ بن غنم

عیاضؓ بن غنم اشعری نہایت دیندار، پرہیزگار، عبادت گزار، دلیر، جری بہادر اور مدبر تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں سرزمین ربیعہ اور دیار بکر پر جس میں آرمینیہ بھی شامل تھے۔ لشکر کشی کا حکم دیا، اس نواح میں ممالک شام اور مصر سے رومی عیسائی بھاگ کر آئے تھے اور وہ وہاں کے عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگے تھے۔ آٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ وہ روانہ ہوئے، اس لشکر میں دو ہزار صحابی تھے، ان میں خالدؓ بن الولید، نعمانؓ بن منذر اور ضرارؓ بن الازور وغیرہ بھی تھے۔

عیاضؓ بن غنم بڑھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے قرقیسا، ماکسین اور شمسانیہ فتح کرا دیئے۔ اب وہ قلعہ ماردین کی طرف بڑھے، راہ میں ایک بادشاہ شہریاض کی مملکت تھی، شہریاض نے جب سنا کہ مسلمانوں نے اس کی طرف رخ کیا ہے تو وہ بہت متفکر اور پریشان ہوا، اس نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا۔ توتا نامی ایک رئیس نے اس سے کہا۔ ''بہتر یہ ہے کہ آپ ارسوس والی قلعہ ماردین کو بھی اپنی مدد پر آمادہ کر لیں، وہ بہادر بھی ہے اور اس کے پاس بے شمار لشکر بھی ہے، دو طاقتیں مل کر مسلمانوں کو ضرور زیر کر لیں گی۔''

شہریاض نے دریافت کیا۔ ''ارسوس کو اپنا مددگار بنانے کی صورت کیا ہے؟''

توتا نے کہا۔ ''ارسوس کی بیٹی ماریہ سے آپ اپنے بیٹے عمود کی شادی کر لیں۔''

شہریاض:۔ ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ارسوس اور اس کی بیٹی ماریہ دونوں بڑے مغرور اور متکبر ہیں، وہ کسی کو اپنے برابر سمجھتے ہی نہیں، اکثر بادشاہوں اور شہزادوں نے ماریہ کی خواستگاری کی، لیکن انہیں انکار ہو گیا۔''

توتا:۔ ''میں سب کچھ جانتا ہوں جن لوگوں نے ماریہ کی خواستگاری کی، وہ رتبہ اور درجہ میں اس سے کم تھے۔ آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ کا پیغام پہنچتے ہی وہ ضرور قبول کر لے گا۔''

شہریاض:۔ ''اگر تمہیں اس کا اطمینان ہے تو تم ہی اس کا انتظام کرو، قاصد بن کر

Marfat.com

جاؤ۔ ہماری طرف سے ارسوس کو پیغام دو۔‘‘

’’مجھے منظور ہے۔‘‘ توتا نے کہا اور ارسوس کے پاس پہنچا، ارسوس وہ شخص تھا، جس نے ملک آرمینیہ میں اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی، یہ شخص بڑا بہادر اور دلیر تھا، اس کا پیشہ ڈاکہ زنی تھا وہ بلاد روم میں ڈاکہ زنی اور غارت گری کیا کرتا تھا، اس نواح کے لوگ اس سے بیزار اور خائف رہتے تھے۔ لوگوں نے عاجز ہو کر ہرقل اعظم سے فریاد کی، رومی شہنشاہ نے ارسوس کو ہدایت کی کہ وہ کسی مقام پر اپنے لیے قلعہ بنا لے۔ وہ آرمینیہ میں آیا، اس نے ایک خوش سواد مقام دیکھ کر وہاں قلعہ بنایا، اس جگہ اہل فارس کا ایک آتش خانہ تھا، اس آتش خانہ کا مغ یعنی مجوسی پیشوا ایک شخص دین نامی تھا۔ اس کی بڑی شہرت تھی، لوگ اس کی زیارت کے لیے دور دور سے آتے تھے۔ تحفے اور نذرانے لاتے تھے۔ آتش خانہ میں بے شمار زر و جواہر اور دولت جمع ہو گئی تھی۔ ارسوس نے دھوکہ سے دین کو قتل کر کے تمام دولت پر قبضہ کر لیا اور ایک عالی شان قلعہ تعمیر کرایا۔

ارسوس کی ایک بیٹی ماریہ تھی، نہایت حسین خوبصورت، پری جمال اور حور ادا تھی، اس نے بھی اپنے باپ کے قلعہ کے سامنے اپنے لیے ایک قلعہ تعمیر کرایا، وہ بہادر بھی تھی اور مغرور بھی، وہ اس نواح کے حکمرانوں کو حسب و نسب میں اپنے سے کمتر سمجھتی تھی، اسی لیے اس نے کسی سے اپنی شادی نہیں کی تھی، حالانکہ اس کی عمر تیس سال سے بھی زیادہ ہو گئی تھی، مگر وہ دیکھنے میں سترہ اٹھارہ سال سے زیادہ کی نہ معلوم ہوتی تھی توتا نے ملک شہریاض کے بیٹے عمود کا پیغام ارسوس کو دیا۔ ارسوس نے چار شرطوں کے ساتھ منظور کر لیا۔ ایک یہ کہ ایک لاکھ دینار ادا کرے، دوسری یہ کہ بارعیہ کا قلعہ دے، تیسری یہ کہ جملین کا قلعہ ماریہ کو دے دے، چوتھی یہ کہ بیس مسلمان امیروں کو گرفتار کر کے عقد کے روز قربانی کے لیے پیش کرے، توتا نے یہ چاروں باتیں منظور کر لیں۔ ماریہ بھی راضی ہو گئی۔ توتا نے واپس آ کر شہریاض سے ارسوس کی شرطیں بیان کیں۔ اس نے بھی منظور کر لیں، ایک لاکھ دینار تو اسی وقت بھیج دیئے گئے اور بارعیہ اور جملین کے قلعے اور بیس مسلمان عقد کے وقت دینے کا وعدہ کر لیا۔

اب شہریاض نے اپنے بیٹے عمود کو بلا کر تمام باتیں اس سے کہیں، اور اسے بیس مسلمانوں کو گرفتار کر لانے کی ترغیب دی، چنانچہ عمود، توتا اور حران کے حاکم روبس کو ساتھ لیکر بیس ہزار کی جمعیت سے عیاض بن غنم کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت عیاض بھی

Marfat.com

اس کی یورش کی اطلاع ہو گئی، انہوں نے حضرت خالدؓ کو دو ہزار مجاہدین کے ساتھ اس کے مقابلہ کو روانہ کیا، ان کی کمک پر عبداللہؓ بن غسان کو بھیجا۔

حضرت خالدؓ نے عمود کے بیس ہزار لشکر پر شب خون مارا، عیسائی اس وقت بیدار اور ہوشیار ہوئے، جب ان کی کافی تعداد قتل ہو چکی۔ حضرت خالدؓ نے رودس کو اور عبداللہؓ بن غسان نے عمود کو گرفتار کر لیا تو تا بھی قید کر لیا گیا، عیسائی بھاگ نکلے، مسلمان چند ہی شہید ہوئے، عیسائی ایک ہزار سات سو چھیاسٹھ مارے گئے، مسلمانوں کے ہاتھ بہت کچھ مال غنیمت بھی آیا۔ حضرت خالدؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو لیکر حضرت عیاضؓ کے پاس آ گئے۔

ماریہ کا اضطراب:۔ ارسوں کو جب معلوم ہوا کہ عمود گرفتار ہو گیا ہے تو اسے بڑا رنج ہوا، اس نے اپنی بیٹی ماریہ سے کہا۔ ''قرۃ العین! یہ برا ہوا کہ عمود کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا، جب یہ خبر مشہور ہو گئی تو لوگ کہیں گے کہ ماریہ کی نحوست نے اسے گرفتار کرایا۔ شادی اسے راس نہ آئی۔'' ماریہ کو بڑا اضطراب ہوا۔ اس نے کہا۔ ''اے باپ! میں عربوں کے ساتھ مکر و فریب کروں گی اور عمود کو چھڑا کر لاؤں گی۔''

ارسوں بولا۔ ''میری بھولی بیٹی عرب بڑے دانشمند ہوتے ہیں، وہ مکر و فریب کو فوراً سمجھ جاتے ہیں تو انہیں دھوکہ نہیں دے سکتی۔''

ماریہ:۔ ''آپ اطمینان رکھیں میں ضرور انہیں دھوکہ دے سکوں گی، میں نے یہ حیلہ تجویز کیا ہے کہ چند غلاموں اور کنیزوں کو ساتھ لیکر مسلمانوں کے امیر کے پاس جاؤں گی اور اس سے کہوں گی کہ ایک بزرگ نے مجھے خواب میں مسلمان کیا ہے، میں اس لیے تمہارے پاس آئی ہوں کہ اپنے باپ کے قلعہ پر تمہیں قابض کرا دوں۔ تم سو بہادر اور معزز مسلمانوں کو میرے ساتھ کر دو۔ یقین ہے کہ وہ سو مسلمان میرے ساتھ کر دیں گے، یہاں لا کر میں انہیں قید کر دوں گی اور مسلمانوں کے امیر سے مطالبہ کروں گی کہ اگر وہ میرے شوہر کو چھوڑ دیں تو میں مسلمانوں کو رہا کر دوں۔

ارسوں:۔ ''اگر تیری یہ مرضی ہے تو کر جو تو نے سوچا ہے۔''

ماریہ چند کنیزوں، غلاموں اور خادموں کو ساتھ لے کر چلی، اس نے اونٹوں پر تحائف لاد لیے۔ ابھی وہ اپنے قلعہ سے تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ اس نے اپنے باپ کے ایک فوجی دستہ کو دیکھا، یہ دستہ چالیس مسلمانوں کو قید کر کے لا یا تھا، ان میں عبداللہؓ بن

Marfat.com

غسان بھی تھے۔ یہ مسلمان رسد فراہم کرنے آئے تھے، ان پر ارسوس کے فوجی اچانک جا پڑے، اور انہیں گرفتار کرلائے، ماریہ نے قیدیوں کے محافظوں سے کہا کہ انہیں میرے قلعہ میں لے جا کر قید کر دو۔ واپس آنے پر میں ان کے متعلق حکم دوں گی۔" لوگ قیدیوں کو لے گئے، بعض تاریخوں میں ہے کہ شہر باض کے آدمی ان مسلمانوں کو گرفتار کر کے لائے تھے اور شہر باغ نے ماریہ کے پاس بھیجا اور میتا راہب بھی ان کے ساتھ آیا تھا۔

ماریہ رات کے وقت اسلامی لشکر میں پہنچی۔ سہیلؓ بن عدی ایک دستہ کے ساتھ لشکر کے گرد گشت کر رہے تھے۔ سہیلؓ ماریہ کے پاس آئے۔ پوچھا: "تو کون ہے؟ کہاں جانا چاہتی ہے۔؟" ماریہ نے جواب دیا۔ "میں آرمینیہ کے بادشاہ ارسوس کی بیٹی ماریہ ہوں۔ تمہارے امیر کے پاس جانا چاہتی ہوں۔" سہیلؓ اسے لے کر امیر کے پاس آئے۔ ماریہ کو خیال تھا کہ امیر عیاضؓ بن غنم بڑی شان و شوکت سے رہتے ہوں گے لیکن جب اس نے ان کے خیمہ پر آ کر دیکھا تو معمولی کمبلوں کا فرش تھا اور عیاضؓ عام مسلمانوں کے سے کپڑے پہنے تھے، اسے بڑا تعجب ہوا کہ سردار اور سپاہی ایک ہی سا لباس پہنے ہیں۔ ماریہ نے عیاضؓ کو سجدہ کرنا چاہا، انہوں نے روکا اور کہا سجدہ صرف خدا کو سزاوار ہے اور کسی کو نہیں۔"

ماریہ کا راز:۔ ماریہ عربی جانتی تھی، وہ بیٹھ گئی۔ عیاضؓ نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ اور میرے پاس کس لیے آئی ہو؟" ماریہ نے کہا۔ "میں آرمینیہ کے بادشاہ ارسوس کی بیٹی ماریہ ہوں، تم نے میرے شوہر عمود کو گرفتار کر لیا ہے، مجھے اس سے بڑی محبت ہے، میں اس کی گرفتاری کی خبر سن کر بے چین ہوگئی، میں نے رات کو خواب میں حضرت مسیحؑ کو دیکھا انہوں نے فرمایا تو مسلمان ہو جا اب وہی دین سچا ہے۔ تیرا شوہر مسلمان ہونے سے تجھے ملے گا چنانچہ میں مسلمان ہونے کے لیے آئی ہوں۔"

حضرت عیاضؓ مسکرائے، انہوں نے کہا۔ "ماریہ! تو ہمیں دھوکہ دینے آئی ہے۔ یہ نہیں جانتی کہ ہم مکر و فریب کو سمجھ لیتے ہیں اور عمود تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے۔"

ماریہ سخت متعجب ہوئی۔ اس نے کہا۔ "میرا بیٹا۔"

عیاضؓ:۔ "ہاں تیرا بیٹا ہے، کیا تو فرما راہب کو بھول گئی۔"

ماریہ سخت نادم ہوئی، شرم و حیا سے دوہری ہوگئی، اس نے کہا۔ "آپ کو یہ بات کیسے

Marfat.com

معلوم ہوئی۔"

امیر عیاضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خواب میں بتایا ہے۔" ماریہ سوچنے لگی، اس کی نگاہوں کے سامنے اس کی زندگی کا ایک رنگین زمانہ پھر گیا، ہوا یہ تھا کہ ماریہ نے جب اپنا قلعہ تعمیر کر لیا تو اس نے دیکھا کہ پہاڑ کے قریب ایک دیر ہے اس دیر میں ایک راہب رہتا تھا وہ نوعمر بڑا خوش رو تھا ماریہ اسے دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اس راہب کا نام فرما تھا، وہ بھی ماریہ پر عاشق ہو گیا۔ دونوں گناہوں کی دنیا میں ڈوب گئے، ماریہ حاملہ ہو گئی، اس نے ایک بیٹا جنا ماریہ کو فکر ہوا کہ اگر اس کے باپ کو یہ بات معلوم ہو گئی تو وہ بچہ اور ماں یعنی ماریہ دونوں کو قتل کرا دے گا، چنانچہ اس نے بچہ کو ایک خوشنما گہوارہ میں رکھا، اس کے ساتھ لعل و جواہر رکھ دیئے اور اس پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص اس بچہ کو پائے یہ دولت اس کی پرورش پر خرچ کرے، اس نے گہوارہ معہ بچہ کے دایہ کو دیا۔ دایہ اسے رات کو لے کر چلی اور ایک پتھر کے ستون پر رکھ آئی۔ اتفاق سے صبح کو ادھر سے توتا کا گزر ہوا جو ملک شہر باض کا مصاحب اور رئیس تھا، وہ اس بچہ کو لے آیا اور شہر باض کو دکھایا، شہر باض نے اس بچہ کو لے لیا، اس کے اولاد نہیں تھی، اس نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ اس کا نام اس وجہ سے عمود رکھا کہ وہ ایک ستون پر سے پایا گیا تھا، ماریہ نے اس کی دو نشانیاں اپنے ذہن نشین کر لی تھیں ایک تو اس کے رخسار پر ناخن کے برابر تل تھا، دوسرا اس کا ایک کان بڑا تھا، ماریہ نے کہا۔ "اگر عمود واقعی میرا لڑکا ہے تو اسے دکھایئے شاید میں پہچان لوں۔"

صبح کے وقت امیر عیاضؓ نے عمود کو طلب کر کے ماریہ کو دکھایا، ماریہ نے دونوں نشانیاں دیکھ کر شناخت کر لیا۔ وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی عمود کو جب معلوم ہوا کہ وہ ماریہ کا بیٹا ہے تو وہ بھی رونے لگا ماریہ کو اپنے بیٹے سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ وہ حضرت عیاضؓ سے اس وجہ سے بہت خوش ہوئی کہ اگرچہ اس کا عمود کے ساتھ جو اس کا بیٹا تھا، نکاح ہو گیا تھا مگر رخصتی نہ ہونے پائی تھی کہ راز کھل گیا اور وہ اپنے بیٹے کی بیوی بننے سے بچ گئی وہ مسلمان ہو گئی، عمود بھی مسلمان ہو گیا۔

ماریہ نے کہا۔ "اے امیر! جس وقت میں یہاں آ رہی تھی تو مسلمان قیدی مجھے راستہ میں ملے تھے جنہیں میں اپنے قلعہ میں بھیج آئی ہوں، اگر تم مجھے اجازت دو تو میں جا کر انہیں رہا کروں۔ اور ان کا قلعہ پر قبضہ کرا دوں۔" حضرت عیاضؓ نے کہا۔ "تم آزاد اور خود مختار ہو، جہاں چاہو جاؤ اور جو چاہو کرو۔" ماریہ اسی وقت روانہ ہو گئی، عمود کو وہیں

Marfat.com

چھوڑ گئی۔

میتا راہب:۔ میتا زبردست عیسائی عالم تھا، وہ توریت، انجیل اور زبور پڑھا ہوا تھا۔ اس نے مقام میدی امراۃ میں ایک صومعہ بنایا تھا، یہ صومعہ پتھر کے نہایت لمبے ستونوں پر ایک مسطح چھت پر واقع تھا، اس پر قبہ بنا تھا، وہ ریشمی سیڑھی سے اس پر چڑھتا تھا اور چونکہ وہ اپنی قوم کو اپنے پاس نہ آنے دیتا تھا۔ اس لیے اوپر چڑھتے ہی ریشمی سیڑھی کھینچ لیتا تھا، اس کی عبادت و ریاضت کا چرچا دور دور تک پھیل گیا تھا، جب لشکر اسلام اس نواح میں پہنچا تو دور نزدیک کے لوگ جمع ہو کر صومعہ کے گرد پھیل گئے اور راہب کو پکارا، میتا راہب اوپر سے جھانکنے لگا۔ اس نے کہا۔ ''تم کیوں میری عبادت میں مخل ہوئے، تم کیا کہتے ہو؟'' لوگوں نے عرض کیا۔ ''عرب میں کوئی نبیؐ ہوئے ہیں، ان کے پیروؤں نے ممالک شام اور مصر فتح کر لیے ہیں۔ اب وہ اس ملک کی طرف آئے ہیں، مشورہ دو کہ ہم کیا کریں۔''

راہب نے کہا۔ ''افسوس ہے اے گروہ نصرانیہ تم پر اور تمہاری حرکتوں پر، اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمتیں عطا کیں اور تم نے ان کی قدر نہ کی۔ تم خدا کی نافرمانی کرتے رہے، نفس کے غلام بن گئے۔ حرام خوری اور زنا کاری کرنے لگے، ہر شخص ظالم بن گیا، مظلوموں کا کوئی حامی نہ رہا۔ خدا نے تم پر ایسی قوم کو مسلط کیا ہے جو دنیا بھر کی قوموں میں سب سے پست تھی، تمہیں چاہیے کہ انجیل پر عمل کرو۔ بدکاری چھوڑ دو۔ پرہیزگاری اختیار کرو، ورنہ عرب تمہاری دولت کے تمہاری حکومت کے، تمہاری املاک کے، تمہارے زن و فرزند کے مالک ہو جاویں گے۔ اب میرا صومعہ میں رہنا بیکار ہے، میں اتر رہا ہوں۔'' وہ صومعہ سے اتر آیا۔ اس نے لوگوں کو کہا۔ ''اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ، جب تمہارا بادشاہ تمہیں جنگ کے لیے طلب کرے، تم فوراً اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔'' لوگ متفرق ہو گئے۔ میتا ارسوس کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور اس گروہ میں مل گیا جو عبداللہؓ بن غسان اور ان کے ہمراہیوں کو قید کر کے لایا تھا۔

میتا آغوش اسلام میں:۔ میتا مسلمان قیدیوں کو قلعہ ارسوس میں لے گیا۔ اور خود ان کا محافظ بن گیا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان زیادہ وقت عبادت اور

Marfat.com

خدا کی بندگی میں صرف کرتے ہیں، اس سے اس کے دل پر بڑا اثر ہوا، ایک روز اس نے عبداللہؓ بن غسانؒ سے کہا:۔ ''رات اور دن میں تمہارے یہاں کتنی نمازیں فرض ہیں۔'' عبداللہؓ نے کہا۔ ''ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں، صبح کی، دن ڈھلتے ہی ظہر کی، چار گھڑی دن رہے عصر کی، دن چھپتے ہی مغرب کی، کچھ رات گئے عشاء کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کا ثواب دس گنا فرمایا ہے۔ اس لیے پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں جگہ جگہ نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے، ہمارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''نماز خدا اور بندوں کے درمیان ایک علاقہ ہے، نمازی کے اعمال مقبول ہوتے ہیں اور نمازی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازی کو عزت دیتا ہے، رزق میں وسعت دیتا ہے جو شوق سے خلوص سے اور دل لگا کر نماز پڑھتا ہے اس کی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔ نماز، نمازی اور دوزخ کے درمیان پتھر کی چٹان بن جاتی ہے، قیامت کے روز جب اعمال تولے جائیں گے تو نماز سب اعمالوں سے بھاری ہوگی۔ نماز، نمازی کو پل صراط سے تیزی سے لے کر اترے گی۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز پہلے نبیوں کی امتوں پر بھی فرض ہوئی، لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا یا اس میں کمی کر دی، اب ہمارے نبیؐ پر فرض ہوئی، ہم دل لگا کر نماز پڑھتے ہیں، خدا ہماری مدد کرتا ہے، ہم مفلس تھے۔ امیر ہو گئے۔ وحشی تھے مہذب ہو گئے، ہماری کوئی عزت نہ تھی، اب ہماری عزت وعظمت کی مثالیں دی جاتی ہیں، ہماری کوئی سلطنت نہ تھی، اب خدا نے ہمیں زبردست سلطنت عطا فرمائی ہے، ملکوں پر ملک فتح ہو رہے ہیں اور ہماری سلطنت بڑھتی جا رہی ہے، ہم میں نا اتفاقی تھی، بھائی کا بھائی دشمن تھا، اب ہم میں اتفاق ہو گیا ہے، ہر مسلمان بھائی بن گیا ہے، یہ سب کچھ نماز کے طفیل سے حاصل ہوا ہے۔''

میتا:۔ ''تم پر اور کیا کیا فرض ہیں؟''

عبداللہ:۔ ''ہم پر روزہ فرض ہے، رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھتے ہیں، روزوں کا بڑا ثواب ہے، اللہ کے لیے روزے رکھنے والے دوزخ میں نہ جائیں گے، مالداروں پر زکوٰۃ فرض ہے، سال بھر میں دولت کا چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے، دولت والوں پر حج فرض ہے، اپنی عمر میں ایک مرتبہ ضرور حج کریں، سب سے بڑھ کر جہاد فرض ہے۔ ہر عاقل اور بالغ پر چاہے وہ امیر ہو یا غریب جہاد فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پرہیزگاری اور عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا

Marfat.com

ہے۔"

میتا:۔"نماز سے گناہوں کا ازالہ کس طرح ہو جاتا ہے۔"

عبداللہؓ:۔ اول تو نمازی سے کوئی گناہ ہوتا ہی نہیں جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ خدا کے دربار میں پیش ہوتا ہے، گنا کر کے کیا منہ لے کر خدا کے سامنے جائے گا۔ نمازی پرہیز گار ہوتا ہے اور اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "نمازی جب دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی میٹھے پانی کی نہر میں پانچ مرتبہ غسل کر لے اور غسل کرنے سے اس کا بدن میل سے صاف ہو جائے۔ نمازی کے گناہ بھی صاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ یعنی قضا نہ ہونے دو، خصوصاً درمیان والی نماز کی، ہم پانچوں وقت کی نماز وقت پر اور جماعت سے پڑھتے ہیں کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔" میتا نے کہا۔" دین تمہارا سچا ہے، میں تمہاری عبادت اور عبادت کرنے کا طریقہ دیکھ کر دین اسلام کی طرف مائل ہو چکا ہوں، مجھے مسلمان کرلو۔" چنانچہ عبداللہؓ نے انہیں مسلمان کرلیا۔

ماریہ کی حیرت:۔ ماریہ جب اپنے قلعہ میں پہنچی تو اسے معلوم ہوا کہ مسلمان قیدی اس کے باپ کے قلعہ میں ہیں، اسے بڑا رنج ہوا کیونکہ اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کا باپ انہیں قتل نہ کرا دے مگر اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ قلعہ میں نہیں ہے بلکہ بادشاہ سے ملنے گیا ہے وہ دن چھپتے ہی اپنے باپ کے قلعہ میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان قیدیوں کی حفاظت میتا راہب کر رہے ہیں اس نے میتا سے کہا۔ "پیارے باپ تم ہمارے دین کے زبردست عالم ہو، یہ بتاؤ کہ حق مسلمانوں کے ساتھ ہے یا ہمارے ساتھ ہے۔" میتا نے کہا۔"حق مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

ماریہ حیران رہ گئی۔ میتا نے کہا۔" مجھے خواب میں سب کچھ نظر آ گیا ہے، مبارک ہو کہ عمود تمہارا بیٹا ہے۔"

ماریہ یہ سن کر سکتہ میں آ گئی، میتا نے اپنا خواب بیان کیا جو باتیں لشکر اسلام میں ماریہ کو پیش آئی تھیں۔ انہوں نے وہ سب بیان کر دیں، ماریہ نے اسی وقت خدا کے حضور میں سجدہ کیا اور مسلمانوں کی زنجیریں کاٹ دیں۔ صبح کو مسلمانوں نے خروج کیا

Marfat.com

اور ارسوس جسے اپنا قائم مقام بنا گیا تھا اسے قتل کر ڈالا، عیسائی گھبرا گئے۔ انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ مسلمانوں کا قلعہ پر قبضہ ہو گیا، اس کے بعد ماریہ نے اپنے قلعہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ کرا دیا اور عیاضؓ بن غنم کو اطلاع دی۔

فتوحات:۔ عیاضؓ بن غنم نے دیار بکر اور ارض ربیعہ میں داخل ہو کر بڑے بڑے شہر شہروں اور مضبوط و مستحکم قلعوں کو فتح کیا۔ اگر ان تمام فتوحات کو مختصراً بھی بیان کیا جائے تو ایک نہایت ضخیم جلد تیار ہو جائے، ہم صرف دو واقعات اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی نوعیت میں کچھ عجیب ہیں۔

ملک شہریاض نے جو اس نواح کا شہنشاہ تھا۔ قرب و جوار کے قلعہ داروں اور حکمرانوں کو امداد کے لیے خطوط لکھے اس کا ارادہ یہ تھا کہ جب عظیم الشان لشکر فراہم ہو جائے تو وہ مسلمانوں پر یلغار کر کے انہیں اپنے ملک سے نکال دے اور جو قلعہ جات انہوں نے فتح کر لیے ہیں انہیں ان سے چھین لے۔

طاریون:۔ ملک شہریاض نے والی اخلاط کو بھی مدد کے لیے لکھا تھا۔ اخلاط کے حاکم کی ایک بیٹی تھی جو نہایت خوبرو، خوش جمال، خوش ادا اور پری چہرہ تھی لیکن تعجب یہ ہے کہ وہ حسین اور نازنین ہوتے ہوئے بہادر بھی تھی۔ اس کے حسن و جمال کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی، بہت سے شاہزادے اور بادشاہ اس پر فریفتہ تھے لیکن وہ کسی سے شادی کرنے پر آمادہ نہ تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے یہ اعلان کر رکھا تھا جو اسے میدان جنگ میں شکست دے کر گرفتار کر لے گا اس سے وہ عقد کرے گی، کئی شاہزادے قسمت آزمائی کرنے آ چکے تھے مگر اس پر قابو نہ پا سکے تھے۔ دلیر تو وہ ضرور تھی لیکن دلیری اور بہادری کے علاوہ اس کا حسن بھی اس کا مددگار تھا جب وہ دیکھتی کہ حریف اس پر غالب ہونے والا ہے تو وہ اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دیتی، حریف کی نظروں کے سامنے بجلی سی چمک جاتی اور وہ غالب ہونے پر بھی مغلوب ہو جاتا، اس پری چہرہ، گل اندام، ماہ رخ کا نام طاریون تھا۔ جبل سناسنہ کے بادشاہ کا بیٹا سوسیٰ تھا وہ بھی بڑا شکیل وجمیل تھا، اس نے بھی طاریون کی خواستگاری کی تھی اور اس سے میدان میں ہم نبرد ہوا تھا سوسی میں زنانہ پن زیادہ تھا وہ طاریون کا مقابلہ نہ کر سکا۔ طاریون اس پر غالب آئی اور اس نے اس کی پیشانی کے بال تلوار سے کاٹ لیے وہ نامراد واپس گیا مگر طاریون کو نہ بھول

Marfat.com

سکا۔

طاریون کا ایک چچا زاد بھائی ریغون تھا، وہ بھی اسے چاہتا اور اس پر جانثار کرتا تھا، لیکن وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا کہ طاریون کے سامنے جا کر وہ اپنے ہوش و حواس برقرار نہیں رکھ سکتا، اس لیے نہ اس نے اس کی خواستگاری کی تھی اور نہ اس کا مقابلہ کرنے کی اس میں جرأت تھی، وہ حران، معدن، وقف، یدیس وازان کے شہروں اور قلعوں پر حکومت کرتا تھا۔

طاریون کی گرفتاری:۔ ملک شہریاض نے جب اس ملک کے تمام بادشاہوں کے نام امداد کے لیے خطوط لکھے تو طاریون کے باپ سوسٰی کے باپ سلنطور اور ریغون کے نام بھی خط بھیجے، طاریوں کو اس کے باپ نے چار ہزار سواروں کے ساتھ شہریاض کی مدد کو روانہ کیا۔ طاریوں کی روانگی کی شہرت ہوگئی، اس کے شیدائی فوجیں لے کر محض اس کی زیارت کی تمنا میں چل پڑے، سوسٰی بھی کچھ لشکر لیکر چلا اور طاریون سے آملا، وہ طاریون سے کچھ اس عاجزی اور انکساری سے ملا اور اپنے دردِ دل کا حال کچھ اس طریقہ سے بیان کیا کہ طاریون کو اس پر رحم آ گیا اور وہ اس کی طرف جھک گئی۔

ریغون بھی تین ہزار فوج لے کر چلا اور طاریون کے لشکر سے جا ملا، اس نے سوسٰی اور طاریون کی حرکات و سکنات کی جب نگرانی کی تو اسے شک گزرا۔ اس نے ان کی نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے جاسوس چھوڑ دیئے۔ سوسٰی جب طاریون سے ملنے جلنے لگا تو اس کے دل میں آتشِ محبت اور تیز ہوگئی اس نے ایک روز طاریون کو پیغام بھیجا کہ وہ تنہائی میں ملنے کا بندوبست کرے تاکہ آپس میں قول و قرار ہو جائیں۔ طاریون نے منظور کر لیا اور اپنے خادم خاص کے ہاتھ کئی قسم کے حلوے اپنے اہتمام سے تیار کرا کر اس کے لیے روانہ کیے اور خادم سے کہا کہ سوسٰی سے تنہائی میں پیغام دے کر آدھی رات کے وقت ملاقات کے لیے آ جائے اس نے یہ ہوشیاری کی کہ ریغون کو بھی شیرینی تحفہ کے طور پر اس لیے بھیجی کہ اگر اسے معلوم ہو کہ سوسٰی کے پاس حلوے بھیجے ہیں تو شک نہ کرے۔

لیکن طاریون کا یہ خادم خاص جو سوسٰی کے پاس پیغام لے کر گیا تھا، ریغون سے بڑی محبت رکھتا تھا، اس نے ریغون کو اپنی گود میں پالا تھا، وہ خادم اول شیرینی لے کر ریغون

Marfat.com

کے پاس گیا اور اسے تنہائی میں بتا دیا کہ طاریون سوئ کی طرف مائل ہے، اس نے اسے آدھی رات کے وقت ملاقات کے لیے بلایا ہے، وہاں سے سوئ کے پاس پہنچا اور اسے تحائف دے کر طاریون کا پیغام بھی سنایا۔ سوئ کم ہمت اور بزدل تھا، اسے یہ اندیشہ ہوا کہ آدھی رات کے وقت طاریون اسے بلا کر گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ اسے یہ شک ہو گیا کہ وہ یرغون کو چاہتی ہے وہ رات کو نہیں گیا۔

ادھر یرغون نے اپنے ندیموں اور مشیروں کو بلا کر کہا۔ ''میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تھوڑی عمر میں حکومت اس لیے عطا کی ہے کہ اس کا مجھ پر کرم ہے میں نے اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں اسلام کو سچا دین سمجھتا ہوں، مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹا نہیں ہیں۔ عیسائی گمراہ ہو گئے ہیں، اسی لیے خدا ان سے ناراض ہو گیا ہے اور انہیں جو نعمتیں اس نے دی تھیں وہ ان سے لیکر مسلمانوں کو دے رہا ہے، یہ بات یقینی ہے کہ مسلمان ہمارے تمام ملک پر قبضہ کر لیں گے۔ شہریاض کو اور جو اس کی مدد کریں گے انہیں شکست ہو گی، ہرقل اعظم جیسے عظیم الشان اور پرہیبت وجلال بادشاہ کو مسلمانوں نے ہزیمت دی ہے، شہریاض کے پاس نہ ہرقل اعظم کے برابر دولت ہے نہ ملک ہے نہ لشکر ہیں، وہ کیا مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے گا۔ ہم اس کا ساتھ دیکر کیوں مصیبت مول لیں اور کیوں اس کے ساتھ تباہ اور برباد ہوں کیوں اپنے ننگ و ناموس کی دھجیاں اڑا دیں، کیوں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو مسلمانوں کی کنیزیں اور لڑکوں کو غلام بنوائیں۔ مسلمانوں سے کیوں نہ مصالحت کر لیں، مسلمان صادق الوعدہ ہیں جو اقرار کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں، ہم ان سے امان حاصل کر کے مطمئن ہو جائیں۔''

لوگوں نے کہا۔ ''آپ کی رائے نیک ہے۔''

یرغون: ''اب میں ایک بات اور کہتا ہوں۔ طاریون بدل گئی۔ وہ سوئ کو چاہنے لگی ہے۔ حالانکہ میں سوئ سے زیادہ مستحق اس بات کا ہوں کہ وہ میری طرف توجہ کرے کیونکہ وہ میری قریبی رشتہ دار ہے۔ اگر سوئ کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی تو اخلاط جیسے شہر اور ملک کا وہ بادشاہ ہو جائے گا، اُس کی طاقت بڑھ جائے گی۔ ممکن ہے وہ ہمارے شہروں پر تاخت کرے۔ اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ طاریون کو گرفتار کر لوں اور اسے اس بات کا موقع نہ دوں کہ وہ سوئ سے قول و قرار کر لے۔''

لوگوں نے کہا۔ ''لیکن طاریون کا باپ بڑا غصہ ور اور جوشیلا ہے، وہ اس توہین کو

Marfat.com

برداشت نہ کر سکے گا اور ضرور انتقام لے گا۔'' یرغون نے کہا اول تو میں اس کا عزیز ہوں، وہ مجھ پر تاخت نہ کرے گا اور اگر اس نے ایسا کیا بھی تو چونکہ ہم مسلمانوں کی امان میں ہوں گے، اس لیے مسلمان ہماری مدد کریں گے اور وہ ہمارا کچھ نہ بنا سکے گا۔''

سب نے کہا۔ ''تم جو مناسب سمجھو کرو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔''

یرغون:۔ ''میں رات کو طاریون کو گرفتار کرلوں گا، تم کوچ کے لیے تیار رہنا، میرا حکم ہوتے ہی کوچ کر دینا۔''

سب نے اقرار کیا اور اسی وقت سے کوچ کی تیاری کر دی۔

آدھی رات کے وقت جبکہ طاریون اپنے خیمہ میں بیٹھی سوئ کا انتظار کر رہی تھی، یرغون پہنچا۔ طاریون نے رازداری کی وجہ سے اپنے خادموں، غلاموں اور پہرہ داروں کو ہٹا دیا تھا، صرف چند کنیزیں رہنے دی تھیں۔ جب یرغون اس کے خیمہ میں داخل ہوا تو وہ اسے سوئ سمجھ کر خوش ہوگئی۔ اس کی تعظیم کو اٹھی، اسے مبارکباد دی مگر جب اس نے اسے پہچانا تو زرد پڑ گئی۔ کانپنے لگی اور اس کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئی، یرغون نے کہا۔ ''طاریون! تم پر افسوس ہے میں نے تجھ سے خواستگاری کی تو تو نے میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنے کی شرط ٹھہرائی اور سوئ کو جسے تو ہزیمت دے چکی تھی اپنا مقرب بنانے کو تیار ہوگئی، حالانکہ تو خوب جانتی ہے کہ سوئ نامرد، بزدل، زنخا اور زمانہ شناس ہے، اسے تجھ سے محبت بھی نہیں ہے۔ وہ تجھ سے شادی کر کے تیرے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، میں تجھ پر دل و جان سے فریفتہ ہوں، میری بہادری کا بھی تجھے علم ہے، میں تیرا عزیز بھی ہوں، پھر بھی تو نے مجھے چھوڑ کر سوئ کی طرف رغبت کی۔''

یہ کہہ کر اس نے طاریون کو گرفتار کر لیا اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ اسے لے کر وہ اپنے لوگوں میں آیا اور صبح صادق کے وقت وہاں سے کوچ کر کے مقام سور میں آ کر خیمہ زن ہوگیا۔

(داخل ہوں گے اللہ کے دین میں فوج فوج)

صبح کو سوئ کوچ کے لیے سوار ہوا۔ اس کا اور طاریون کا دونوں کا لشکر بھی سوار ہوئے، طاریون ہمیشہ سب سے پہلے اپنے خیمہ سے نکل کر سوار ہو جاتی تھی لیکن اس روز وہ اپنے خیمہ سے نہ نکلی، خادم اور کنیزیں اس کے سراپردہ میں گئیں، دیکھا تو وہاں طاریون نہ تھی، انہیں یرغون کا کوچ کرنا معلوم ہوگیا تھا، انہوں نے باہر نکل کر غل مچا دیا

Marfat.com

کہ یرغون شاہزادی طاریون کو گرفتار کر کے لے گیا۔ سوئی کو اور طاریون کے لشکریوں کو بڑا غصہ آیا، وہ تیزی سے چلے اور سور کے قریب پہنچے۔ یرغون نے انہیں دیکھ کر کہا۔
''اے اہل یدلیس! میں شاہزادی طاریون کو گرفتار کر کے لایا ہوں، اس کا اور سوئی کا لشکر ہم پر چڑھ کر آیا ہے، وہ بہت زیادہ ہیں اور ہم بہت کم ہیں، یہاں قریب میں مسلمان بھی نہیں ہیں جو ہم ان کے پاس پہنچ کر ان کے امان میں ہو جائیں۔ اب تم کیا کہتے ہو؟''
افسروں اور سرداروں نے کہا۔ ''ہم تمہارے ساتھ ہیں جو حکم دو گے اس کی تعمیل کریں گے۔''

یرغون۔ ''میں نے سنا ہے جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، خدا غیب سے اس کی مدد کرتا ہے، ہم بھی سچے دل سے مسلمان ہو جائیں اور خدا کی مدد پر بھروسہ کریں، یقین ہے وہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔''
بعض لوگوں نے کہا۔ ''مگر ہمیں مسلمان کون کرے گا۔''
یرغون:۔ ''اقرار کر لو کہ خدا ایک ہے، یکتا ہے، تنہا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ حضرت عیسیٰ اس کے بیٹے نہیں۔ عبادت کے لائق وہی ہے اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے رسولؐ ہیں۔ اس اقرار سے ہی ہم مسلمان ہو جائیں گے۔''
سب نے یہ اقرار کر لیا اور آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر کہا۔ ''خدایا ہم تیرے سچے دین میں داخل ہو گئے ہیں، دشمن ہمیں مٹانے کے لیے آیا ہے تو غیب سے ہماری مدد کر۔''

اس طرح بغیر کسی کی کوشش کے بغیر تلوار دکھائے، دھمکائے اور ڈرائے تین ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

غیبی امداد:۔ سوئی کو رشک رقابت کی وجہ سے بڑا جوش اور غصہ تھا، اس نے اپنے لشکر کو صف بستہ کیا، یرغون نے بھی اپنا لشکر ترتیب سے آراستہ کر لیا۔ سوئی نے بڑھ کر کہا۔ ''او غدار و دغا باز یرغون! شاہزادی طاریون کو ہمارے حوالہ کر دے، ہم تیری جان بخشی کر دیں گے۔'' یرغون نے کہا تم ہمیں ڈرا رہے ہو، حالانکہ ہم نے دین اسلام قبول کر لیا ہے، تم سے یا کسی سے بھی ڈرنے والے نہیں، طاریون میری ہے میں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے، تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔''
سوئی اور طاریون کے افسروں کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے یرغون اور اس کے لشکر پر حملہ

Marfat.com

کر دیا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ آئیں، جنگ شروع ہوگئی۔ تنوں سے سر الگ ہونے لگے خون کی دھاریں بہہ گئیں۔ یرغون نے اپنے لوگوں سے کہا۔ ''مسلمان لڑتے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہیں، میں نے سنا ہے اللہ اکبر کے معنے ہیں اللہ بڑا ہے، ہم بھی اس بات کا اقرار کریں، ہم بھی نعرے لگائیں۔''

چنانچہ اس نے اور اس کے ساتھ اس کے افسروں اور سپاہیوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ سوئی اور اس کے سپاہیوں کو تعجب ہوا۔ انہوں نے غضبناک ہو کر سختی سے حملہ کیا، مگر یرغون اور ان کے ہمراہیوں نے ان کے زبردست حملہ کو روک لیا اور بڑے صبر و استقلال سے جنگ شروع کر دی، جب نصرانی ان پر پرزور حملہ کرتے تو وہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر بڑے استقلال سے حملہ روکتے اور خود بھی حملہ کر دیتے۔

یہ لڑائی قلعہ سوز کے سامنے ہو رہی تھی۔ یرغون کے سپاہی مرتے جاتے تھے لیکن وہ ہمت نہ ہارتے تھے، بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ دفعتہً سور کا دروازہ کھلا اور اللہ اکبر کی پرشور آواز آئی۔ یرغون نے حیرت سے قلعہ کی طرف پلٹ کر دیکھا، اسے ایک مختصر جماعت عربوں کی نظر آئی۔ اسے تعجب بھی ہوا اور یہ خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کی مدد کی۔ یہ لوگ اصحابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ وہ سو تھے، اس دستہ کے سردار حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر صدیقؓ تھے۔ حضرت عیاضؓ بن غنم نے انہیں رسد فراہم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ تین روز سے قلعہ کے اندر مقیم تھے۔ انہوں نے قلعہ کے اندر اللہ اکبر کی وہ آوازیں سنی تھیں، جو یرغون اور اس کے ساتھی لگا رہے تھے۔ ان کی مدد کے لیے وہ دوڑ آئے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر صدیقؓ کے ساتھ مقدادؓ بن اسود، ضرارؓ بن الازور اور سعدؓ بن غنم وغیرہ تھے۔ عبدالرحمٰنؓ نے بلند آواز سے کہا۔ ''بے ڈر ہوئے اللہ سے ڈرنے والے۔ آئی تمہارے لیے کشور کار اللہ غالب اور بزرگ کی طرف سے ہم حاملان دین متین اور علمبرداران اسلام ہیں، میں عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر صدیقؓ ہوں۔

مگر جب وہ میدان جنگ میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دونوں لڑنے والے عیسائی لباس میں ہیں۔ یرغون اور ان کے ساتھیوں نے پھر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فوراً ہی عبدالرحمٰنؓ اور ان کے ساتھیوں نے نعرہ تکبیر بلند کر کے نہایت سختی سے سوئی اور اس کے ساتھیوں پر اس زور سے حملہ کیا کہ ان کی صفیں زیر و زبر ہوگئیں۔ یرغون اور اس کے ساتھیوں کی ہمتیں بڑھ گئیں۔ انہوں نے بھی جوش میں آ کر حملہ کیا، نہایت دلیری سے

Marfat.com

لڑنے اور بڑی پھرتی سے قتل کرنے لگے۔ لاشوں کے انبار لگا دیئے۔ سوئی اور اس کے ساتھی بڑی بے ترتیبی اور بدحواسی سے بھاگے۔ ریغون فتحیاب ہوئے۔ اس نے اصحاب رسول اللہ ﷺ پھر اللہ اکبر کا نعرہ کا شکریہ ادا کیا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ پر وہ اور اس کے تمام ساتھی مسلمان ہو گئے۔

طاریونؔ کے دل پر بھی اس واقعہ نے بڑا گہرا اثر کیا، خصوصاً ریغون کی بہادری نے اسے اپنا گرویدہ کرلیا، وہ مسلمان ہوگئی اور اس نے ریغون سے عقد کرلیا۔

شہریاض کا قتل !:۔

شہریاض نواح شہر رغبان میں آ گیا تھا، اول تو اس کا لشکر ہی بہت کافی تھا، دوسرے امدادی فوجیں اس کے پاس پہنچنے لگی تھیں۔ اس سے اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی تھی، مسلمان بھی رغبان میں پہنچ گئے تھے۔ عیاضؓ بن غنم یہ چاہتے تھے کہ معاملہ صلح و آشتی سے طے ہو جائے تو اچھا ہے اس لیے وہ اپنی طرف سے جنگ کی ابتداء نہ کرتے تھے۔ شہریاض کو امدادی لشکروں کے آنے کی اور امید تھی اس لیے وہ جنگ کو ٹال رہا تھا۔

مگر جب سوئی اور طاریون کے لشکری ریغون اور عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ کے سامنے سے شکست کھا کر بھاگے تو انہوں نے مرج وغبان میں شہریاض کے پاس آ کر دم لیا۔ شہریاض کو جب معلوم ہوا کہ شاہزادی طاریون بھی مسلمانوں کے قبضہ میں چلی گئی تو اسے بڑا ملال ہوا۔ اس کے پاس ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ لشکر جمع ہو چکا تھا، اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا، حضرت عیاضؓ بن غنم بھی اپنا لشکر لے کر وہاں آ گئے۔ اب بھی موقع تھا کہ شہریاض اس بات کو سمجھ لیتا کہ حق مسلمانوں کی طرف ہے، خدا مسلمانوں کی مدد کر رہا ہے، اس نے ایران اور روم جیسی سلطنتوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں پر فتح کرا دیا ہے۔ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر لیتا لیکن وہی ہوتا ہے جو خدا کو منظور ہو۔ وہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی لڑنے کے لیے میدان میں آ کر صف بستہ ہو گیا، مسلمان بھی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ فریقین نے صفیں مرتب کیں، لشکر کو ترتیب دیا۔ میمنہ اور میسرہ قائم کیے اور جنگ شروع کر دی۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی، مسلمان بہت کم تھے۔ شہریاض کو اور اس کے فوجیوں کو یہ ملال تھا کہ مسلمانوں کے پاس شاہزادی طاریون پہنچ گئی تھی۔ وہ اس کے ملک کی مایہ ناز حسینہ تھی، وہ جوش و خروش سے حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے موت کا استقبال کیا۔ خدا سے مدد چاہی۔ اللہ اکبر کا نعرہ

Marfat.com

لگایا اور موت کی لڑائی شروع کردی۔ سروں اور تنوں کے فیصلے ہونے لگے۔ صاف و شفاف تلواریں انسانی سمندروں میں ڈوبنے اور خون برساتی ہوئی اٹھنے لگیں۔ عیسائیوں نے شور وغوغا بلند کیا۔ لڑائی کا زور بڑھنے لگا مسلمان عیسائیوں میں اور عیسائی مسلمانوں میں گھس گئے، تلواروں پر تلواریں چلنے لگیں۔ سر کٹ کٹ کراچھلنے لگے۔ زخمی چلانے لگے۔ تمام میدان جنگ میں شور قیامت برپا ہوگیا، سارا دن لڑائی ہوتی رہی، شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہوئے اور اپنی اپنی قیام گاہوں پر پہنچے۔

شہریاض کو یہ معلوم تھا کہ عیسائی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں ٹھہرتے۔ اس نے دارالسلطنت راس العین سے افسروں، رئیسوں اور سپاہیوں کے زن و فرزند کو طلب کیا تھا۔ جب وہ میدان جنگ سے واپس ہوئے تو عورتیں، لڑکیاں اور بچے اسی وقت وہاں آئے اور ان کے ساتھ راہبوں، قسیسوں اور پادریوں کی بڑی بھاری جماعت عیسائیوں کو برکت دینے اور دعائیں مانگنے کے لیے آئی۔ شہریاض کو ان کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔

مسلمان جب واپس اپنی فرودگاہ میں آئے تو انہوں نے اول وہ نمازیں ادا کیں جو قضا ہوگئی تھیں، ان کے بعد مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر کچھ لوگ زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے لگے، کچھ کھانا تیار کرنے لگے۔ کھانا کھا کر انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور کچھ دیر آرام کیا۔ آدھی رات کے بعد مسلمان اٹھے حوائج ضروریہ سے فراغت کی، وہ خدا پرست تھے، خدا کی یاد میں مشغول ہوگئے۔ انہوں نے اول تہجد کی نماز پڑھی، اس کے بعد بعض لوگ تو نفلیں پڑھنے لگے، بعض قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہوگئے، بعض اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے۔

اللہ اکبر کیسے لوگ تھے وہ۔ ان کا ہر نفس ثواب حاصل کرنے میں گزرتا تھا، وہ عقبیٰ کے لیے ثواب کی پونجی جمع کرتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور دن بھر جہاد کرتے تھے۔

صبح کی نماز سے جس وقت مسلمان فارغ ہوئے، انہوں نے دیکھا کہ عیسائی میدان کی طرف بڑھتے آرہے ہیں، ان کے آگے راہبوں اور پادریوں کی صفیں ہیں، وہ لمبے جبے پہنے اور اونچی ٹوپیاں اوڑھے ہیں، کمر سرخ ڈوریوں سے باندھے ہیں۔ سینوں پر صلیبیں لٹکائے ہیں اور ہاتھوں میں لمبی لمبی صلیبیں لیے ہیں، بعض پادریوں کے ہاتھوں میں چاندی کی چھوٹی چھوٹی انگیٹھیاں ہیں، ان میں بخورات جلائے جارہے ہیں اور ان

Marfat.com

کی دھونی صلیبوں کو دی جا رہی ہے۔ ان کے پیچھے ٹڈی دل لشکر ہے اور لشکر کے پیچھے عورتوں اور بچوں کی قطاریں ہیں۔

مسلمان بھی مسلح ہو کر میدان میں آ گئے۔ راہب علیحدہ ہو گئے، عیسائیوں نے بڑھ کر مسلمانوں پر اس سختی سے حملہ کیا کہ اگر خدا مسلمانوں کا معاون نہ ہوتا تو ان کے قدم اکھڑ جاتے۔ مسلمانوں نے بڑے استقلال اور جرأت و ہمت سے اس حملہ کو روکا۔ اور پھر خود بھی بڑے جوش سے حملہ کیا۔ تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ جنگ شروع ہوگئی۔ صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ مسلمان عیسائیوں کو مارتے کاٹتے بڑھنے لگے۔ لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں شور وغوغا سے شور قیامت برپا ہو گیا۔ عیسائیوں کو ان کی عورتوں نے بھی شہ دے دے کر جنگ کی ترغیب دی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگا کر حملے شروع کیے۔ ان کی تلواروں نے بے شمار دشمنوں کو کاٹ ڈالا۔ عبداللہؓ بن قرط اور عبداللہؓ بن عیاض نے شہریاض کے رسالہ خاص پر حملہ کر دیا اور سواروں کو مارتے، کاٹتے اور پیچھے ہٹاتے شہریاض کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے ایک ساتھ اس پر نیزوں سے وار کیے۔ شہریاض کے سینہ پر نیزہ لگا اور وہ خوفناک چیخ مار کر گھوڑے سے گرا۔ گرتے ہی مر گیا۔ عبداللہؓ بن عیاض نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور اعلان کر دیا کہ شہریاض مارا گیا۔ عیسائی اپنے بادشاہ کا سر دیکھتے ہی گھبرا کے بھاگے اور ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنے زن و فرزند کا بھی خیال نہ کیا۔ سب کو وہیں، 80 میدان میں مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا اور ان کی لاشوں سے میدان اور راستے بھر دیئے۔ اس معرکہ میں اسّی ہزار سات سو پچاس عیسائی مارے گئے۔ ہزاروں گرفتار ہو گئے۔ بے شمار عورتیں اور بچے قیدی کیے گئے اور لاتعداد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ مسلمان ڈیڑھ ہزار کے قریب شہید ہوئے۔

راس العین کی فتح:۔ عیاضؓ بن غنم نے وہاں سے راس العین کی طرف کوچ کیا اور شہر کے گرد اتر کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائیوں کو باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مسلمانوں نے پرزور حملہ کر کے شہر راس العین کو بھی فتح کر لیا۔

عیاضؓ بن غنم کے بھی کارنامے بہت زیادہ ہیں، ان سب کو مفصل بیان کرنے کی اس مختصر نامہ میں گنجائش نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان خدا کو یاد رکھتے تھے، اس

Marfat.com

سے ڈرتے تھے، اس کی عبادت کرتے تھے، اس کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ خدا ان پر مہربان تھا، وہ ان کی مدد کرتا تھا، انہیں نعمتیں دیتا تھا، ہم مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اگر ہم بھی قرون اولیٰ جیسے مسلمان بن جائیں تو وہی عزت و عظمت، شہرت و ثروت، حکومت اور سلطنت حاصل کر لیں جو خدا کے ان نیک بندوں کو حاصل ہیں۔

(ختم شد)

Marfat.com

اسلم راہی ایم اے کے ولولہ انگیز تاریخی ناول

جن کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے

ناصرالدین محمود	225/-	صحرا کی آگ	175/-
گل گامش	300/-	سراج منیر (دو جلدیں)	500/-
اندھیروں کے ساربان	300/-	طارق بن زیادؒ	250/-
تاریک رزم گاہ	250/-	مقدس دیوداسی	200/-
صقلیہ کا مجاہد	250/-	سرابوں کے صحرا	300/-
عقاب	175/-	رقص درویش	300/-
قتیبہ بن مسلم	200/-	دشت کے بھیڑیے	300/-
موت کے مسافر	175/-	غرناطہ کا چوپان	300/-
یثرب کا ابلیس	175/-	شیر شاہ سوری	300/-
سنہری غول	150/-	سندھ کا سورما	250/-
صلیب و حرم	150/-	برق کلیسا	225/-
حجاج بن یوسف	300/-	نیشاپور کا شاہین	175/-
طلسم کدہ	175/-	بابل کا بت شکن	150/-
آتش فشاں	200/-	یروشلم کی ساحرہ	275/-
آخری حصار	200/-	بازگشت	200/-
بنت نیل	200/-	صلیب کے بھنور	250/-
سائبیریا کا طوفان	200/-	ہیلن آف ٹرائے	250/-
آتش و آہن	200/-	علاؤالدین خلجی	250/-
ظلمات	150/-	بایزید یلدرم	300/-
ابلیکا (جلد اوّل)	250/-	گرداب	200/-
ابلیکا (جلد دوئم)	250/-	پیاسا صحرا	200/-
ابلیکا (جلد سوئم)	300/-	روحیں جو دیکھی گئیں	200/-
ابلیکا (جلد چہارم)	350/-	الپ ارسلان	250/-
ابلیکا (جلد پنجم)	350/-	کشکول قضا	200/-
ابلیکا (جلد ششم)	300/-	ملکہ زنوبیا	250/-
ابلیکا (آخری حصہ)	400/-	نیل کی ناگن	300/-
ابلیکا مکمل سیٹ 7 جلدیں	2200/-	خانہ بدوش	250/-

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔ فون: 7231595

Marfat.com

الماس ایم اے کا ایک اسلامی تاریخی ناول

خالد بن ولید رض سیف اللہ

جنگ موتہ میں انہیں اس وقت سپہ سالاری کی جب مسلمانوں کے تین عظیم جرنیل شہید ہو چکے تھے۔ صرف تین ہزار کا اسلامی لشکر دو لاکھ رومیوں کے گھیرے میں آیا ہوا تھا۔ مگر وہ اپنی بے مثل شجاعت اور اعلیٰ جنگی حکمت عملی سے پورے لشکر کو رومیوں سے چھڑا لائے اور آنحضور ﷺ سے سیف اللہ کا خطاب پایا۔ بڑا سائز، عمدہ طباعت، قیمت صرف 250-00 روپے۔

جناب قمر اجنالوی کا ایک مستند تاریخی ناول

سلطان

قمر اجنالوی

سلطان صلاح الدین ایوبی تاریخ کا [illegible] کردار ہے۔ وہ اپنے وقت کا ایک بہت بڑا فاتح اور ایک عظیم مجاہد، اسلام کا سچا فرزند تھا۔ جس نے یورپ کے چھ لاکھ حملہ آوروں کے خلاف اپنے مٹھی بھر سپاہیوں کے ساتھ جنگ لڑی اور یورپ پر ایشیائی برتری ثابت کر دی۔ عیسائی دنیا آج بھی صلاح الدین کے نام سے لرزتی ہے۔ اس نے فلسطین کی صلیبی سلطنت کی طنابیں کاٹ دیں اور بیت المقدس پر پھر اسلامی پرچم لہرا دیا۔ 700 صفحات، قیمت 350-00 روپے۔

جناب قمر اجنالوی کا ایک عظیم تاریخی ناول

لالہ رُخ

1857ء کی جنگ آزادی یا داستان غدر جو "لالہ رخ" کے عنوان سے ترتیب دی گئی ہے، وہ جناب قمر اجنالوی کا ہی کام ہے۔ شہزادی لالہ رخ اس کہانی کا محور و مرکز ہے۔ جس میں جدوجہد آزادی کی کشمکش، ظالم و مظلوم کی آویزش اور گردش حالات کی زد میں آئی ہوئی تیموری حسینہ کی داستان محبت بیان کرنے کے لئے ایک نیا انوکھا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول۔ خوبصورت گردپوش۔ قیمت صرف 200-00 روپے۔

الفاظ کے جادوگر جناب قمر اجنالوی کے قلم سے

مقدس مُورتی

مقدس مورتی کی کہانی بعض حقیقتوں کی عکاسی کرتی ہے جن کا [illegible] آثار اور عقائد پر مشتمل ہے۔ تھارولیشپ روشن ضمیر [illegible] ہے جو ظلم اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرتا ہے۔ تھارولیشپ نے وہ مورتی کہاں سے اور کس طرح حاصل کی۔

پراسرار سنسنی خیز اور دلوں پر لرزہ طاری کر دینے والی تحریر 11 سو صفحات پر مشتمل یہ ناول دو حصوں پر مشتمل ہے۔

قیمت حصہ اول 300-00 حصہ دوم 300-00 مکمل سیٹ 600-00 روپے

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور فون: 7231595

Marfat.com

ایک تاریخ...... ایک ناول

ابلیکا

صاحب طرز ادیب جناب
اسلم راہی ایم اے کا شاہکار ناول

جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریم ﷺ تک دنیا کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

بڑا سائز، سفید کاغذ، مضبوط جلد، پانچ ہزار سے زائد صفحات۔

قیمت حصہ اول 250-00	حصہ دوم 250-00	حصہ سوم 300-00
حصہ چہارم 350-00	حصہ پنجم 350-00	حصہ ششم 350-00
حصہ ہفتم 400-00	قیمت مکمل سیٹ 7 جلدیں 2250 روپے	

صاحب طرز ادیب جناب قمر اجنالوی کا ایوارڈ یافتہ سفر نامہ

دھرتی کا سفر

قمر اجنالوی

ایک مہماتی سفر کی لرزہ خیز داستان

انسانی تاریخ و آثار کے پس منظر میں ایک ہولناک سرگزشت۔ 1200 صفحات کے دو حصوں پر مشتمل باپ بیٹے کے سفر کی رومان آفرین تحیر انگیز سنسنی خیز اور دلوں پر لرزہ طاری کر دینے والی تحریر۔

قیمت حصہ اول =/350 قیمت حصہ دوم =/350

آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پرانی تاریخ ..... دیوتائوں کے شہر بابل کی کہانی

چاہ بابل

قمر اجنالوی

جسے صاحب طرز ادیب جناب قمر اجنالوی
نے 35 سال کی طویل ریسرچ کے بعد قلمبند کیا

دنیا کی سب سے بڑی داستان محبت، جو ایک سراپا جمال عورت اور ایک سراپا عشق نوجوان کے ٹکراؤ سے پیدا ہوئی۔

800 صفحات۔ قیمت 450 روپے

ایک عظیم ناول ☆ ایک عظیم تاریخ

فاتح بیت المقدس

سلطان صلاح الدین ایوبی

الماس ایم۔اے کے قلم سے..... اُردو زبان کا سب سے زیادہ ضخیم، دلچسپ، معلوماتی و اسلامی ناول۔

بڑا سائز، خوبصورت گرد پوش 900 سے زائد صفحات، قیمت 500 روپے

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔ فون: 7231595

Marfat.com

Marfat.com

نامور مورخ جناب صادق حسین صدیقی کے ولولہ انگیز اسلامی تاریخی ناول

جنگ خندق	صادق حسین صدیقی	90-00	سلطان فیروز شاہ تغلق	صادق حسین صدیقی	100-00
فتح شوستر	صادق حسین صدیقی	65-00	معرکہ صلیب	صادق حسین صدیقی	80-00
سراج الدولہ	صادق حسین صدیقی	150-00	مجیب جنگ	صادق حسین صدیقی	80-00
سلطان بایزید یلدرم	صادق حسین صدیقی	50-00	بت شکن	صادق حسین صدیقی	150-00
عرب کا چاند	صادق حسین صدیقی	125-00	سنگدل ملکہ	صادق حسین صدیقی	90-00
مغل اعظم اکبر	صادق حسین صدیقی	100-00	جنگ اصفہان	صادق حسین صدیقی	75-00
مشرق کی حور	صادق حسین صدیقی	80-00	بنت حلب	صادق حسین صدیقی	90-00
عجمی شہنشاہ	صادق حسین صدیقی	75-00	افریقہ کی دلہن	صادق حسین صدیقی	75-00
عروس بغداد	صادق حسین صدیقی	75-00	محبوبہ اور خان	صادق حسین صدیقی	75-00
فتح یرموک	صادق حسین صدیقی	75-00	جوش جہاد	صادق حسین صدیقی	75-00
انقلاب افغانستان	صادق حسین صدیقی	125-00	فتح کابل	صادق حسین صدیقی	75-00
دوشیزہ ہند	صادق حسین صدیقی	60-00	سعید و فلپانہ	صادق حسین صدیقی	80-00
فتح خیبر	صادق حسین صدیقی	80-00	حور مراکش	صادق حسین صدیقی	80-00
اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا	صادق حسین صدیقی	125-00	عربی دوشیزہ	صادق حسین صدیقی	100-00
محمد بن قاسم	صادق حسین صدیقی	150-00	داسی ابوالہول	صادق حسین صدیقی	50-00
فتح بیت المقدس	صادق حسین صدیقی	100-00	دوشیزہ کابل	صادق حسین صدیقی	100-00
سلطان محمد غوری	صادق حسین صدیقی	65-00	بہادر کرد	صادق حسین صدیقی	75-00
فتح مصر	صادق حسین صدیقی	85-00	خلیفہ اعظم	صادق حسین صدیقی	95-00
عماد الدین زنگی	صادق حسین صدیقی	125-00	فتوح الشام	صادق حسین صدیقی	69-00
نازنین عرب	صادق حسین صدیقی	90-00	غیاث الدین بلبن	صادق حسین صدیقی	75-00
بہادر حور	صادق حسین صدیقی	200-00	مشرق کے چاند	صادق حسین صدیقی	85-00
جنگ فلسطین	صادق حسین صدیقی	100-00	فتح ایران	صادق حسین صدیقی	75-00
ساعقہ	صادق حسین صدیقی	100-00	حور ایران	صادق حسین صدیقی	150-00
فتح کافرستان	صادق حسین صدیقی	75-00	جنگ جرمن	صادق حسین صدیقی	80-00
غزوات النبیؐ	صادق حسین صدیقی	75-00	معرکہ روم و یونان	صادق حسین صدیقی	150-00
ہاشمی دوشیزہ	صادق حسین صدیقی	90-00	نقاب پوش پیغمبر	صادق حسین صدیقی	100-00
فتوح العجم	صادق حسین صدیقی	125-00	سسلی کی ساحرہ	صادق حسین صدیقی	100-00
حور عرب	صادق حسین صدیقی	75-00	شیر دکن	صادق حسین صدیقی	100-00
شہزادہ خضر خاں	صادق حسین صدیقی	100-00	اندلس کے دو چاند	صادق حسین صدیقی	200-00

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور۔ فون:7231595

Marfat.com